عالم اسلام کی ایک ہمہ جہت شخصیت، جامع علوم و فنون، غواص بحر معرفت و حقیقت
جانشین حضور مفتی اعظم حضور تاج الشریعہ علامہ اختر رضا خاں قادری ازہری
علیہ الرحمہ کی حیات و خدمات پر ایک حسین گلدستہ بنام

انوار تاج الشریعہ نمبر



مرتب:
محسن رضا ضیائی



ناشر
رضا اکیڈمی شاخ ضلع لاتور مہاراشٹر

وارثِ علومِ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

نبیرۂ حجۃ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ جانشین مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ

جگر گوشۂ مفسرِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ شیخ الاسلام والمسلمین قاضی القضاۃ تاج الشریعہ

مفتی محمد اختر رضا خان قادری ازہری رحمۃ اللہ علیہ

اور خانوادۂ اعلیٰ حضرت کے دیگر علمائے کرام

کی تصنیفات اور حیات و خدمات کے مطالعہ

کے لئے وزٹ کریں

www.muftiakhtarrazakhan.com

/muftiakhtarrazakhan

/muftiakhtarrazakhan1011

/muftiakhtarraza

+92 334 3247192

تاج الشریعہ فاؤنڈیشن

www.muftiakhtarrazakhan.com

بفیضِ روحانی

• تاجدارِ اہلِ سنت مجددِ دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان قادری برکاتی علیہ الرحمۃ والرّضوان
• صاحبِ تقویٰ واستقامت حضور مفتیِ اعظم ہند حضرت علاّمہ الشاہ مصطفیٰ رضا خان نوری علیہ الرحمۃ والرّضوان

بیادگار

تاج الشریعہ، بدرالطریقہ فقیہِ اعظم ہند حضرت علاّمہ الشاہ اختر رضا خان قادری علیہ الرحمۃ والرّضوان

انوارِ تاج الشریعہ نمبر

مُرتّب:

مُحسن رضا ضیائی

مجلسِ مشاورت

مفتی جابر رضا مصباحی | مولانا محمد علی منظری
مفتی عبدالمالک مصباحی | الحاج جناب کلیم رضا قریشی

ناشر

رضا اکیڈمی شاخ ضلع لاتور مہاراشٹر

کتاب کانام	:	انوارِ تاج الشریعہ نمبر
مرتب	:	محسن رضا ضیائی
تعدادِ صفحات	:	290
تعدادِ اشاعت	:	1100
پروف ریڈنگ	:	مفتی عبدالمالک مصباحی
کمپوزنگ	:	ضیائی گرافکس، پونہ
سن اشاعت	:	۱۸ر ذوالحجہ ۱۴۳۹ھ/۳۰ر اگست ۲۰۱۸ء
قیمت	:	دعاے خیر بحق معاونین واراکین
ناشر	:	رضا اکیڈمی، شاخ ضلع، لاتور، مہاراشٹر

ملنے کے پتے

● نوری دارالافتاء، نورانی مسجد، آزاد چوک، قریشی محلہ، لاتور، مہاراشٹر۔

رابطہ نمبر: 9422887621/9970666224/9423719255

● الخدمت اکیڈمی، لوہیانگر، پونہ، مہاراشٹر

رابطہ نمبر: 9921934812/7972755521

مزید رابطے کے لیے:

محسن رضا ضیائی

9921934812/7972755521

Mohsinrazaziyai@gmail.com

مشمولات

آئینۂ تاج الشریعہ

بہ یک نظر

شرکائے غم

تعارف و خدمات

اظہار واعتراف

علمی کمالات وامتیازات

علمی جواہر

ہمہ جہت شخصیت

تقویٰ واستقامت

تعلیمات وملفوظات

تبصرہ وتجزیہ

منظومات

میری میت پہ یہ احباب کا ماتم کیا ہے

کلام از: حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ

میری میت پہ یہ احباب کا ماتم کیا ہے
شور کیسا ہے یہ اور زاری پیہم کیا ہے

وائے حسرت دم آخر بھی نہ آ کر پوچھا
مدعا کچھ تو بتا دیدۂ پر نم کیا ہے

کچھ بگڑتا تو نہیں موت سے اپنی یارو
ہم صفیران گلستاں نہ رہے ہم کیا ہے

ان خیالات میں گم تھا کہ جھنجھوڑا مجھ کو
ایک انجان سی آواز نے اک دم کیا ہے

کون ہوتا ہے مصیبت میں شریک و ہمدم
ہوش میں آ یہ نشہ سا تجھے ہر دم کیا ہے

کیف و مستی میں یہ مدہوش زمانے والے
خاک جانیں غم و آلام کا عالم کیا ہے

ان سے امید وفا ہائے تیری نادانی
کیا خبر ان کو یہ کردار معظم کیا ہے

وہ جو ہیں ہم سے گریزاں تو بلا سے اپنی
جب یہی طور جہاں ہے تو بھلا غم کیا ہے

میٹھی باتوں پہ نہ جا اہل جہاں کی اخترؔ
عقل کو کام میں لا غفلت پیہم کیا ہے

قَصِیدَۃٌ فِی الْحَمْدِ وَمَدْحِ النَّبِیِ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

من فضیلۃ الشیخ العلامہ المفتی محمد اختر رضا القادری الازہری

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَللّٰہ اللّٰہ اللّٰہُ مَا لِیْ رَبٌ اِلَّا ھُوْ
یَفْنَی الْکُلّ وَیَبْقٰی ھُوْ لَیْسَ البَاقِیْ اِلَّا ھُوْ
یَفْنَی الْکُلّ وَیَبْقٰی ھُوْ ذَاکَ حَمِیدٌ عُقْبَاہ'
مَنْ کَانَ لِرَبِّیْ دُ نْیَا ہ' عَاشَ سَعِیدًا اُخْرَاہ'
مَنْ کُنْتَ اِلٰھِیْ مَوْ لَاہ' کُلُّ النَّاسِ تَوَلَّاہ'
مَنْ مَّاتَ یَقُوْلُ اَللّٰہ' ذَاکَ الْخَا لِدُ مَحْیَاہ'
رُسُلُ اللّٰہِ تَلَقَّا ہ' اَبْشِرْ عَبْدُ بِحُسْنَاہ'
اَلرِّضْوَانُ لَہ' نُزُلٌ جَنَّۃُ خُلْدٍمَّا وَاہ'
تَخْشَی النَّاسَ بِلَا جَدْویٰ ھَلَّا رَبَّکَ تَخْشَاہ'
اِبْغِ الْاَمَنَ لَدیٰ رَبِّیْ اِنَّ الْاَمَنَ بِتَقْوَاہ'
تَنْسیٰ رَبَّکَ یَا فَانِیْ دُمْ اِنْ شِئْتَ بِذُکْرَاہ'
تَرْجُوْا النَّاسَ لِجَدْوَاھُم اِنَّ الْجَدْویٰ جَدْوَاہ'
ھَلْ غَیْرَکَ یَخْشیٰ رَبِّیْ غَیْرُکَ رَبِّیْ یَخْشَاہ'
رَبِّیْ رَبُّ الَّا رْبَابِ لَیْسَ یُضَاھیٰ حَاشَاہ'
فَسِوَاہُ رَبٌّ بِالْاِسْمِ وَاِلٰہ' الْحَقِّ یَرْعَاہ'
اَلْوَاحِدُ لَیْسَ بِذِی جُزْءٍ لَا وَاحِدَ حَقاً اِلاَّھُوْ
اَلْخَلْقُ مَرَایَا مَوْجُودٍ لَا مَوْجُودَ اِلاَّھُوْ
وَالْکُلّ مَظَاھِرُ مَشْھُودٍ لَ امَشْھُودَ اِلاَّھُوْ
فَرْدٌ حَقٌّ اِلاَّ ھَتُہُ لَا مَعْبُودَ اِلاَّھُوْ
وَانْھَلِّ صَلَاۃُ اللّٰہِ عَلیٰ مَنْ لَیْسَ شَفِیعاً اِلاَّھُوْ
مَنْ بِاالدِّینِ اَحْیَانَا حیِّ اللّٰہُ مُحَیِّاہ'
وَانْھَلِّ صَلَاۃُ اللّٰہِ عَلیٰ مَنْ لَیْسَ شَفِیعاً اِلاَّھُوْ
مَنْ بِاالدِّینِ اَحْیَانَا حیِّ اللّٰہُ مُحَیِّاہ'

عَمِّ الْكَوْنَ بِرَحْمَتِه كُلُ الرُّحْمیٰ رُحْمَاہ'
وَازْدَانَ بِلَادُ اللّٰهِ بِه فَالْكَوْنُ ظَلَامٌ لَوْلَاہ'
جَاءَ جَمِيلُ الرَّحْمَانِ فَاشْكُرْ تَزْدَدْ نُعْمَاہ'
حَلِّ الْفَرْحُ بِمَوْلِدِه فَافْرَح حَتّٰى تَلْقَاہ'
قَدْ نِيطَ حَيٰوةُ الْكَوْنِ بِه فَلْكَونُ عَدِيمٌ لِّوْلَاہ'
يَا مَنْ يِّطْلُبُ رِضْوَانَا مَا الرِّضْوَهُ اِلَاّ اِيَّا
كُنْ لِّنَبِيِّ اللّٰهِ رِضیٰ تَحْظَ لَدَيْهِ بِزُلْفَاہ'
اِنِّ النِّعْمَةَ اَحْمَدُنَا ﷺ يَا طَالِبَ نِعْمَةِ مَوْلَاہ'
بِرَسُوْلِ اللّٰهِ فَابْتَهِجُوْا فَهُوَالْفَضْلُ وَ بُشْرَاهُ
بِاللّٰهِ تَأَيِّدَ نَاصِرُنَا لَا يُخْذَلُ مَنْ قَدْ رَجَّاهُ
اَدْرِکْ عَبْدَکَ جِيْلَانِی مَنْ غَيْرُکَ يَدْفَعُ بَلْوَاهُ
وَيَزُوْرُ سَلَامُ الرِّحْمٰنِ خَيْرَ نَبِيٍ نَبَّاهُ
هٰذَا اَخْتَرُ اَدْنَاكُمْ رَبِّی اَحْسَنَ مَثْوَاهُ

حضور تاج الشریعہ کا پیغام اہل سنت کے نام

اہل سنت و جماعت سے عموماً اور سلسلہ قادریہ برکاتیہ رضویہ سے وابستہ لوگوں کے لیے خصوصاً میری نصیحت ہے کہ مسلک اہل سنت و جماعت جس کو پہچان کے لیے مسلک اعلیٰ حضرت کہا جاتا ہے، پر مضبوطی سے قائم رہیں۔ بد مذہبوں سے خصوصاً رافضیوں، قادیانیوں، وہابیوں، دیوبندیوں اور صلح کلیوں سے اپنے آپ کو دور رکھیں، ان کی صحبت اور ان کی میل جول کو اپنے اور اپنے ایمان کے لیے زہر قاتل سمجھیں۔

آپ سب حضرات پر سب سے اہم فرض ایمان و عقیدے کی حفاظت ہے۔ لہٰذا جس ادارہ یا خانقاہ، تنظیم و تحریک یا جس شخص سے آپ کے ایمان جانے یا ایمان کے کمزور ہونے کا خطرہ ہو اس سے دور رہیں۔

جتنے ادارے اور خانقاہیں، علما و ائمہ مذہب حق اہل سنت و جماعت مسلک اعلیٰ حضرت پر گامزن ہیں ان کو اپنا سمجھیں اور دل میں ان کی عظمت رکھیں اور جو مسلک اعلیٰ حضرت یا تحقیقات اعلیٰ حضرت سے بغاوت کریں ان سے دور رہیں۔

اپنے علاقوں میں عظیم الشان مدرسے اور لائبریریاں قائم کریں، ان میں اچھے پکے سنی علما کو تعینات کریں۔ ان کے رہنے سہنے اور دیگر ضروریات پورا کرنے کا معقول انتظام کریں پھر ان سے رابطے میں رہ کر ہر دینی کام میں ان سے رہنمائی حاصل کریں۔

علما و خطبا اور ائمہ حضرات اپنے اپنے درس و خطابات اور اور جمعہ مبارک کے بیانات میں بدعات و خرافات کی تردید کے ساتھ ساتھ وہابیت و دیوبندیت اور شیعیت و صلح کلیت کا رد ابطال دلائل و براہین کے ساتھ ضرور کرتے رہیں اور موقع محل کے اعتبار سے بزرگوں کا تذکرہ بھی کریں۔

مدارس عربیہ کے ذمہ دار حضرات لیاقت و استعداد اور دینی تصلب کی بنا پر اساتذہ کا تقرر کریں اور مساجد کے متولی حضرات ائمہ حضرات کی ضروریات کے لحاظ سے ان کی خدمت

کریں،اور لائق امامت کو ہی امامت کے لیے منتخب کریں۔

ملکی حالات کے پیش نظر آپ اپنے علاقے کے علماے اہل سنت کی ہدایت کے مطابق عمل کریں۔شرعی کونسل آف انڈیا بریلی شریف کے سیمیناروں میں جن مسائل پر فیصلہ ہوا اسی کے مطابق آپ فیصلہ اور عمل کریں اور لوگوں تک پہنچانے کی کوشش کریں۔اسلاف کرام خصوصاً امام اہل سنت اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی تصنیفات کو ضرورت کے مطابق مختلف زبانوں میں شائع کر کے گھر گھر پہنچانے کی کوشش کریں۔

خود بھی صوم وصلاۃ کے اور دیگر نیک کاموں کے پابند رہیں اور دوسروں کو بھی پابند کرنے کی کوشش کریں۔خود بھی برے کاموں سے دور رہیں اور دوسروں کو بھی برے کاموں سے دور رکھنے کی کوشش کریں۔ ہمیشہ ہر جگہ اور ہر کام میں اچھے اخلاق کا مظاہرہ کریں نیک کاموں میں زیادہ سے زیادہ حصہ لیں۔

رزق حلال کمانے کے لیے جدوجہد کریں اور سماج میں پر وقار بن کر رہیں۔ اپنے صدقات، زکاۃ اور عطیات دیتے وقت دینی مدارس کا تعاون کرنا نہ بھولیں، دامے درمے قدمے سخنے وقتاً فوقتاً اس کی مدد کرتے رہیں، اور ان کے مقاصد کو تکمیل تک پہنچانے میں بھرپور حصہ لیں۔ دولت مند حضرات غریب سنی مسلمانوں کا ہر ممکن تعاون کر کے انھیں خوش حال بنانے میں سرگرم رہیں کہ آپ کے مال میں اللہ تعالیٰ نے ان کا بھی حق رکھا ہے۔

اپنے بچوں کو عصری اور دنیوی تعلیم دلائیں مگر انہیں اسلام کے بنیادی عقائد کی تعلیم ضرور دیں اور امام اہل سنت اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی تعلیمات سے آگاہ کرتے رہیں۔

مجھے امید ہے کہ آپ میری ان نصیحتوں پر خود بھی عمل کریں گے اور دوسروں کو بھی عمل کرنے کی تلقین کریں گے

مولیٰ تعالیٰ ہمیں دین متین کی زیادہ سے زیادہ خدمت کرنے کی توفیق رفیق عطا فرمائے۔ ہمارے دین وایمان کی حفاظت اور اسی پر ہمارا خاتمہ فرمائے۔آمین بجاہ نبی الکریم علیہ وعلی آلہ افضل الصلاۃ واکرم التسلیم

●●●

(بحوالہ: افضلیت صدیق اکبر و فاروق اعظم۔ص: ۴۷،۴۸)

اختر قادری خلد میں چل دیا

محسن رضا ضیائی- چیف ایڈیٹر ماہ نامہ انوارِ ہاشمی

بلا شبہ موت برحق ہے، کسی کو اس سے انکار کی چنداں گنجائش نہیں ہے، ہر ایک کو اس دارِ فانی سے دارِ بقا کی طرف کوچ کر جانا ہے۔لیکن دنیا میں کسی کسی کی موت ایسی ہوتی ہے، جو پوری دنیا کو آبدیدہ اور غمزہ کر دیتی ہے۔ وہ موت صرف فرد واحد کی موت نہیں بلکہ پوری دنیا کی موت کے مترادف ہوتی ہے۔اس کی موت کے پس پردہ ہزاروں لوگ مرجاتے ہیں۔رنج والم کی لہر دوڑ جاتی ہے۔ ہر کوئی اس کی موت پر گریہ کناں ہوجاتا ہے۔سچ ہے کہ ’’موت العالم موت العالم‘‘ یعنی ایک عالم کی موت پورے عالم کی موت ہوتی ہے۔

۶/ ذوالقعدہ یومِ جمعہ بہ وقت مغرب بریلی شریف سے حضور تاج الشریعہ، بدرالطریقہ، سیدی ومرشدی علامہ اختر رضا خاں ازہری علیہ الرحمہ کے تعلق سے یہ روح فرسا اور دل خراش خبر ملی کہ آپ وصال فرما گئے ہیں، یہ خبر سن کر پہلے تو یقین نہیں ہوا، لیکن جب مختلف مقامات سے مسلسل یہی فون آنے لگے اور پھر باوثوق ذرائع سے اس حادثۂ فاجعہ کی تصدیق ہوگئی تو مشیت اِلٰہی کے فیصلے کے سامنے زبان پر کلمۂ استرجاع جاری ہوگیا (اناللہ وانا الیہ راجعون) اور کلیجہ منہ کو آگیا، دماغ ماؤوف ہوگیا اور آنکھیں اشکبار ہوگئیں۔ اعضاے جسم جامد و ساکت ہوگئے، مانو جیسے بدن پر بجلی گرگئی ہو۔تھوڑی ہی دیر میں یہ خبر وحشت اثر جنگل کی آگ کی طرح سوشل میڈیا کے ذریعے پوری دنیا میں پھیل گئی۔اور پھر کیا تھا،سوشل میڈیا سے لے کر اخبارات تک ہر جگہ آپ ہی کا تذکرہ تھا، دنیا بھر سے علما، مشائخ اور دانشوران کے تعزیت نامے، تاثرات اور کلماتِ رنج وغم سوشل میڈیا پر یکے بعد دیگرے گشت کرنے لگے۔

آپ کے وصالِ باکمال کی خبر پا کر دنیا بھر سے مریدین، معتقدین اور محبین کا

کاروانِ عشق ومحبت نماز جنازہ میں شرکت اور آخری دیدار کے لیے جوق در جوق بریلی شریف پہنچنے لگا۔ راقم السطور بھی رفیقانِ گرامی حضرت مولانا سید عبدالرحمٰن قادری اور حضرت مولانا محمد علی منظری صاحبان کے ہمراہ آپ کے آخری دیدار اور جنازہ میں شرکت کے لیے پونہ سے دہلی اور پھر دہلی سے بریلی شریف پہنچا۔ ۸/ذوالقعدہ بہ مطابق ۲۲/ جولائی بروز اتوار بہ وقت سوا گیارہ بجے بریلی شریف کے اسلامیہ انٹر کالج کے وسیع و عریض میدان میں شہزادۂ حضور تاج الشریعہ قائد اہل سنت حضرت علامہ مفتی محمد عسجد رضا خان صاحب قبلہ دام ظلہ العالی نے آپ کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔ اور پھر مزارِ اعلیٰ حضرت سے قریب ہی ازہری گیسٹ ہاؤس میں دنیا بھر سے تشریف لائے سیکڑوں علما، مشائخ، دانشوران اور لاکھوں لوگوں کی موجودگی میں نمناک آنکھوں سے آپ کو سپردِ خاک کردیا گیا۔ راقم السطور کو اس بات پر فخر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک ولی کامل، عارف باللہ، شیخ طریقت اور مرشد برحق کے جنازے میں شرکت کی سعادت عطا فرمایا، جس کے تاریخی، روحانی اور عقیدت سے پُرکیف مناظر تادمِ آخر دل پر نقش رہیں گے۔

جانشین مفتی اعظم ہند حضور تاج الشریعہ علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری ازہری میاں علیہ الرحمہ کے آخری دیدار اور شرکتِ نماز جنازہ کے لیے عقیدت مندوں کا تاحدنگاہ ہجوم ہی ہجوم تھا، ہر طرف انسانی سروں کا سیلاب نظر آرہا تھا۔ اس میں کوئی دورائے نہیں کہ یہ ہندوستان کی تاریخ کا سب سے بڑا جنازہ تھا، جس میں لاکھوں لوگوں نے آپ کی نمازِ جنازہ ادا کی۔ اور اپنے محسن کو نمناک آنکھوں سے الوداع کہا اور خراجِ عقیدت پیش کیا۔ یقیناً یہ آپ کی عالمی شہرت و مقبولیت اور حق پر ہونے کی سب سے بڑی دلیل ہے۔ حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ فرمان کہ ”ہماری حقانیت کا فیصلہ ہمارے جنازے کریں گے“۔ بے شک حضور تاج الشریعہ دنیا سے جاتے وقت اپنی حقانیت کا اعلان کر کے چلے گئے۔

یقیناً قحط الرجال کے اس دور میں حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ جیسی نابغۂ روزگار اور فرید العصر ہستی کا دنیا سے چلے جانا، دنیائے سنیت کے لیے کسی بہت بڑے صدمے سے کم نہیں

ہے اور یہ سچ ہے کہ مدتوں بعد ایسی شخصیات پیدا ہوتی ہیں کہ لوگ جن کے علم وفضل کے عیال ہوتے ہیں۔ اوران کے زہد وتقویٰ ،عبادت وریاضت ،اخلاق وسلوک اورتواضع وانکساری سے متأثر ہوتے ہیں، ایسی شخصیت کا کا اٹھ جانا، جواپنے آپ میں ایک متبحر عالم وفاضل بھی ،ممتاز فقیہ ومحدث بھی، بلند پایہ محقق ومفکربھی ،مفسر ومترجم بھی ،مناظر ومتکلم بھی،ایک مایہ ناز شاعر وادیب بھی، عظیم مصنف ومؤلف بھی، محشی وشارح بھی، عالمی داعی ومبلغ بھی اورآج کے اس شرورفتن کے دور میں مسلک اعلیٰ حضرت کے سچے وحقیقی داعی وترجمان بھی ہو، یقیناً یہ بہت بڑا علمی وروحانی خسارہ ہے۔

حضورتاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے لوگوں کے تاریک دلوں میں دین ومسلک اورعشق وسنتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شمع فروزاں کی۔آپ کی پوری زندگی عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عبارت رہی۔آپ اسلام کی دعوت وتبلیغ اورتذکیر وموعظت کی غرض سے دنیا کے اکثر ممالک میں تشریف لے گئے اور وہاں لوگوں کواسلام کی آفاقی وہمہ گیر تعلیمات سے روشناس کرایا اور ساتھ ہی ساتھ پوری دنیا میں مسلک اعلیٰ حضرت کی نمائندگی وترجمانی کرنے کا فریضہ انجام دیا۔آپ نے بےشمار دینی، علمی، تصنیفی، ملی، سماجی، فلاحی اورتعمیری کارہائے نمایاں انجام دئیں ،جنہیں رہتی دنیا تک یادرکھا جائے گا۔آپ پوری دنیا کی ایک مقبول اورمعتبر ترین شخصیت تھے ،جس کا اندازہ اس بات سے بہ خوبی لگایا جاسکتا ہے کہ آپ دنیا کی باثر شخصیات میں ۲۲/ویں نمبر پر براجمان تھے۔آپ نے مختلف موضوعات پرکئی ایک کتابیں بھی یادگار چھوڑیں، جن میں بہ کثرت تراجم بھی شامل ہیں۔آپ نے زندگی بھراپنی خدمات اورکارناموں کے ذریعے ’’زمین کےاوپرکام اورزمین کے نیچے آرام‘‘ اس کی عملی تصویر بن کرثابت کردیا، یہی وجہ ہے کہ آج بندگان خدا آپ کی رحلت پراشک بارہیں۔

بلاشبہ آپ کا وصالِ باکمال اہلِ سنت وجماعت کا ناقابل تلافی نقصان اورعظیم خسارہ ہے۔ آپ کا انتقال پرملال ایک درخشندہ باب کی تکمیل اور ایک عہدزریں کا خاتمہ ہے۔آپ کے انتقال سے صرف ہندوستان کے مسلمان ہی سوگوارنہیں ہیں، بلکہ مختلف

مما لک میں بھی رنج وغم کا ما حول ہے۔

ہم خصوصاً شہزادۂ حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ حضرت علامہ مفتی محمد عسجد رضا خاں قادری دام ظلہ العالی واہل خانہ واہل خاندان کو اور عموماً جملہ اہل سنت کو تعزیت پیش کرتے ہیں کہ اللہ رب العزت اس مشکل گھڑی میں سب کو صبر جمیل اور اس پر اجر جزیل عطا فرمائے۔ آمین

قارئین کرام!

وارثِ علوم اعلیٰ حضرت ، جانشین حضور مفتی اعظم ،تاج الشریعہ، بدرالطریقہ حضرت علامہ اختر رضا خاں ازہری علیہ الرحمہ کی حیات وخدمات پر مشتمل ایک وقیع نمبر بنام ''انوارِ تاج الشریعہ'' آپ کے ہاتھوں میں ہے، جو ملک وبیرون ملک کے ممتاز اہل علم وقلم حضرات کے گراں بہا مضامین ومقالات کا ایک دل آویز مجموعہ ہے۔ یہ نمبر بہت ہی کم وقت میں انتہائی مشکل مرحلوں سے گزر کر آپ کے ہاتھوں میں پہونچا ہے۔ گونا گوں مصروفیات اور ذمہ داریوں کے باوجود راقم السطور نے اس کی ترتیب وتصحیح کے ساتھ ساتھ تزئین وکمپوزنگ بھی بارِگراں خود اُٹھایا، حالاں کہ ماہ نامہ انوار ہاشمی کی ادارت، اخبار اور ترجمہ نگاری جیسے کام بھی اس پر مستزاد رہے۔ لہذا قارئین کرام سے مخلصانہ گزارش ہے کہ کتاب میں جہاں کہیں بھی کسی طرح کی کوئی لغزش پائیں تو نشانۂ طعن نہ بنا کر از راہِ کرم ہمیں مطلع فرمائیں ان شاء اللہ آئندہ اس کا بہ خوبی خیال رکھا جائے گا۔

اخیر میں ہم اپنے تمام اصحاب علم وقلم حضرات کے تہہ دل سے شکر گزار ہیں، جنہوں نے اپنی گونا گوں مصروفیات کے باوجود اپنا وقتِ عزیز نکال کر گراں بہا مضامین ، منظومات اور تاثرات وتعزیت نامے تحریر کیے اور ہمیں شکریہ کا موقع عنایت فرمایا۔ خاص طور پر علامہ مفتی جابر رضا اور مولانا محمد علی منظری صاحبان کا، جنہوں نے ہر وقت وہر قدم پر ہماری رہنمائی فرمائی اور بیش قیمتی مشوروں سے بھی نوازتے رہیں۔ ہم رضا اکیڈمی، شاخ ضلع لاتور کے ایک نہایت ہی سرگرم عمل اور متحرک وفعال صدر جناب کلیم رضا قریشی صاحب کو بھی کسی طرح فراموش نہیں کر سکتے ،جن کے مخلصانہ تعاون سے ہی یہ وقیع نمبر منظر عام پر آیا۔ مولیٰ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا

ہے کہ ہمارے تمام معاونین اور قلم کاروں کو دن دونی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے، رضا اکیڈمی اور اس کی جملہ شاخوں کو شاہ راہِ ترقی پر گامزن فرمائے اور جناب کلیم رضا قریشی کو آخرت میں اس کا بہتر اجر عطا فرمائے۔ آمین

اختر قادری خلد میں چل دیا
خلد وَا ہے ہر اِک قادری کے لیے

❋❋❋

مدتوں رویا کریں گے جام و پیمانہ تجھے

از: مفتی محمد جابر رضا مصباحی
خادم: نوری دارالافتاء، نورانی مسجد، لاتور، مہاراشٹر

اِس دنیاے رنگ وبو میں ہر دن نہ جانے کتنے ہی لوگ عدم سے وجود میں آتے ہیں اور کتنے ہی اس دارِ فانی کو خیرآباد کہہ کر اپنے مالکِ حقیقی سے جا ملتے ہیں۔ لیکن اس دنیا میں آنے والوں میں کچھ ایسی نابغۂ روزگار ہستیاں بھی جلوہ گر ہوتی ہیں، جو دین و مسلک، شریعت وطریقت اورقوم وملت کے لیے ایک عظیم سرمایۂ افتخار ہوتی ہیں۔ جو بہت ہی کم اور نادرونایاب ہوتی ہیں لیکن ان کے اس جہان سے چلے جانے سے پوری دنیا غم واندوہ میں ڈوب جاتی ہے۔ ان کی موت پر پورا عالم سوگوار اور گریہ کناں ہوجاتا ہے۔ ہرطرف غم و ماتم کے بادل چھا جاتے ہیں۔ کیوں نہ ہو کہ ''مَوْتُ الْعَالِمِ مَوْتُ الْعَالَمِ'' یعنی ایک عالم کی موت پورے عالم کی موت ہوتی ہے۔

۶/ذوالقعدہ یومِ جمعہ وقت مغرب خانوادہ اعلیٰ حضرت کے چشم و چراغ مرشد برحق استاذ العلما مرجع الفقہا آفتاب شریعت ماہتاب طریقت منبع رشد وہدایت ناصر الملۃ والدین شیخ الکل تاج الشریعۃ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد اختر رضا قادری برکاتی رضوی علیہ الرحمہ کے انتقال پر ملال کی خبرسن کر بدن پرلرزہ طاری ہوگیا، ذہن ودماغ نے کام کرنا بند کردیا، لیکن موت برحق سے کس کو رستگاری ہے۔ یہ خبرکسی بہت بڑے صدمے سے کم نہیں تھی۔ کیوں کہ آپ موجودہ دور میں اہلِ سنت وجماعت کے قائد وسرخیل اعظم اور مسلکِ اعلیٰ حضرت کے حقیقی داعی وترجمان تھے۔ یقیناً آپ کی وفات عالمِ سنیت کا ایک بہت بڑا خسارہ ونقصان ہے، جس کی تلافی کئی دہائیوں تک

ممکن نہیں ہے۔

زیرِ نظر نمبر ''انوارِ تاج الشریعہ'' اس عظیم اور عبقری شخصیت کی بارگاہ میں بہترین خراجِ عقیدت و تحسین ہے، جس میں آپ کی شخصیت کے ہمہ جہت پہلوؤں پر ملک و بیرونِ ملک کے مایہ ناز قلم کاروں کے ذریعے روشنی ڈالی گئی ہے، جو ایک قابلِ تحسین اور لائقِ صد رشک کام ہے۔ اس کے لیے محبِ محترم حضرت مولانا محسن رضا ضیائی صاحب قابلِ مبارک باد ہیں، جنہوں نے اتنے کم وقت میں اپنی محنتوں اور کوششوں سے اس عظیم اور وقیع نمبر کی اشاعت عمل میں لائی اور ساتھ ہی ساتھ ناشرِ مسلکِ اعلیٰ حضرت جناب کلیم رضا قریشی صاحب بھی مبارک باد کے مستحق ہیں، جن کی کوشش و تعاون سے ہی یہ کام سرانجام پایا ہے۔ مولیٰ تعالیٰ تمام معاونین، مخلصین اور قلم کاروں کو اس کا بہتر اجر عطا فرمائے۔ آمین بجاہِ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

❁❁❁

مادہ ہائے سن وصال

علامہ کوکب نورانی اکاڑوی، پاکستان

بن ولی، رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
اللّٰھم باحق ادخلہ فی الجنۃ
واللّٰہِ، ان المتقین فی جنت وعیون
جید، انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء
حزب، انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء
مطلب ومقصد، روح وریحان وجنۃ نعیم
آں کریم، روح وریحان وجنۃ نعیم
ازہری میاں، دریائے فیض
سالار چمن احمد رضا
بلند نصیب اختر
اختر دردل
قابل شہ رضا
قدوۂ مسلک حق اہل سنت وجماعت
فیض رضا
حق آگاہ محمد اسماعیل رضا
سالار زماں، کوکب رضا
آہ دجدائی تاج الشریعہ
انسب، مغفور
آں اختر، فدائے محمد
لوح، نبیرۂ حجۃ الاسلام قدس سرہ العزیز
صاحبِ فتاویٰ، نبیرۂ حجۃ الاسلام
اختر بزم محبوبِ سبحانی
اختر فلکِ حق

شاہ، رضی اللہ تعالیٰ عنہ
درایمان، رضی اللہ تعالیٰ عنہ
بعالی مناقب، رضی اللہ تعالیٰ عنہ
قل، علیہ الرحمۃ والرضوان
سلم، علیہ الرحمۃ والرضوان
سالار علم، واعلموا ان اللہ مع المتقین
تاج الشریعہ، اعدلہم جنت
بگو، عاشق اعلیٰ حضرت
اوج جود، والذین اوتوا العلم درجت
اوحبیب، والذین اوتوا العلم درجت
باکمال محمدی سنی حنفی قادری رضوی ازہری
بکمال علم پاسبان مسلک اعلیٰ حضرت
حدیقہ فیض رضا
واصل فیض رضا
فکری وارث رضا
مکرمی وارث رضا
روشن چراغ بریلوی
مزار نیر تابان علم وفضل
زبدۂ عشاق غوث پاک
بدر عصر، صاحب الفضیلۃ
محب رسول الٰہی، مرحوم ومغفور
بھائی مدارج مفتی، مفسر، محدث، فقیہ
بے بدل، رحمۃ اللہ علیہ ورضی عنہ

قارئین کرام! حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کے وصال پُرملال پر ہر کوئی غمگین و رنجیدہ ہے اور اپنے اپنے اعتبار سے خراج عقیدت پیش کر رہا ہے۔ ہم نے ''انوارِ تاج الشریعہ نمبر'' نکالنے کا جیسے ہی اعلان کیا، دنیا بھر سے بے شمار علما، مشائخ اور دانشوران کے تأثرات و پیغامات اور تعزیت نامے ادارہ کو موصول ہوئے۔ لیکن ہم معذرت کے ساتھ صرف چند ہی کو شائع کرنے پر اکتفا کر رہے ہیں۔ **ادارہ**

مفتی اختر رضا ازہری صاحب کی رحلت

بلاشبہ علمی و روحانی دنیا میں عظیم خلا ہے

شیخ الاسلام والمسلمین حضرت علامہ مفتی الحاج سید محمد مدنی الاشرفی الجیلانی
آستانۂ عالیہ محدث اعظم ہند، کچھوچھہ مقدسہ

معتمد ذرائع سے یہ افسردہ خبر ملی کہ امام اہل سنت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے شہزادے عالم اسلام کے مشہور و معروف عالم دین مفتی اختر رضا خان ازہری صاحب نور اللہ تعالیٰ مرقدہ، جانشین حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ اس دنیائے فانی میں نہ رہے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون!

مفتی اختر رضا ازہری صاحب کی رحلت بلاشبہ علمی و روحانی دنیا میں عظیم خلا ہے جس کا پر ہونا مستقبل قریب میں نظر نہیں آتا- ازہری صاحب نے دین وسنیت اور رشد و ہدایت کی جو خدمات انجام دی ہیں، یقیناً وہ تاریخ کا ایک اہم حصہ ہیں- اللہ تعالیٰ ازہری صاحب کے ذریعہ دین وسنیت کی راہ میں کی گئی ہر چھوٹی بڑی خدمات قبول فرمائے۔ آمین! اور ان کے شہزادے عزیز مکرم مولانا عسجد رضا خان صاحب اور دیگر پسماندگان، مریدین، معتقدین اور خلفا، تمام کو اللہ رب العزت صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے اور اہل سنت کو بدل عطا فرمائے -آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

شریک غم فقیر اشرفی و گدائے جیلانی ابوالحمزہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی و گدائے اشرفی سید محمد حمزہ اشرف اشرفی کچھوچھہ

مؤرخہ 7 ذیقعدہ 1439ھ/ بمطابق 21 جولائی 2018 بروز ہفتہ

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

عرش پر دھومیں مچی وہ مومن صالح ملا

امین ملت پروفیسر حضرت سید محمد امین میاں برکاتی

سجادہ خانقاہ قادریہ برکاتیہ مارہرہ شریف ضلع ایٹہ

وارثِ علوم اعلیٰ حضرت، قائم مقام حضور مفتی اعظم ہند حضرت علامہ اختر رضا خان صاحب ازہری میاں کل وصال فرما گئے۔

عرش پر دھومیں مچی وہ مومن صالح ملا
فرش پہ ماتم اٹھے کہ وہ طیب وطاہر گیا

ازہری میاں کا وصال دنیاے سنیت کا عظیم نقصان ہے، جس کی تلافی ممکن نہیں۔ حضرت والا کا خانقاہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ کا پانچ پشت کا تعلق تھا، والد ماجد حضور احسن العلماء علیہ الرحمہ نے ازہری میاں کو جملہ سلاسل طریقت کی خلافت سے نوازا تھا۔ میں دل کی گہرائیوں سے مولوی عسجد رضا خان صاحب، ان کے اہل بیت، اہل خاندان اور جملہ احباب اہل سنت کو تعزیت پیش کرتا ہوں۔ ربِ ذوالجلال ان کا بدل عطا فرمائے اور ان کے درجات بلند تر فرمائے۔ آمین بجاہ الحبیب الامین

پروفیسر سید محمد امین

خادم: سجادہ خانقاہ قادریہ برکاتیہ مارہرہ شریف ضلع ایٹہ

۷؍ذی قعدہ ۱۴۳۹ھ مطابق ۲۱؍جولائی ۲۰۱۸ء

حضرت تاج الشریعہ کی رحلت

ملت اسلامیہ کے لیے عظیم خسارہ

داعیِ اسلام حضرت علامہ شیخ ابوبکر احمد ملسیاری
سربراہ اعلیٰ مرکز جامعہ الثقافۃ السنیہ کالی کٹ کیرلا

وارث علوم اعلیٰ حضرت تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خان ازہری رحمہ اللہ علیہ کی رحلت عالم اسلام کے لیے عظیم خسارہ ہے۔آپ دنیائے سنیت کے عظیم رہنما تھے اور افکارِ رضا کے امین و پاسبان تھے۔ملک کی عظیم الشان دینی وعصری اسلامی یونی ورسٹی مرکز جامعہ الثقافۃ السنیہ آپ کے وفات کے غم میں شریک ہے۔فخر ازہر تاج الشریعہ کے وصال پرملال کی خبر سنتے ہی پورے جامعہ میں خاموشی چھاگئی، اساتذہ سمیت طلبا بھی رنج وغم کے ماحول میں ڈوب گئے۔آپ اچھے اخلاق اور دعوت وتبلیغ کے سچے علمبردار تھے۔آپ کی شخصیت عالم اسلام کے علماے کرام اور سواد اعظم اہل سنت و جماعت کے اکابر میں سے تھی۔

اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے،ہمیں تاج الشریعہ کا نعم البدل عطا فرمائے اور جماعت اہلِ سنت کو آپ کے فیوض وبرکات سے مستفیض فرمائے۔آمین یارب العالمین بجاہ سید المرسلین علیہ الصلاۃ والتسلیم۔

سوگوار: شیخ ابوبکر احمد

سربراہ اعلیٰ مرکز جامعہ الثقافۃ السنیہ کالی کٹ کیرلا

صد حیف! میرِ کارواں جاتا رہا

صدر العلما حضرت علامہ محمد احمد مصباحی
ناظم تعلیمات: الجامعۃ الاشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ، یوپی

تاج الشریعہ علامہ اختر رضا خان ازہری کی رحلت کا غم صرف ایک خاندان، ایک شہر، ایک ملک کا غم نہیں بلکہ ان کی جدائی پر پوری ملت سوگوار ہے۔

دنیا کے مختلف ممالک اور بے شمار خطوں میں ان کے وصال کے بعد ہی سے تعزیتی جلسوں اور فاتحہ وایصالِ ثواب جاری ہے۔ آج ۷/ ذی قعدہ ۱۴۳۹ھ مطابق ۲۱/ جولائی ۲۰۱۸ء سنیچر کی صبح کو الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور میں بھی تلاوت قرآن کریم ایصالِ ثواب اور تعزیت کی محفل دیر تک منعقد ہوئی پھر علما وطلبا کی کثیر تعداد نماز جنازہ میں شرکت کے لیے بریلی شریف روانہ ہوگئی اور جامعہ میں آج اور کل تعطیل کر دی گئی۔

میں اپنے متعلقہ تمام اداروں کی طرف سے حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کے اہل خاندان کو خصوصاً اور پوری ملت کو عموماً تعزیت پیش کرتا ہوں۔ مولیٰ تعالیٰ سب کو صبر جمیل اور اجر جزیل سے نوازے اور حضرت کے روحانی وعلمی فیضان سے سب کو مستفیض ومستنیر فرمائے۔

شریک غم: محمد احمد مصباحی
ناظم تعلیمات: الجامعۃ الاشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ، یوپی

"رفتید ولے نہ از دل ما"

علامہ کوکب نورانی اوکاڑوی، پاکستان

رضا ہی میں رضا ہے، رضا سے نسبت، اعتبار ہے، افتخار ہے۔ بات رضا کی ہے تو وہ بھی میرے پیارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت سے ہے اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت ہی میں سرفرازی ہے۔ رضا کی طلب کیوں نہ ہو، میرے رضا کے نام لیوا بھی کام یاب ہیں۔آفتاب و ماہ تاب کی آب و تاب دنیا دیکھ رہی تھی، اب (تاج الشریعہ) ''اختر'' تب و تاب بھی دیکھ لی۔

بلاشبہ وہ ایک فرد ہی تھے مگر اپنی ذات میں ایک جمعیت، انہوں نے اپنی نسبتیں خوب نبھائیں اور خلقت نے ان کی متابعت کی، وہ اپنے خاندان ہی کے نہیں، مسلک حق کی آبرو تھے۔ ہر چند کچھ مسائل میں بعض نے اختلاف کیا، لیکن ان کی مرتبت پہ اعتراض کرنے کی کوئی جرأت نہیں کرسکا۔شروع ہی سے انہیں مرکزیت حاصل تھی جو قائم و دائم رہی۔ علمی فقہی اور روحانی سطح پر سمتوں میں ان کی فضیلت و مرتبت مسلم رہی۔ ان کا ظاہر و باطن ایک تھا۔ان سے محبت و رفاقت کی قریباً چار دہائیاں، یادوں اور یادگاروں کا ہجوم ہے جانے کیوں اب سناٹا سا لگ رہا ہے۔اللہ کریم جل شانہ اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے ان کے درجات بلند فرمائے اور تاج دار بریلی کی گونج بڑھتی رہے۔

کوکب نورانی اوکاڑوی غفرلہ

نہایت غم ناک خبر

حضرت مولانا الیاس قادری عطاری

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ النبی الکریم

نہایت غم ناک خبر ملی ہے کہ حضور تاج الشریعہ جانشین سرکار حضور مفتی اعظم ہند حضرت مولانا اختر رضا خان صاحب ازہری کا کا انتقال ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

یا اللہ پیارے حبیب ﷺ کا واسطہ حضرت کو غریق رحمت فرما۔ الہ العلمین حضرت کے درجات کو بلند فرما۔ پروردگار ان کی تربت پر انوار و تجلیات کی بارشیں فرما۔ اے اللہ ان کی تربت کو نور مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے صدقے روشن فرما۔ یا اللہ حضور تاج الشریعہ کو بے حساب مغفرت سے مشرف فرما کر جنت الفردوس میں اپنے پیارے حبیب ﷺ کا پڑوس نصیب فرما۔ یارب المصطفیٰ جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم حضرت کے مریدین، متوسلین و تمام معتقدین اور خصوصاً آپ کی آل بالخصوص حضرت سیدنا مولانا منان رضا خان صاحب المعروف منانی میاں اور آپ کی اولاد سب کو صبر جمیل اور صبر جمیل پر اجرِ جزیل مرحمت فرما۔ آمین بجاہ نبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم

موتُ العالِم موتُ العالَم

حضرت مولانا محمد شاکر نوری (امیر سنی دعوت اسلامی، ممبئی)

وارث علوم اعلیٰ حضرت جانشین حضرت مفتی اعظم ہند تاج الشریعہ علامہ اختر رضا خاں ازہری علیہ الرحمہ کا وصال دنیاے سنیت کا ایک عظیم نقصان ہے جس کی تلافی بظاہر ممکن نظر نہیں آتی۔ بس اللہ عزوجل، آقائے کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کے وسیلے اور صدقے غیب سے ہم اہل سنت کی مدد فرمائے۔ حضرت کا وصال یقیناً موتُ العالِم موتُ العالَم کا سچا مصداق ہے۔ اللہ رب العزت حضرت کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ان کے درجات بلند فرمائے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت کے وصال سے تمام اہل سنت اور اہل خانوادہ کو یقیناً عظیم صدمہ پہنچا ہے۔ راقم السطور، مفکر اسلام خطیب اعظم حضرت علامہ قمرالزماں خاں اعظمی دام ظلہ العالی اور جملہ مبلغین و اراکین سنی دعوت اسلامی خانوادۂ رضویہ کے اِس غم میں برابر شریک ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ عزوجل سب کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ حضرت کی رحلت کسی فرد یا خاندان کا نقصان نہیں بلکہ پوری جماعت کا نقصان ہے اور سبھوں کے لیے باعث غم ، کیوں کہ حضرت کی شخصیت سبھی کے لیے تھی اور وہ سبھی کے لیے مینارۂ نور تھے۔

حضرت تاج الشریعہ بلا شبہ علوم اعلیٰ حضرت کے وارث تھے۔ اس پر آپ کے فتاویٰ اور تقریباً چار درجن کتب و رسائل شاہد ہیں۔ آپ مفتی اعظم حضرت علامہ مصطفیٰ رضا خاں علیہ الرحمہ کے زہد و تقوی اور صبر و عزیمت کے عکس جمیل بھی تھے۔ بڑے بڑے علما، فقہا اور مشائخ عظام آپ سے ملاقات، دست بوسی اور کسب فیض کو اپنی سعادت تصور کرتے تھے۔ علمی و فکری گہرائی

اور گیرائی میں انہیں ایک خاص ملکہ ودیعت کیا گیا تھا۔ان کی لکھی ہوئی نعتیں عشق رسول کی منہ بولتی تصویریں ہیں۔بعض نعتوں کو اِس قدر قبول عام حاصل ہوا کہ وہ زبانوں پر چڑھ گئیں اور آج جہاں جہاں اردو بولنے والے اور عشق رسول سے وابستگی رکھنے والے مسلمان بستے ہیں وہاں وہاں ان کی یہ نعتیں بڑے ہی شوق ،وارفتگی اور عقیدت سے پڑھی اور سنی جاتی ہیں۔اس اعتبار سے دیکھا جائے تو وہ علم وفضل اور کرامت وسعادت میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری اور حضرت مفتی اعظم ہند علیہما الرحمۃ والرضوان کا حسین تسلسل تھے۔میری دعا ہے کہ اللہ پاک اس تسلسل کو قائم ودائم رکھے۔

وابستگان سلسلہ اور مریدین کی یہ ذمے داری ہے کہ وہ حضرت کے ایصال ثواب اور رفع درجات کے لیے ٹھوس ،تعمیری اور مثبت کام کریں ۔حضرت کے نام پر دینی وعصری ادارے کھولے جائیں ،غریبوں اور مریضوں کے مفت علاج کا اہتمام کیا جائے اور تعلیم حاصل کرنے والے غریب بچوں کی فیس وغیرہ کا نظم کیا جائے۔

ہم کو اس موقع پر یہ بھی عہد کرنا ہوگا کہ ہم نمازوں کی پابندی میں کوئی غفلت نہیں کریں گے اور نہ ہی حقوق العباد کی ادائیگی میں کسی قسم کی کوتاہی۔

حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان کے وصال کی خبر سن کر سنی دعوت اسلامی کے ملک وبیرون ملک پھیلے ہوئے تمام تعلیمی وتربیتی اداروں میں تعلیمی سلسلہ موقوف کر کے قرآن خوانی وایصال ثواب کا اہتمام کیا گیا،مرکز سنی دعوت اسلامی کے ہفتہ واری اجتماع کو حضرت سے موسوم کر کے قرآن خوانی کی گئی اور حضرت کی حیات وخدمات پر مبلغین سنی دعوت اسلامی کے بیانات بھی ہوئے۔

۲۹ جولائی کو بروز اتوار شہر بھیونڈی میں "مدرسہ فیضان تاج الشریعہ" کا قیام وافتتاح عمل میں لایا گیا۔علاوہ ازیں ترجمہ قرآن کنزالایمان تصحیح شدہ (مطبوعہ ادارہ نشان اختر ممبئی) جلد ہی ایک ہزار کی تعداد میں حضرت تاج الشریعہ کے ایصال ثواب کے لیے شائع کر کے عام کیا جائے گا اور ماہنامہ سنی دعوت اسلامی کا یہ شمارہ بھی حضرت کی بارگاہ میں خراج عقیدت ہے،اللہ پاک قبول فرمائے۔

● ● ●

(مولانا) محمد شاکر نوری (امیر سنی دعوت اسلامی ،ممبئی)

حضورتاج الشریعہ علامہ مفتی اختر رضاخاں قادری ازہری علیہ الرحمہ

ولادت سے۔۔۔۔۔۔وفات تک

(از: عطاء الرحمن نوری، مالیگاؤں (ریسرچ اسکالر)

زینت مسند رشد و ہدایت، نبیرۂ اعلیٰ حضرت جانشین مفتی اعظم تاج الشریعہ حضرت العلام شاہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری برکاتی علیہ الرحمہ کی شخصیت عالم اسلام میں محتاج تعارف نہیں۔آپ خانوادۂ رضویہ میں علم وعرفان اور دین ودانش کا سرچشمہ ہیں،سیکڑوں اساتذہ کے استاذ اور بے شمار فرزندان توحید کے ماویٰ وملجا اور مجدد اعظم سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضاؔ قدس سرہ کے علم وفضل، زہد وتقویٰ ،اخلاص ووفا اور تحقیق وتنقیح کے حقیقی وارث ہیں۔احقاق حق وابطال باطل کا تحقیقی اندازآپ کو ورثہ میں ملا ہے۔عرب وعجم کے عوام وخواص آپ سے حصول فیض اور اکتسابِ برکت کے لیے مشتاق رہتے ہیں اور آپ کے چہرۂ تاباں کی زیارت کو ایمان کی تازگی کا ذریعہ جانتے ہیں۔آپ اخلاق حسنہ اور صفات عالیہ کا مرقع ہیں۔حکمت ودانائی، طہارت و پاکیزگی ، بلندیِ کردار،خوش مزاجی وملنساری ،حلم و بردباری ، خلوص وللّٰہیت ،شرم و حیا،صبر وقناعت ،صداقت واستقامت بے شمار خوبیاں آپ کی شخصیت میں جمع ہیں، وہیں آپ زہد وتقویٰ کا بھی مجسم پیکر ہیں۔آپ جہاں ایک عاشق رسول، باعمل عالم ،لاثانی فقیہ، باکمال محدث ،لاجواب خطیب ، بے مثال ادیب ، کہنہ مشق شاعر ہیں وہیں آپ باکرامت ولی بھی ہیں۔کہا جاتا ہے استقامت سب سے بڑی کرامت ہے اور حضور تاج الشریعہ دام ظلۂ علینا کی یہی کرامت سب سے بڑھ کر ہے۔

۲۰۰۹ء سے دی رائیل اسلامک اسٹراٹے جِک اسٹڈی سینٹر(جارڈن)پوری دنیا میں اثرورسوخ رکھنے والے پانچ سومسلم افراد پر مشتمل سروے رپورٹ پیش کررہا ہے۔اس فہرست میں محقق،ادیب،سیاسی،مذہبی،روحانی، مبلغ، سخی،سماجی،تجارتی،تہذیبی،ثقافتی، فنّی ، قاری، صحافتی،ناموراورکھیل کی دنیا سے تعلق رکھنے والے پانچ سو بااثرافراد ہوتے ہیں۔

۱۴۔ ۲۰۱۳ء کی سروے رپورٹ کے مطابق حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی شخصیت ۲۲/ویں نمبر پرشامل اشاعت تھی۔ ۱۵۔ ۲۰۱۴ء میں بھی ۲۲/ویں نمبر پر شامل اشاعت تھی۔ ۲۰۱۶ء کے مطابق ۲۵/ویں اور ۲۰۱۷ء کی سروے رپورٹ کے مطابق ۲۳/ویں نمبر پرشامل اشاعت ہے۔

ولادت اوراسم گرامی:

آپ کی ولادت باسعادت ۲۴/ذی قعدہ ۱۳۶۲ھ مطابق ۲۳/نومبر ۱۹۴۳ء بروز سہ شنبہ مبارکہ محلہ سوداگران رضانگر بریلی شریف میں ہوئی۔ اعلیٰ حضرت امام ہلِ سنت تک آپ کا شجرہ نسب یوں ہے:''محمد اسماعیل رضاعرف محمداختر رضاخاں بن ابراہیم رضاخاں عرف جیلانی میاں بن حامد رضاخاں بن امام احمدرضاخاں بن علامہ مفتی نقی علی خاں۔'' آپ حجۃ الاسلام کے پوتے اور مفتی اعظم قدس سرہما کے نواسے ہیں۔آپ پانچ بھائی اورتین بہنیں ہیں۔ دو بھائی آپ سے بڑے ہیں۔ ریحان ملت مولانا ریحان رضا خاں قادری اورتنویر رضا خاں قادری اوردو آپ سے چھوٹے ہیں۔ ڈاکٹر قمر رضا خاں قادری اور مولانا منان رضا خاں قادری۔

تعلیم وتربیت:

چارسال چار ماہ چاردن کی عمر میں آپ کے والد ماجد مفسر اعظم ہند نے رسم ''بسم اللہ خوانی'' کی عظیم الشان تقریب منعقدفرمائی۔تاجدارِاہلسنّت مفتی اعظم قدس سرہ نے رسم بسم اللہ خوانی ادافرمائی۔قرآن پاک ناظرہ والدہ مشفقہ سے پڑھا،اردوکی ابتدائی کتابیں والد ماجد سے پڑھیں ،اس کے بعد دارالعلوم منظراسلام میں داخل ہوئے اورقابل فخراساتذۂ کرام سے

اعلیٰ تعلیم کی تحصیل کی۔منظر اسلام سے فراغت کے بعد مزید اعلیٰ تعلیم کے لیے ''جامعہ ازہر مصر'' تشریف لے گئے اور وہاں ''کلیۃ اصول الدین'' میں داخلہ لے کر تفسیر واصول تفسیر، حدیث واصول حدیث، فقہ واصول فقہ اور عربی زبان وادب میں کمال حاصل کیا اور ۱۳۸۶ھ مطابق ۱۹۶۹ء میں سند سے نوازے گئے۔

اساتذۂ کرام:

آپ کے اساتذۂ کرام میں حضور مفتی اعظم الشاہ مصطفی رضا نوری، حضرت مفتی سید محمد افضل حسین رضوی مونگیری، مفسر اعظم ہند حضرت مفتی محمد ابراہیم رضا جیلانی، فضیلۃ الشیخ علامہ محمد سماحی (جامعۃ الازہر) علامہ محمود عبدالغفار (جامعۃ الازہر)، مولانا محمد ریحان رضا قادری رحمانی میاں اور مولانا مفتی محمد احمد عرف جہانگیر خاں رضوی جیسے جید صاحبان کے نام شامل ہیں۔

بیعت وخلافت: آپ علیہ الرحمہ کو حضرت مفتی اعظم قدس سرہ سے بیعت وارادت کا شرف رکھتے ہیں۔ ۲۰ ؍سال کی عمر میں حضرت مفتی اعظم ہند نے ۱۵؍جنوری ۱۹۶۲ء مطابق ۱۳۸۱ھ کو تمام سلاسل کی اجازت وخلافت سے سرفراز فرمایا اور والد ماجد نے فراغت سے قبل ہی اپنا جانشین بنا دیا تھا۔حضرت برہان ملت قدس سرہ نے بھی آپ کو تمام سلاسل کی اجازت عطا فرمائی تھے۔سیدنا اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے پیر خانہ مارہرہ مقدسہ کی دو عظیم الشان شخصیتوں نے بھی آپ کو اجازت وخلافت سے سرفراز فرمایا۔

(۱) سید العلماء حضرت سید شاہ آل مصطفی سید میاں قدس سرہ

(۲) احسن العلماء حضرت سید شاہ مصطفی حیدر حسن میاں قدس سرہ۔

تدریسی خدمات:

جامعہ ازہر سے فراغت کے بعد آپ دار العلوم منظر اسلام میں تدریس کے فرائض انجام دینے کے لیے مامور ہوئے ۔ درس وتدریس کا یہ سلسلہ مسلسل بارہ سال تک چلتا رہا۔تبلیغی اسفار اور بیعت وارشاد کی مصروفیات کے باعث تدریس کا یہ سلسلہ جاری نہ رہ سکا مگر فتویٰ نویسی، تحقیق وتدقیق اور تصنیف وتالیف کا سلسلہ اب تک جاری وساری ہے۔

ممتاز تلامذہ:

جانشین مفتی اعظم علیہ الرحمہ کی تدریسی زندگی میں بے شمار طلبہ نے اکتساب فیض کیا، تلامذہ کی تعداد خاصی زیادہ ہے، دارالعلوم منظر اسلام بریلی کے دفتر سے حاصل کی جا سکتی ہے۔ چند مشاہیر تلامذہ کے اسما یہ ہیں:

(۱) علامہ مفتی سید شاہد علی رضوی، محدث الجامعۃ الاسلامیہ، رام پور۔

(۲) علامہ انور علی رضوی بہرائچی، شیخ الادب دارالعلوم منظر اسلام، بریلی۔

(۳) مفتی ناظم علی رضوی بارہ بنکوی، مرکزی دارالافتاء سوداگران، بریلی۔

(۴) مولانا کمال احمد رضوی نانپاروی ضلع بہرائچ۔

(۵) مولانا جمیل احمد خاں نوری بستوی، ریسرچ اسکالر مسلم یونیورسٹی علی گڑھ۔

(۶) مولانا مظفر حسین رضوی بہری، سابق مدرس جامعہ نوریہ رضویہ، بریلی۔

(۷) مولانا ذوالفقار علی خاں نوری رام پوری، ایڈیٹر ماہنامہ ''سنی دنیا'' بریلی۔

(۸) مفتی عبید الرحمٰن رضوی بہاری، مدرس دارالعلوم مظہر اسلام، بریلی۔

(۹) مولانا وصی احمد رضوی، خطیب برمنگھم۔

(۱۰) مولانا سلیم الدین رضوی، سمن پوری، بہار۔

(۱۱) مولانا شیر الدین رضوی، مدرس مدرسہ محمدیہ سنگرا کچھ مغربی دیناج پور، بنگال۔

(۱۲) مولانا مجیب الرحمان رضوی، مدرس بہاء اسلام بجوں کٹیہار، بہار۔

(۱۳) مولانا سجاد عالم رضوی سمن پوری، بہار۔

(۱۴) مولانا شرف عالم رجوی، سیتا مڑھی بہار۔

(۱۵) مولانا صاحبزادہ عسجد رضا خاں قادری، شہزادہ تاج الشریعہ مدظلہ۔

(۱۶) مولانا عتیق الرحمٰن رضوی، للوارہ ضلع رام پور۔

(۱۷) محمد شہاب الدین رضوی، بہرائچی۔

مشاہیر خلفا:

(۱)شہزادۂ تاج الشریعہ مولانا مفتی محمد اسجد میاں قادری صاحب

(۲)مولانا مفتی سید شاہد علی رضوی، الجامعۃ الاسلامیہ، رام پور۔

(۳)مولانا مفتی محمد حبیش برکاتی رضوی، شیر نیپال۔

(۴)مولانا الحاج محمد حنیف طیب رضوی، وزیر تعمیرات پاکستان۔

(۵)مولانا صغیر احمد رضوی جوکھن پوری، ناظم اعلیٰ الجامعۃ القادریہ، چھابھٹری۔

(۶)مولانا محمد حسین صدیقی ابوالحقانی رضوی، شیخ الحدیث فیض الغرباء آرا، بہار۔

(۷)قاری ابوالحماد حامد علی رضوی شاہپوری، شیخ التجوید والقراءت دارالعلوم منظر اسلام، بریلی۔

(۸)حافظ شاہ لئیق احمد خاں جمالی رضوی، سجادہ نشین آستانہ عالیہ جمالیہ، رام پور۔

(۹)مولانا سید عبدالعزیز رضوی قادری، کولمبو، لنکا۔

(۱۰)مفتی عزیز احسن رضوی بہاری، سابق مفتی منظر اسلام، بریلی۔

(۱۱)مولانا سید شاہد علی رضوی نورانی، نظام ادارہ معارف رضا اکرم رود لاہور، پاکستان۔

(۱۲)ماہرانا ؤنسریات مولانا علی احمد سیوانی رضوی، سیوان بہار۔

(۱۳)علامہ مولانا مظہر حسن قادری رضوی، محلہ ناگران بدایوں شریف۔

(۱۴)مولانا عبد المصطفیٰ رونق رضوی گونڈوی، خطیب جامع مسجد امرناتھ، مہاراشٹر۔

(۱۵)مولانا عبدالحمید مکی رضوی، مقیم کراچی، پاکستان۔

(۱۶)مولانا تطہیر احمد رضوی، مدرس الجامعۃ القادریہ رچھابھیڑی۔

(۱۷)قاری علاؤالدین رضوی اجملی، ناظم اعلیٰ خلیل العلوم، سنبھل، مرادآباد۔

(۱۸)مولانا سید آلِ رسول رضوی، مہتمم مدرسہ قادریہ، پاس کوڑا مدنا پور، بنگال۔

(۱۹)مولانا سید عبدالقادر جیلانی

(۲۰)غازیِ ممبئ مفتی محمود اختر القادری صاحب، ممبئ۔

(۲۱)مفتی شمشاد حسین رضوی، گھوسی۔

(۲۲)مفتی اختر حسین علیمی۔ جمد اشاہی علیمیہ۔

(۲۳)مولانا جمال احمد رضوی

(۲۴) حافظ محمد اسلم رضوی کراچی، پاکستان۔

(۲۵) مولانا محمد رفیق رضوی مہیشوری، بانی دارالعلوم محمدیہ، چندرپور۔

(۲۶) مولانا ڈاکٹر عبدالجبار رضوی، پلاموں بہار۔

(۲۷) مداح رسول زبیر مکی، پاکستان۔

تصنیف وتالیف:

آپ اپنے جدامجد مجدد دین وملت سیدنا اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مظہراتم اور پرتو کامل ہیں۔حضورتاج الشریعہ میدان تحریر میں بھی اعلیٰ حضرت کا عکس جمیل نظر آتے ہیں۔آپ کی تصانیف وتحقیقات مختلف علوم وفنون پر مشتمل ہیں۔تحقیقی انداز،مضبوط طرز استدال، کثرت حوالہ جات،سلاست وروانی آپ کی تحریر کوشاہکار بنادیتی ہے۔آپ اپنی تصانیف کی روشنی میں یگانۂ عصراور فرید الدہر نظر آتے ہیں۔افتاو قضا، کثیر تبلیغی اسفار اور دیگر بے تحاشا مصروفیات کے باوجود آپ تصنیف و تالیف کا سلسلہ جاری رکھے ہوئے ہیں۔آپ کی بے شمار کتابیں ہیں، جوتصانیف وتراجم اور تعلیقات وتحقیقات پر مشتمل ہیں۔

وعظ وخطابت:

حضورتاج الشریعہ علیہ الرحمہ کوتقریروخطاب کا ملکہ اپنے والد ماجد سے ملا ہے۔آپ کی تقریرانتہائی موٴثر،نہایت جامع ، پرمغز،دل پذیر،دلائل سے مزین ہوتی ہے۔آپ کی مادری زبان اردوتو ہے ہی مگرعربی اورانگریزی میں بھی آپ کی مہارت اہل زبان کے لیے بھی باعث حیرت ہوتی ہے۔اللہ تعالیٰ نے آپ کوکئی زبانوں پر ملکۂ خاص عطافرمایا ہے۔عربی کے قدیم وجدیداسلوب پرآپ کوملکۂ راسخ حاصل ہے۔آپ کے مواعظ حسنہ کوسُننے کے لیے ہزاروں عقیدت مند کشاں کشاں چلے آتے ہیں۔

شعروادب: حضورتاج الشریعہ علیہ الرحمہ کوخاندان اورخصوصاً اعلیٰ حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمہ سے موزوٗنِ طبع،خوش کلامی،شعرگوئی اورشاعرانہ ذوق بھی ورثے میں ملا ہے۔آپ کی شاعری معنویت،پیکرتراشی،سرشاری وشیفتگی،فصاحت وبلاغت،حلاوت وملاحت،جذب وکیف

اورسوز وگداز کا نادر نمونہ ہے۔علامہ ڈاکٹرعبدالنعیم عزیزی رقم طراز ہیں:

’’حضرت علامہ اختر رضا خاں صاحب اخترؔ علیہ الرحمہ کے ایک ایک شعر کو پڑھنے کے بعد ایسا محسوس ہوتا ہے کہ حسن معنی عقیدت میں ضم ہو کر سرمدی نغموں میں ڈھل گیا ہے۔زبان کی سلاست اور روانی، فصاحت وبلاغت، حسن کلام،طرز ادا کا بانکپن، تشبیہات واستعارات اور صنائع لفظی ومنعوی سب کچھ ہے گویا حسن ہی حسن ہے، بہار ہی بہار ہے اور ہر نغمہ وجہ سکون وقرار ہے۔‘‘

(نغمات اختر المعروف سفینۂ بخشش،ص ۴)

جانشین مفتی اعظم نے تین زبانوں میں شعروشاعری میں طبع آزمائی کی۔آپ کو زمانہ طالب علمی میں ہی شعروشاعری کا شغف ہوگیا تھا۔ابتداء میں شاعری کی اصلاح اپنے اساتذہ اور والد ماجد سے لیتے رہے زمانہ طالب علمی کی نعتیں،نظمیں ماہنامہ اعلیٰ حضرت میں چھپتیں رہیں۔آستانہ رضویہ پر منعقد ہونے والے مشاعرے میں بھر پور حصہ لیتے اور اعلیٰ کامیابی ہوتی۔انیس سال کی عمر کی ایک نعت پاک کے چند شعر ملاحظہ ہوں ؎

اس طرف بھی اک نظر مہر درخشاں جمال
ہم بھی رکھتے ہیں بہت مدت سے ارمان جمال

اک اشارہ سے کیا شق ماہِ تاباں آپ نے
مرحبا صد مرحبا صل علیٰ شانِ جمال

فرش آنکھوں کا بچھاؤ رہ گزر میں عاشقوں
ہر طرف دیکھیں گے ایسے جلوۂ شانِ جمال

مر کے مٹی میں ملے وہ باخدا بالکل غلط
مثل سابق اب بھی ہیں مرقد میں سلطان جمال

حاسدانِ شاہِ دیں کو دیجیے اخترؔ جواب
در حقیقت مصطفی پیارے ہیں سلطان جمال

حق گوئی و بے باکی:

احقاق حق و ابطال باطل، خانوادۂ رضویہ کی ان صفات میں سے ہے جس کا اعتراف نہ صرف اپنوں بلکہ بیگانوں کو بھی کرنا پڑا۔ یہاں حق کے مقابل نہ اپنے پرائے کا فرق رکھا جاتا ہے نہ امیر و غریب کی تفریق کی جاتی ہے۔ اللہ رب العزت نے جانشین مفتی اعظم کو اپنے اسلاف کا پرتو بنایا ہے۔ اللہ رب العزت نے آپ کو جن گوناں گوں صفات سے متصف کیا ہے ،ان میں ایک عظیم صفت حق گوئی اور بے باکی ہے۔ آپ کی حق گوئی اور بے باکی بھی قابل تقلید ہے۔ وقتی مصلحتیں، طعن و تشنیع ،مصائب و آلام آپ کو راہِ حق سے نہ ہٹا سکی۔ آپ نے کبھی اہل ثروت کی خوشی یا حکومتی منشا کے مطابق فتویٰ نہیں تحریر فرمایا، ہمیشہ صداقت و حقانیت کا دامن تھامے رکھا۔ اس راہ میں کبھی آپ نے اپنے پرائے، چھوٹے بڑے کا فرق ملحوظ خاطر نہیں رکھا۔ ہر معاملہ میں آپ اپنے آبا و اجداد کی روشن اور تابناک روایتوں کی پاسداری فرماتے رہے ہیں۔ آپ نے کبھی بھی صداقت و حقانیت کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا، چاہے کتنے ہی مصلحت کے تقاضے کیوں نہ ہوں۔ جب کبھی بھی فتویٰ تحریر کیا تو اپنے اسلاف اور آبا و اجداد کے نقش قدم پر چلتے ہوئے بلا خوف و خطر تحریر فرمایا۔ حق گوئی کے شواہد آپ کے ہزاروں فتاویٰ ہیں جو ملک اور بیرون ملک میں پھیلے ہوئے ہیں۔

اعزاز: جامعۃ الازہر میں اپنی جماعت میں اول پوزیشن حاصل کرنے پر آپ کو اس وقت کے مصر کے صدر کرنل جمال عبدالناصر نے ''ازہر ایوارڈ'' پیش کیا اور ساتھ ہی سند سے بھی نوازے گئے۔ (بحوالہ: مفتی اعظم ہند اور ان کے خلفاء، ص ۱۵۰)

مئی ۲۰۰۹ء میں حضور تاج الشریعہ دام ظلہ کے دورۂ مصر کے موقع پر جامعۃ الازہر قاہرہ مصر میں آپ کے اعزاز میں ایک تقریب منعقد کی گئی۔ جس میں جامعہ کے اساتذہ اور طلبہ نے شرکت کی۔ عالمی شخصیات میں جو اعزاز آپ کو یہاں دیا گیا وہ بھی اپنی نوعیت کا واحد اعزاز ہے۔

تبلیغی و تعلیمی اداروں کی سر پرستی:

جانشین مفتی اعظم علیہ الرحمہ کی سر پرستی میں ہندوستان اور بیرون ممالک میں درجنوں تبلیغی اور تعلیمی ادارے رات دن مصروف عمل ہیں۔غیر ممالک میں واقع اداروں میں سے زیادہ تر کے نام معلوم نہ ہوسکے۔آپ جن اداروں کی سر پرستی کرتے ہیں اس کی ایک طویل فہرست ہے۔ جن میں سے چند مندرجہ ذیل ہیں:

مرکزی دارالافتاءسوداگران بریلی شریف، ماہنامہ سنی دنیا، مکتبہ سنی دنیا بریلی شریف، اختر رضا لائبریری صدر بازار چھاؤنی لاہور (پاکستان)، مرکزی درالافتاءڈین ہاگ ہالینڈ ،جامعہ مدینۃ الاسلام ڈین ہاگ ہالینڈ، الجامعۃ الاسلامیہ گنج قدیم رام پور، الجامعۃ النوریہ عینی قیصر گنج ضلع بہرائچ، الجامعۃ الرضویہ و ماہنامہ نور مصطفی، مدرسہ عربیہ غوثیہ حبیبہ برہان پور، ایم پی، مدرسہ اہلسنت گلشن رضا بکارو اسٹیل دھنباد بہار، مدرسہ غوثیہ جشن رضا پٹیلا گجرات، دارالعلوم قریشیہ رضویہ آسام، مدرسہ رضاء العلوم گھوگاری محلہ بمبئی ۳، مدرسہ تنظیم المسلمین بائسی پورنیہ بہار۔

وصال: حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمہ ۶/ذوالقعدہ ۱۴۳۹ھ بہ مطابق ۲۰/جولائی ۲۰۱۸ء جمعۃ المبارکہ کی شام بہ وقت مغرب پیامِ اجل کو لبیک کہتے ہوئے اس دنیاے فانی سے دارِ بقا کی طرف رختِ سفر باندھ کر اپنے تمام چاہنے والوں کو تنہا چھوڑ کر مالکِ حقیقی سے جا ملے۔اناللہ وانا الیہ راجعون!

یقیناً حضرت کا وصال ملتِ اسلامیہ کے لیے ایک نا قابل تلافی نقصان ہے۔اللہ پاک کی بارگاہ میں دعا ہے کہ امت مسلمہ کا آپ سا نعم البدل عطا فرمائے اور عشاق سے گذارش ہے کہ حضرت کے بتائے ہوئے نقوش پر عمل کریں، نیز مساجد، مدارس اور اداروں میں قرآنی خوانی اور ایصال ثواب کا اہتمام کریں۔

حوالہ جات:

(۱) تجلیات تاج الشریعہ، رضا اکیڈمی ۲۰۰۹ء

(۲)اہلسنّت کی آواز،خلفائے خاندان برکات، جلد۲۱، ص/۳۵۱ تا ۳۶۳، ۲۰۱۴ء، از: مولانا ناظم علی مصباحی۔

(۳)نغمات اختر المعروف سفینۂ بخشش،ص ۴

(۴) بلبلِ بُستانِ مدینہ :علامہ اختؔر رضا ازہری بریلوی،ص/۳، ناشر: ادارۂ دوستی، مالیگاؤں

(۵)دی مسلم ۵۰۰،۲۰۰۹ء، ۱۴۔ ۲۰۱۳ء، ۱۵۔ ۲۰۱۴ء، ۲۰۱۶ء اور ۲۰۱۷ء، دی رائیل اسلامک اسٹراٹجک اسٹڈی سینٹر (جارڈن)

حضور تاج الشریعہ کے رخ حیات کی چند جھلکیاں

از: مفتی محمد شمشاد القادری منظری
استاذ: الجامعۃ القادریہ رچھا بریلی شریف

تم نے ہر ذرے میں برپا کر دئے طوفان شوق
اک تبسم اس قدر جلوں کی طغیانی کے ساتھ

سرکار تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کیا تھے اور کیا ہیں یہ نہ ہم جان سکتے ہیں اور نہ ہماری فہم وادراک اسے احاطۂ تحریر میں لاسکتی ہے، پھر بھی ان پر لکھنے والوں نے لکھا ہر زاویے سے لکھا زندگی کے تمام گوشوں پر قلم اٹھایا، آج بھی لکھ رہے ہیں اور قیامت تک لکھتے رہیں گے۔ میں نے بھی اپنی سعادت سمجھ کر حضور تاج الشریعہ کی ذات ماہ تاب صفت کی بلا خیز کرنوں کو حصار تحریر میں قید کرنے کی کوشش کی ہے۔

حضور تاج الشریعہ بلاشبہ اس عہد کی ایک ایسی نادر الوجود ہستی کا نام ہے جس کی ہر جان اسیر محبت، ہر روح سرشار عقیدت اور ہر زبان مدح وثنا میں محو و مستغرق ہے۔ انھیں کی بزم گاہ ناز میں خوشبوے الفت وعقیدت کے رنگ و بو سے معمور لفظوں کے گلاب اور آرزوؤں کے خوشنما دیپ لیے ہیں، میرے قلم کی نوک پر کچھ چمکتے ہوئے موتی تھے، جنھیں تحریر کی لڑی میں پرودیا ہے، ورنہ میری کہاں بساط کہ میں ایک کامل ترین ہستی کی اونچائی کروں اور اس کی ذات نور صفت کو قید تحریر میں لاؤں مگر اس امید پر کہ فیض وکرم کے کچھ چھینٹیں اس سنگ بے مایہ پر بھی پڑ گئے تو پھر اس کی قسمت چمک اٹھے، انہیں امیدوں اور آرزوؤں سے بوجھل ہو کر سطروں کے چند نقوش

ابھر آیے ہیں۔

ولادت باسعادت:

آپ کی ولادت باسعادت ہندوستان کے ایک عظیم شہر بریلی شریف کے محلہ سوداگران میں ۲۵ رفروری ۱۹۴۲ء کو ہوئی۔آپ کا عقیقہ محمد نام پر ہوا پکارنے کے لیے محمد اسماعیل رضا اور عرف اختر رضا تجویز کیا گیا۔

تعلیم وتربیت:

جب آپ شعور و آگہی پر قدم رنجاں ہونے لگے اور جب آپ نے منزلِ ہوش و خرد میں قدم رکھ لیا تو آپ کو زیور علم اور تہذیب و اخلاق سے آراستہ و پیراستہ کرنے کے لیے اعلیٰ حضرت کے قائم کردہ مدرسہ منظر اسلام میں داخل کر دیا گیا، جہاں آپ نے مختلف اساتذہ سے کسب علم کیا ،بعدہٗ حضور تاج الشریعہ مفتی محمد اختر رضا علیہ الرحمہ ۱۹۶۳ء میں جامعہ ازہر مصر تشریف لے گئے، جہاں آپ مسلسل تین سال رہ کر علوم وفنون کے حصول میں مستغرق رہے۔

فتویٰ نویسی میں مہارت: یوں تو خانوادۂ اعلیٰ حضرت ہر طرح کے علوم وفنون کا گہوارہ رہا، خود اعلیٰ حضرت پچاس سے زائد علوم وفنون میں اپنی نظیر آپ تھے،جس پر آپ کی تصانیف کے بیش بہا ذخیرے شاہد عدل ہیں۔لیکن ان تمام خوبیوں میں سب سے عظیم صفت جو نمایاں رہی وہ ہے ’’تفقہ فی الدین‘‘ کی بیش بہا دولت ،اس میدان میں آپ نے جو خصوص و امتیاز حاصل کیے ہیں، کسی اور کو حاصل نہ ہوئے۔فتاویٰ رضویہ ۱۲ر ضخیم جلدیں اس کی واضح دلیل ہیں،فتویٰ نویسی اس خاندان کا طرۂ امتیاز تھا اور آج بھی ہے۔یہی وہ نمایاں وصف ہے،جس نے پوری دنیاے سنیت کو تاج الشریعہ کہنے پر مجبور کر دیا، بلاشبہ آپ اس فن کے امام کہے جا سکتے ہیں۔آپ کے زمانہ میں آپ جیسا تفقہ کسی اور کو حاصل نہیں ہوا،آپ کی ذات مرجع علما و خواص رہی۔آپ کی اصابت راے اور فکری گہرائی کی مثال ملنی مشکل ہے،مختلف مسائل پر آپ کے فتاویٰ ہزاروں کی تعداد میں موجود ہیں، مرکزی دارالافتا اور ملک و بیرون ملک سے فقہی سوالات کے جوابات لکھنے

کے علاوہ آن لائن ملٹی لنگویج میں لوگوں کے سوالات کے جوابات عطا فرمایا کرتے تھے آپ کو جزئیات فقہیہ پر کامل عبور حاصل تھا۔علم قرآن وحدیث پر مکمل ادراک تھا۔آپ نے سب سے پہلا فتویٰ 1966 عیسوی 1386 ہجری میں تحریر فرمایا تھا، آپ کے معاصرین آپ کی علمی برتری کے قائل رہے۔اختلاف کی صورت میں آپ کی جانب رجوع کیا جاتا، جس فتویٰ پر آپ کی مہر تصدیق ثبت ہوتی، پھر اس میں کسی کو چوں چرا کی گنجائش نہیں رہتی، آپ کی رائے سند اور قول فیصل کا درجہ رکھتی تھی اور حرف آخر ہوا کرتی تھی۔

آپ کی ذات فی زمانہ نابغۂ روزگار: قاضی القضاۃ فی الہند فخر ازہر جانشین حضور مفتی اعظم وارث علوم اعلیٰ حضرت حضور تاج الشریعہ کی ذات بابرکت نابغۂ روزگار تھی، آپ مجمع کمالات تھے، زہد وورع میں اپنا ثانی نہیں رکھتے، آپ کی ذات ہر جہت سے ہمہ صفت موصوف نظر آتی ہے، جہاں علم وفن کے گنج گراں مایہ تھے وہیں آپ کی زندگی کا ہر گوشہ شریعت اسلام کی پاسداری کا اعلیٰ نمونہ تھا، آپ کی جرأت ایمانی کسی بھی قسم کی مصلحت کوشی اور چشم پوشی سے مبرا تھی۔ مسلسل سفر میں رہنے کے بعد بھی درس وتدریس اور فتویٰ نویسی سے آپ کا گہرہ تعلق رہا، اردو، عربی، فارسی اور انگریزی زبان میں جوابات ارشاد فرماتے رہے اور تصویر کشی کے مسئلہ پر آپ آخری عمر تک اپنے موقف پر قائم ودائم رہے۔

آپ کی تصانیف: آپ ایک مرشد طریقت، مفتی اعظم، دور اندیش مفکر ومحدث کے ساتھ ساتھ آپ صاحب تصانیف کثیرہ بھی تھے۔جیسے: (۱) ہجرت رسول (۲) آثار قیامت (۳) حضرت ابرہیم کے والد تارخ یا آزر (۴) ٹائی کا مسئلہ (۵) ٹیوی اور ویڈیو کا آپریشن (۶) شرح حدیث نیت (۷) سنو چپ رہو (۸) دفاع کنز الایمان (۹) جشن عید میلاد النبی (۱۰) تین طلاقوں کا شرعی حکم (۱۱) کیا دین کی مہم پوری ہو چکی (۱۲) سفینۂ بخشش (۱۳) فضیلت نسب (۱۴) تصویر کا مسئلہ (۱۵) اسماء سورۂ فاتحہ کی وجہ تسمیہ (۱۶) سعودی مظالم کی کہانی اختر کی زبانی

عربی تصانیف: (۱۷) القول الفائق بحکم الاقتداء بالفاسق (۱۸) العطایا الرضویہ فی

فتاویٰ الازہریہ (۱۹)الفردہ فی شرح بردہ(۲۰)الحق المبین(۲۱)الصحابۃ نجوم الاہتداء(۲۲)شرح حدیث الاخلاص(۲۳)نبذۃ حیات الامام احمد رضا(۲۴)سدالمشارع (۲۵)تعلیقات زاہرہ علیٰ صحیح البخاری (۲۶)مرءۃ النجدیہ لجواب البریلویہ ۲ جلد (۲۷) (۲۸)نہایۃالذین فی التخفیف عن ابی لہب یوم الاثنین ۔اور آپ نے مذکورہ کتابوں کے ترجمے بھی کیے،مثلاً:

(۱)انوارالمنان فی توحید القرآن(۲)المعتقد والمنتقد مع المعتمد المستند (۳)النقیٰ من بحر سبقت الاتقیٰ (۴) برکات الامداد لاہل استمداد(۵)اہلاک الوہابیین علیٰ توہین القبور المسلمین (۶) تیسیر الماعون لسکن فی الطاعون (۷)شمول الاسلام لاصول الرسول الکرام (۸) قوارع القہار فی الرد المجسمۃ الفجار (۹) الھادالکاف فی حکم الصعاف (۱۰)الامن والعلیٰ لناعتی المصطفی بدافع البلاء(۱۱) سبحان السبوح عن عیب کذب المقبوح (۱۲)حجز البحرین الواقی عن جمع الصلاتین ۔

وصال پرملال:

شب شنبہ (۲۰) جولائی ۲۰۱۸ بوقت مغرب یہ مہر درخشاں افق مرگ کی پہنائیوں میں گم ہوگیا۔موت کی خبرکیا تھی ؟ایک صاعقہ تھی،جس نے سنا دم بخود رہ گیا،آنکھیں اشکبار ہواٹھیں،دلوں پر حزن و یاس کا موسم طاری ہو گیا،پرنٹ میڈیا اور شوشل میڈیا کے ذریعہ جیسے ہی یہ خبر وائرل ہوئی تو ایسا لگا کہ دل پہلو میں نہیں ہے،حواس جاتے رہے اورداغ یتیمی ایک بار پھر گلے پڑ گیا،پھر کیا تھا لاکھوں سوگواروں کے قافلے سرزمین عشق ومحبت بریلی شریف کی جانب نکل پڑے ،جس سے جس طرح بن پڑا اس نے رخت سفر باندھ لیااوراپنے روحانی اور مذہبی رہنما و پیشوا کو آخری سلام پیش کرنے کے لیے آپہونچے ۔اور

بروز اتوار بوقت گیارہ بجے اسلامیہ انٹر کالج کے وسیع وعریض گراؤنڈ میں نماز جنازہ ہوئی ۔جنازہ میں اس قدر ازدحام تھا کہ چشمان فلک نے کسی کے جنازہ میں کبھی اتنا انسانی سیلاب دیکھا ہو،آپ کو قرب اعلیٰ حضرت ازہری گیسٹ ہاؤس میں سپرد خاک کردیا گیا، جہاں انوار وتجلیات کے قافلے بشارتوں کے ہمراہ اتر رہے ہیں۔

ابر رحمت ان کے مرقد پر گہر باری کرے
حشر تک شان کریمی ناز برداری کرے

تاج الشریعہ علیہ الرحمہ علم کے کوہ گراں

از: مناظرِ اہلِ سنت حضرت علامہ صغیر احمد رضوی جوکھن پوری
بانی وناظم اعلیٰ: الجامعۃ القادریہ وجامعۃ البنات برکات فاطمہ، رچھا اسٹیشن بریلی شریف

علم کا کوہ گراں اختر رضا خاں قادری
تو ہے بحر بیکراں اختر رضا خاں قادری

اللہ تعالیٰ ہر دور میں اپنے بندوں کی ہدایت ورہنمائی کے لیے اس روے زمین پر ایسے برگزیدہ بندوں کو ضرور مبعوث فرماتا رہا جو کہ آفتاب رشد وہداہت بن کر سارے عالم کو اپنی روشنی سے تابناک کرتے رہے، ماحی کفر وضلالت بن کر قوم وملت کو نار دوزخ سے بچانے کا سبب بنتے رہے، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا سچا مبلغ بن کر لوگوں کو دعوت الی الحق اور نہی عن المنکرات جیسا عظیم فریضہ انجام دیتے رہے اور خود اپنی زندگی اتباع سنت وشریعت میں گزار کر اللہ تعالیٰ کے فرمان عالی شان ”کل نفس ذائقۃ الموت“ کی تصدیق کرتے ہوئے دار فانی سے کوچ فرما کر محبوب حقیقی سے جا ملے۔

انہیں عبقری وآفاقی شخصیات میں صدر بزم مفتیاں، افقہ الفقہاء، افصح الفصحاء، ابلغ البلغاء، وارث علوم اعلیٰ حضرت، جانشین حضور مفتی اعظم ہند، نبیرہ حجۃ الاسلام، شہزادۂ مفسر اعظم علیہم الرحمۃ والرضوان، قاضی القضاۃ فی الھند، شیخ الاسلام والمسلمین حضور تاج الشریعہ وبدر الطریقہ حضرت علامہ ومولانا مفتی محمد اختر رضا خاں قادری ازہری علیہ الرحمۃ والرضوان کی ذات بابرکت ہے، جو اللہ تعالیٰ کے فرمان ”**انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء**“ کی تفسیر بن کر، جو ”قل ہل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون“ کی مصداق وروشن مثال بن کر، جو ”یرفع اللہ الذین اٰمنوا منکم والذین اوتوا العلم درجات“ کے مطابق بلند درجات پا کر، اور جو

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان ''ان فضل العالم علی العابد کفضل القمر لیلۃ البدر علی سائر الکواکب'' سے مستفاد انجمن علما و عابدین میں چودھویں کا چاند بن کر، جو''ان العلماء ورثۃ الانبیاء'' کے مطابق وراثت علم نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سچے وارث بن کر، جو'' من یرد اللہ بہ خیرا یفقہ فی الدین'' کے مطابق فقیہ العصر بن کر، جو''فقیہ واحد اشد علی الشیطان من الف عابد'' کے مطابق متصلب فی الدین بن کر، جو'' نظرۃ الی وجہ العالم خیر من عبادۃ سنۃ'' کے مطابق لوگوں کے لیے مژدۂ جاں فزاں بن کر، اللہ تعالی کے فضل وکرم سے فیض کا بادل بن کر بستی بستی قریہ قریہ ایسے چھائے کہ جملہ ارباب حل وعقد واہل دانش وبینش آپ کے جاں نثار وگرویدہ ہو گئے۔

جزئیات فقہیہ پر ہے تیری کامل نظر
صدر بزم مفتیاں اختر رضا خاں قادری

اورآپ نے تشنگان علوم نبویہ کو اپنے علم کے بحر بیکراں سے ایسا سیراب فرمایا کہ سب نے اپنی تشنگی کو آپ کے جام فیض سے بجھا لیا۔ اللہ رب العزت نے آپ کو علم وعمل، زہدوتقویٰ، شرم وحیا، صبر وقناعت، خلوص وللٰہیت، صداقت واستقامت، اخلاص ومحبت، اتباع سنت، تفقہ فی الدین اور حسنِ خلق جیسی عظیم نعمتوں سے نوازا تھا۔ آج ان ساری صفات کا جامع آپ کا کوئی مثل نہیں ملتا ہے۔ یقینا نگاہیں آپ کے بدل کو دیکھنے سے قاصر ہیں۔

صورت وسیرت عمل کردار علم فضل میں
اب تیرا ثانی کہاں اختر رضا خاں قادری

الحمدللہ! اس فقیر نے بھی حضرت کے ساتھ شب وروز گزارے، اورآپ کو اپنے پیر ومرشد سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کا سچا جانشیں پایا، اور آپ بھی مجھ سے بہت محبت فرماتے تھے اور فقیر کو خانوادۂ رضویہ نے ہمیشہ عزیز جانا ہے۔

میں جب مدرسہ مظہر اسلام میں زیر تعلیم تھا تو میرے پیر ومرشد سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کی خاص نظر فیض جاری رہتی، اور میں پیر ومرشد کی بیٹھک میں رہتا تھا اور حضرت کے گھر سے ہی فقیر کو کھانا ملتا تھا، اور ساری حیات سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ نے میرے سینے اور سر پر

ہاتھ رکھ کردم فرمایا۔اور بعد وصال بھی خواب میں انہیں نوازشات سے نوازا۔

حضورتاج الشریعہ حضرت علامہ ومولانا مفتی اختر رضا خاں قادری ازہری علیہ الرحمۃ والرضوان کواس فقیر پر بہت اعتماد تھا، اور جب کبھی کسی بدعقیدہ سے مناظرہ کی باری آتی تو اس فقیر کا انتخاب فرماتے ۔ ۱۹۹۷ء میں اتر پردیش کے قصبہ یاقوت گنج، ضلع فروخ آباد میں مسئلۂ اقامت پر مناظرہ طے ہوا، جس میں حضرت نے اس فقیر ہی کو مناظر منتخب فرمایا تھا، اور حضرت کے سایے میں اہل سنت وجماعت کو فتح مبین حاصل ہوئی، باغی مسلک اعلیٰ حضرت حاسد تاج الشریعہ انتخاب قدیری کو خود حضرت ہی نے چیلنج کرنے کا حکم فرمایا، پھراس فقیر نے اس کو پانچ جگہ بے نقاب کیااور جیتے جی اس کو زندہ درگور کردیا۔حضرت کی پشت پناہی کی وجہ سے تادم حیات فقیر کے سامنے آنے کی سکت نہ رکھ سکا۔

حضورتاج الشریعہ علیہ الرحمہ کے ساتھ ہندوستان کے مختلف علاقوں میں وقت گزارنے کا موقع ملا۔کم ازکم پندرہ پندرہ دن تک مسلسل دورے پر رہتے تھے،جن میں آپ کا مجاہدانہ ومبلغانہ کردارالفاظ میں بیان کرنے سے قاصر ہوں۔فقیر پہلے خطاب کرتا پھرحضورتاج الشریعہ اس پراپنی تائیدی مہر لگاتے ، اوراپنی زبان مبارک سے اس فقیرکو دعاؤں سے نوازتے ،اور ایسے کلمات ظاہرفرماتے کہ جن کا فقیراہل نہیں ہے۔آپ نے اپنے عین عالم شباب میں بریلی شریف محلہ سیلانی میں ہوئی ایک کانفرنس میں خلافت واجازت سے سرفراز فرمایا، جس میں صدرالعلما حضور تحسین رضاخاں صاحب علیہ الرحمہ بھی جلوہ فرماتھے،آپ نے بھی اپنی خلافت واجازت سے نوازا۔

سفروحضر کے وہ لمحات جومیرے نقوش فکروخیال سے کبھی مٹ نہیں سکتے۔آپ کی ذات مقدسہ علم وعمل کی پیکر، زہدوتقویٰ کی سنگم تھی۔ ہزاروں کی تعداد میں لوگ جلسوں میں شریک ہو کرآپ کے دست مبارک میں ہاتھ دے کرسلسلۂ قادریہ رضویہ میں داخل ہوتے اورآپ کے چہرے کی جھلک دیکھنے کے لیے بیتاب وبیقرار رہتے ، اور جب آپ کی تشریف آوری ہوتی تو مجمع میں ایک عجیب سی کیفیت پیدا ہوجاتی گویا کہ کسی پیاسے کو پانی مل گیا ہو،اورآپ

کی زیارت کرنے کے لیے ایسی حالت میں ہو جاتے جیسا کہ عید کا چاند نظر آنے والا ہو اور لوگ اس کے مشتاق ہو۔

رنگ تیرا کیا چڑھا پر نور محفل ہو گئی
طلعت نوری میاں اختر رضا خاں قادری

چودھویں کا چاند ہیں یا طلوع شمس ہے
ہو گئے جب ضوء فشاں اختر رضا خاں قادری

آپ کے علمی جاہ وجلال کو نہ صرف اپنوں ہی نے تسلیم کیا بلکہ اغیار نے بھی آپ کی جلالت علم کے سامنے سر تسلیم خم کیا ہے،

جہاں آپ نے تصانیف کثیرہ اس قوم کو عطا فرمائی ، وہیں آپ نے اپنے روحانی فیضان سے بھی لوگوں کو سرفراز فرمایا۔

آپ کی علمی جلالت وشان وشوکت ومقبولیت ومحبت کا عالم یہ تھا کہ آپ مرجع الخلائق بنے رہے اور ملک اور بیرونی ملک سے لوگ آپ کی بارگاہ میں زانوے ادب تہہ کرتے اور ان کو آپ اپنے بحر بیکراں سے فیض یاب فرماتے رہے۔

مسند افتا پر آپ کی جلوہ گری نے امت مسلمہ کو بہت سے مشکل اور پیچیدہ مسائل کا حل عطا فرمایا۔آپ نے ہندوستان بھر میں سیکڑوں مدارس ومساجد کی بنیادیں رکھیں اور اس فقیر کا تعمیر کردہ ادارہ مسلک اعلیٰ حضرت کا سچا ترجمان 'الجامعۃ القادریہ مجوزہ عربی یونیورسٹی رچھا اسٹیشن ضلع بریلی شریف کے سرپرست اعلیٰ بھی رہے ۔اور حضور تاج الشریعہ جب ''الجامعۃ القادریہ'' میں تشریف لاتے تو طلبہ جامعہ آپ سے درس حاصل کرنے کے متمنی رہتے۔ ایک مرتبہ آپ نے شرح وقایہ کا ایک طویل درس فرمایا اور ختم بخاری شریف کی تقریب سعید اور دیگر مواقع پر تشریف لاتے اور آخر میں طلبہ کے علم وعمل میں برکت کی دعا بھی فرماتے ۔آپ ''الجامعۃ القادریہ'' میں ایک کانفرس میں تشریف لائے اور ہزاروں لوگوں نے آپ کے دست مبارک میں بیعت کا شرف حاصل کیا۔حضرت جب یہاں سے گزرتے اور وقت میں بھی گنجائش ہوتی تو

جامعہ کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے ضرور سرفراز فرماتے اور جامعہ کے عروج وارتقا کے لیے دعائیں فرماتے تھے۔

مجھ سے فرماتے تھے کہ آپ کی پنک (Pink) کلر کی بلڈنگ مجھے بہت اچھی لگتی ہے۔

احقاق حق وابطال باطل اور اتباع شریعت میں اپنی زندگی گزارتا ہوا یہ مرد مجاہد اس مقام پر پہونچ گیا کہ ارباب عرب وعجم اور علماے اہلِ سنت نے جسے اپنے سر کا تاج تسلیم کیا اور تاج الشریعہ جیسے باوقار لقب سے پکارنا باعث سعادت سمجھا۔ آپ کی شخصیت خاص وعام کے مابین نہایت ہی محبوب ومقبول ہے، اور کیوں نہ ہو کہ فرمان ذات باری تعالیٰ ہے: ''ان الذین اٰمنوا وعملوا الصالحات سیجعل لھم الرحمن ودا'' (یقیناً جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال کیے عن قریب رحمٰن لوگوں کے دلوں میں ان کی محبت کو ڈال دے گا) اس آیت کی تفسیر بخاری ومسلم کی یہ حدیث پاک ہے میں کہ: ''جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو اپنا محبوب بنا لیتا ہے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام کو حکم دیتا ہے کہ اے جبریل تم بھی اس سے محبت کرو اور جملہ مخلوقات میں یہ اعلان کردو کہ وہ بھی اس سے محبت کریں، تو اعلان کے مطابق تمام اس سے محبت کرنے لگتے ہیں۔ ویوضع لہ القبول فی اہل الارض'' پھر اس کے لیے زمین والوں میں مقبولیت رکھ دی جاتی ہے۔

مذکورہ آیت وحدیث کی سچی مثال حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی ذات مبارکہ ہے۔ لیکن آہ! وہ کیسی شام تھی کہ وہ لوگوں کے دلوں اور ان کی عقیدت کا شمس مغرب کی اذان کے کلمات سن کر غروب ہو گیا۔ اور آپ کے وصال پر ملال پر ساری دنیاے سنت سوگوار اور غمگین ہو گئی اور سارا عالم اسلام درد وکرب میں ڈوب گیا۔

ہم اور الجامعۃ القادریہ کے تمام مدرسین وطلبا شہزادۂ حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ حضرت علامہ ومولانا محمد عسجد رضا خاں قادری دام ظلہ العالی اورخصوصا اہل خانہ واہل خاندان کواورعموماً جملہ اہل سنت کوتعزیت پیش کرتے ہیں کہ اللہ رب العزت سب کوصبرواجر عطا فرمائے۔اورحضور تاج الشریعہ کی قبرکو جنت کی کیاری بنائے ، جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اوران کوحضوراعلیٰ حضرت وحضورمفتی اعظم ہندرحمھما اللہ کےقرب میں جگہ عطافرمائے اوران کےفیض کوتاقیام قیامت عام وتام فرمائے۔اورشہزادۂ حضورتاج الشریعہ علیہ الرحمہ کوآپ کاسچا کامل واکمل جانشین بنائے۔

آہ! آبروے سنیت حضور تاج الشریعہ وصال فرما گئے

از: حضرت مفتی شمس الدین احمد رضوی
خلیفۂ حضور مفتیٔ اعظم ہند، بہرائچ شریف

آہ! وارث علوم اعلیٰ حضرت، نبیرۂ حجۃ الاسلام، جانشین حضور مفتیٔ اعظم عالم، جگر گوشۂ مفسر اعظم حضور تاج الشریعہ نے ہم غربا اہل سنت کو داغ مفارقت دے کر برزخی عالم کو پسند فرمالیا۔ ۲۰؍ جولائی ۲۰۱۸ء بروز جمعہ مبارکہ بعد نماز مغرب موبائل کی گھنٹی بجلی بن کر گری دوسری جانب سے غمزدہ آواز میں یہ خبر دی گئی کہ آہ! آبروے سنیت حضور تاج الشریعہ وصال فرما گئے، کلمۂ استرجاع انا للہ وانا الیہ راجعون زبان سے جاری ہوا، غم واندوہ کے پہاڑ ٹوٹ پڑے کچھ دیر عقل وخرد نے کام کرنا چھوڑ دیا پھر پوری شب حضرت کی عنایتوں اور شفقتوں کو یاد کرتا رہا۔ وہ وقت بھی کتنا بابرکت تھا جب ۱۹۹۵ء میں حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ فقیر کی دعوت پر فقیر کے گاؤں در گریڈیہہ کو تشریف لے گئے تھے، جہاں حضرت کی زیارت سے مشرف ہونے اور سلسلۂ قادریہ رضویہ میں داخل ہونے والے عشاق وعقیدت مندوں کا اژدھام تاحد نگاہ تھا، حضرت کے قدوم میمنت لزوم کے فیوض وبرکات سے آج بھی میرا گاؤں اور پورا علاقہ مالا مال ہے۔ وہ علم وعرفان کا نورانی چہرہ جس سے تقویٰ وطہارت کے آثار نمایاں تھے ذہن وفکر میں آج بھی موجود ہے۔

کچھ ایام قبل حضور والا کی علالت کی خبر سن کر بغرض زیارت وعیادت حضرت علامہ مفتی محمد شمیم عالم صاحب حبیبی، حضرت مولانا گل محمد خان صاحب رضوی، حضرت مولانا عبدالعزیز نعیمی صاحب، حضرت مولانا امان اللہ قادری صاحب اور حضرت مولانا لعل محمد صاحب کے ہمراہ آستانۂ عالیہ رضویہ بریلی شریف حاضر ہوا۔ عقیدت مندوں کا ہجوم تھا، باہر کھڑکی سے زیارت

ہورہی تھی عشاق زیارت کے لیے حاضر تھے ،فقیر نے بھی عاشقوں کے ساتھ کھڑے ہوکر زیارت کے لیے آنکھیں بچھادیں۔میں نے دیکھا کہ حضرت چلتے ہوئے کمرے میں داخل ہوئے حضور کو چلتا دیکھ کر بے حد مسرت ہوئی اللہ کا شکرادا کیا، ناگاہ حضرت کی زیارت کے لیے اندر آنے کی اجازت مل گئی، جس کو میں حضرت کی کرامت ہی تصور کرتا ہوں ،علماے کرام کے ساتھ کمرے میں داخل ہوااور سلام وقدم بوسی سے مشرف ہوا پھرا کسر سائز کا ڈاکٹر آ گیا اس لیے بعد دیدار وقدم بوسی کمرے سے باہر آ گیا۔اور پھر دارالافتاء میں جانشین حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ ومولانا مفتی محمد عسجد رضا مدظلہ العالی قاضی شہر بریلی شریف سے ملاقات کے لیے حاضر ہوا، حضرت موصوف سے حضور تاج الشریعہ اور دیگر موضوعات پر تفصیلی گفتگو ہوئی اور پھرا پنے احباب کے ساتھ بہرائچ شریف کے لیے واپسی ہوگئی ۔امید تھی کہ حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمہ جلد ہی صحت یاب ہوجائیں گے اور عالم اسلام کو اپنے وجود مسعود سے منور فرماتے ہوئے ہم غرباے اہل سنت اور عقیدت مندوں کی سرپرستی فرماتے رہیں گے۔مگر وہ لمحہ آ گیا جو عنداللہ سفر آخرت کے لیے مقرر تھا اور حضور تاج الشریعہ نے داعیٔ اجل کو لبیک کہا۔اللہ والوں کی کیا شان ہوتی ہے، بوقت مغرب وضو کا پانی منگایا اور پھر بعد وضو اللہ کا ذکر کرتے کرتے واصل بحق ہوگئے اور دنیاے سنیت کو روتا بلکتا چھوڑ گئے۔مگر حقیقت یہ ہے کہ اللہ والے مرتے نہیں انتقال مکانی فرماتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کے تصرفات کو مزید توانائی عطا فرمادیتا ہے اور بعد مرگ بھی وہ اپنے عقیدت مندوں کی دستگیری فرماتے رہتے ہیں۔کسی شاعر نے کیا خوب اس کی ترجمانی کی ہے:

فنا کے بعد بھی باقی ہے شان رہبری تیری
خدا کی رحمتیں ہوں اے امیر کارواں تجھ پر

۲۱؍جولائی ۲۰۱۸ء کو شمالی ہند کی مرکزی درس گاہ جامعہ اشرفیہ مسعودالعلوم چھوٹی تکیہ بہرائچ شریف میں تعزیت وایصال ثواب کی مجلس کا انعقاد ہوا، جس میں جامعہ کے اساتذہ اور تمام طلبا

نے شرکت کی ،قرآن خوانی ہوئی ،حضرت کی شان میں منقبت پڑھی گئی پھر فقیر نے نمناک آنکھوں سے حضرت کی بارگاہ میں خراج عقیدت پیش کیا اور پھر صلاۃ وسلام اور ایصال ثواب کے بعد دعا کی گئی کہ مولیٰ تعالیٰ حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے ،اعزا، اقربا، مریدین ومتوسلین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور جانشین سرکار تاج الشریعہ حضور مفتی محمد عسجد رضا خان قادری مدظلہ العالی کے بازؤں میں وہ توانائی عطا فرمائے کہ حضرت کی کما حقہ نیابت ادا کر سکیں۔ آمین۔

اسی روز خبر موصول ہوئی کہ ۲۲/جولائی ۲۰۱۸ء کو اسلامیہ انٹر کالج بریلی شریف میں صبح ۱۰ بجے نماز جنازہ ادا کی جائے گی جنازے میں شرکت کی سعادت حاصل کرنے کے لیے اساتذۂ جامعہ وطلبا بریلی شریف کے لیے روانہ ہو گئے اور فقیر بھی ولد عزیز ظفر الدین احمد رضوی ،مولانا شبیر مسعودی ،مولانا عبدالسلام کے ہمراہ بذریعہ کار بریلی شریف کے لیے روانہ ہوا۔ بریلی شریف پہنچ کر حضرت کے دیدار کرنے والوں کی صف میں کھڑا ہو گیا، کثرت ازدہام کی وجہ سے آستانۂ عالیہ تک پہنچنا مشکل معلوم ہو رہا تھا ہر فرد بشر آخری دیدار کے لیے بے چین و بے قرار تھا، یہ حضرت کا تصرف اور کرامت ہی کہیے کہ اس ازدہام میں بھی فقیر دروازے تک پہنچ گیا اور اندر جانے کی اجازت مل گئی قریب سے زیارت کرنے کا شرف حاصل ہوا، عجب نورانی متبسم چہرہ معلوم ہو رہا تھا، گویا حضور خواب استراحت فرما رہے ہیں، پھر اعلان ہوا کہ غسل کی تیاری ہو رہی ہے اب زیارت کا سلسلہ بند کر دیا جائے۔

۲۲/جولائی ۲۰۱۸ء کو صبح ۸ بجے تک اسلامیہ انٹر کالج کا دامن تنگ ہو چکا تھا اور ہر چہار جانب سے جنازے میں شریک ہونے والے عقیدت مندوں کی بھیڑ بے قابو نظر آ رہی تھی ،انسان کا ازدہام دیکھ کر معلوم ہو رہا تھا کہ آسمان نے انسانوں کی بارش کر دی اور زمین نے اپنے اندر کا اثاثہ اگل دیا ہے۔ ۱۰ بجے تک اسلامیہ انٹر کالج وقرب وجوار کے میدان ،عمارتوں کی چھتیں، تمام گلیاں اور سڑکیں پر ہو چکی تھیں اور جو جہاں تھا وہیں صف بنا کر کھڑا ہو گیا تھا، عقیدت مندوں کی بھیڑ سے ہر کوچۂ وگلی ،سڑکیں جام تھیں۔ تقریباً ۱۱ بجے جانشین تاج الشریعہ حضرت مفتی

عسجد رضا صاحب قبلہ مدظلہ العالی مصلیٔ امامت پر تشریف لے گئے اور نماز جنازہ ادا کی گئی۔ شرکا کی تعداد حد شمار سے باہر تھی، ہر شخص کی زبان پر یہی تھا کہ اس سے قبل جنازہ میں اس قدر بھیڑ کبھی نہ ہوئی اور حضور تاج الشریعہ کے جنازے میں شریک ہونے والوں نے عالمی ریکارڈ قائم کر دیا۔ تقریباً ۴۶ ممالک سے لوگ شریک جنازہ ہوئے۔

آہ! وہ عالم ربانی ہم سے رخصت ہو گیا جس کی ضرورت زمانے کو تھی، عالم سوگوار ہے، مذہب اہل سنت المعروف بہ مسلک اعلیٰ حضرت کا سچا محافظ ونگہبان زمانے نے کھو دیا۔ جس طرح فتنۂ وہابیت، قادیانیت، دیوبندیت، نیچریت وشیعیت کے بھرپور رد ابطال میں سرکار اعلیٰ حضرت، حجۃ الاسلام اور سرکار مفتیٔ اعظم اپنے اپنے دور میں مصروف رہے اور ان کے ہم عصر علما نے ان کی تائید وحمایت کی اسی طرح موجودہ دور پر فتن میں حضور تاج الشریعہ نے سد سکندری بن کر مذہب ومسلک کی بھرپور حفاظت وصیانت کی اور اپنے دور کے ہر فتنہ کو کچل کر رکھ دیا، فتنۂ صلح کلیت جو دور حاضر کا بہت بڑا فتنہ تھا، آپ نے صلح کلیوں کی ایسی سرکوبی کی کہ وہ بھی کامیاب نہ ہو سکے۔ حضور تاج الشریعہ کی زندگی کا لمحہ لمحہ مذہب ومسلک کی حفاظت اور اس کی نشر واشاعت کے لیے وقف تھا، دنیا بھر کے اکثر ممالک میں تقریباً پانچ کروڑ آپ کے مریدین اور ارادت مند ہیں یہ بھی ایک عالمی ریکارڈ ہے ۔مولیٰ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ سرکار تاج الشریعہ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ان کے فیوض وبرکات سے عالم سنیت کو مالا مال فرمائے، مسلک اعلیٰ حضرت کو ترقی عطا فرمائے حضور جانشین تاج الشریعہ کے علم وعرفان میں ترقی اور ان کے بازوؤں میں توانائی عطا فرمائے کہ اہل سنت کی بھرپور قیادت فرمائیں اور اپنے آباواجداد کی روش کے مطابق اپنے دور کے ہر فتنہ کی سرکوبی فرمائیں۔

آمین یارب العٰلمین بجاہ سیدالمرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی الہ وصحبہ اجمعین۔

●●●

مفتی اعظم کا ذرّہ کیا بنا اختر رضا!

از: خطیب شہیر حضرت علامہ سید مظفر شاہ قادری رضوی مدظلہ العالی

حضور مفتی اعظم کا تقویٰ بھی مثال تھا، فتویٰ بھی بے مثال تھا، امام احمد رضا کے بعد شہر علم بریلی شریف کی شناخت تھے مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ، سارے عالم میں ان کی عظمتوں اور شرعی فیصلوں کا طوطی بولتا تھا، آج بھی شرعی معاملات میں دنیا کی نگاہیں بریلی شریف کی طرف ہوتی ہیں، جہاں حضور مفتی اعظم کی نیابت کا فریضہ انجام دے رہے ہیں حضرت تاج الشریعہ دامت برکاتہم العالیہ......انھیں کی شان علمی وتفقہ فی الدین اور عظمت پر ذیل کی تحریر شاہد ہے۔ یہ تاثرات حضرت علامہ سید مظفر شاہ قادری مدظلہ العالی کے ہیں، جو آپ نے اپنے ایک خطاب میں ارشاد فرمائے۔ راقم محمد سعید رضا (نوری مشن مالیگاؤں) اسے تحریری شکل میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کررہا ہے۔

’’میں کیا کہوں؟ اور میرے جیسے بے کار آدمی کی کیا حیثیت ہے کہ مفتی اعظم ہند رضی اللہ عنہ کے بارے میں کہے، میرے شیخ (حضرت تاج الشریعہ) نے جن کا نظیر یقینا کوئی نہیں ملتا، انہوں نے یہ جملہ کہا ہے کہ: ’’مفتی اعظم کا ذرّہ کیا بنا اختر رضا‘‘

بلندی آپ دیکھئے مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی۔ کہ آج حضور تاج الشریعہ کی سلاست، اور میں ایک بات یہاں پر عرض کردینا چاہتا ہوں کہ حضور زیبِ سجادہ حضور تاج الشریعہ دامت برکاتہم العالیہ، فتاویٰ رضویہ شریف کی تعریف فرمارہے ہیں یعنی عربی میں کررہے ہیں، آپ کے ساتھ ایک مولانا ہوتے ہیں وہ اردو کے اندر پڑھتے ہیں۔ میں زمبابوے میں حضرت کے ساتھ

رہا، ہر ارے میں حضرت کے ساتھ رہا۔ میں نے دیکھا کہ اللہ نے علم، اعلیٰ حضرت کے خاندان کو ایسا عطا فرمایا ہے کہ حضور تاج الشریعہ اس وقت شوگر کا مرض بڑھنے کی وجہ سے بظاہر جو بصارت ہے وہ اتنی کمزور ہے کہ آپ کو کاغذ کے اوپر لکھی ہوئی عبارت نظر نہیں آتی۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کا پورا ایک پیرا گراف اردو میں مولانا پڑھتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ کسی مفتی کو آپ بٹھائیں، اس کے سامنے اردو میں ایک دفعہ فتاویٰ رضویہ کا پیرا گراف پڑھیں، اس کو کہیں کہ یہی اردو دوبارہ سنا دو، وہ نہیں سنا سکتا۔ کیوں کے تحریر اعلیٰ حضرت کی۔ تحریر اعلیٰ حضرت کی اردو میں ہی ہے۔ ایک پیرا گراف۔ یعنی دو چار لائنیں۔ اگر کسی بہت بڑے عالم کے سامنے بھی پڑھ دی جائے فتاویٰ رضویہ کی؛ ایک مسئلے کے جواب میں اور پھر کتاب سامنے رکھیں کے آپ پڑھیے ذرا ہو بہو ویسی۔ تو میں کہتا ہوں کہ بہت ممکن ہو تو وہ ایک لائن پڑھیں گے دوسری میں ڈگمگا جائیں گے یا الفاظ آگے پیچھے ہو جائیں گے۔ مفہوم و مضمون صحیح بیان کر جائیں گے لیکن لفظ ان کے آپس میں مل جائیں گے۔ لیکن حیرانگی ہوتی ہے اس خاندان پر۔ حضور تاج الشریعہ کے سامنے مولانا پورا ایک پیرا گراف پڑھ کے چپ کرتے ہیں؛ آپ اس کی پوری تعریف بیان کرتے ہیں۔ یعنی وہ اردو میں پیرا گراف پورا کرتے ہیں اور آپ اپنی زبان میں اس کو عربی میں کر کے بیان کرتے ہیں۔ اور وہ جملہ ریکارڈ ہو رہا ہوتا ہے۔ اس کے بعد دوسرا جو ڈیپارٹ ہے وہ عربی سے اس کو تحریر کرتا ہے اور تحریر کرنے کے بعد وہ علما جو جامعہ اشرفیہ کے اِدھر کے جو ادب میں عبور رکھتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ الفاظ بھی ایسے نکلتے ہیں جو فصاحت میں اعلیٰ مقام رکھتے ہیں۔

اور الحمد للہ! میرے شیخ نے اس وقت تین جلدیں فتاویٰ رضویہ کی مکمل عربی میں کر دی ہیں؛ اور عربی بھی وہ جس کو مصری بھی دیکھے تو کتاب پر نثار ہو جائے۔ عربی بھی وہ جس کو شامی دیکھے تو کتاب پر نثار ہو جائے۔ کیوں کہ عربی کرنا تو کوئی بھی رسالہ آپ لایے وہ تو کوئی بھی کر دیتا ہے، لیکن ان کے مزاج کے اعتبار سے، وہ جو تعبیرات وہ رکھتے ہیں اس تعبیرات کا لحاظ رکھنا، ان کی زبان کا لحاظ رکھنا، اُس کے تسلسل کا لحاظ رکھنا، تو میں کہتا ہوں یہ مَلَکَہ تاج الشریعہ قبلہ دامت برکاتھم العالیہ کو علمی تبحّر کا یہاں پر آج ہے۔ میرا یہ معاملہ خود ہوا۔ میں نے کہا جناب ذہبی جو ہے حضور! وہ ابنِ تیمیہ کا شاگرد ہے آپ اس بارے میں کیا کہتے ہیں؟ آپ تو مفتی ہیں، فتویٰ بیان

فرماتے ہیں۔میں آپ سے آٹھ سو سال پرانی بات بیان کر رہا ہوں اور چلتے چلتے میں نے حضور تاج الشریعہ سے کہا، میری بحث ہو رہی تھی۔میں نے کہا حضرت اس نے لکھا ہے کہ ذہبی جو ہے وہ ابنِ تیمیہ کے شاگرد ہیں، میں جواب کیا لکھوں۔میرے ساتھ میرے ایک دوست بھی تھے۔ آپ نے فوراً اُنہیں کی کتاب ''سِیَر'' کا حوالہ دے کر اور ایک اور کتاب کا حوالہ دے کر فرمایا: اُدھر دیکھئے انہوں نے رد لکھا ہے۔اور جو جملے آپ نے عربی کے پڑھے تھے خدا کی قسم وہی کتاب میں لکھے ہوئے تھے۔اور یہ اہتمام کے ساتھ نہیں ہے؛ چلتے چلتے۔تو اب آپ اندازہ لگایے کے اِس خاندان پر اللہ رب العالمین جلّ وعلیٰ نے کیسا فضل رکھا ہے؛ اور جس شخصیت کا آج کوئی نظیر نہیں، میں کہتا ہوں تاج الشریعہ کی نظیر نہیں۔نہ تقوے میں کوئی نظیر ہے نہ علم میں کوئی نظیر ہے۔جب اُن سے پوچھا گیا کہ حضور آپ جانشین ہیں مفتی اعظم ہند کے۔آپ کو کرسی ملی ہے، آپ کو اُن کی جانب سے قضاء کی اجازت ملی ہے، آپ اُن کے نائب ہیں فتوے میں۔آپ نے حضور مفتی اعظم ہند کو کیسا پایا؟ تو اِس وقت کا اتنا بڑا اِمام وہ یہ کہہ کر خاموش ہوتے ہیں کہ جناب! مفتی اعظم کا ذرّہ کیا بنا اختر رضا

تو میں کہتا ہوں کہ جناب اِس سے آپ اندازہ لگایے کہ سرکار مفتی اعظم ہند کا علم کا جو آفتابِ نیم روز ہے وہ کتنی بلندی پر اپنی روشنی کو پھیلا رہا ہے۔''

❁❁❁

موت بھی ہاتھ مل رہی ہو گی

از: ڈاکٹر غلام زرقانی، ہیوسٹن، امریکہ

دو ڈھائی سال پہلے کچھ گھنٹوں کے لیے بریلی شریف جانے کا موقع ملا۔ قافلہ میں بنارس سے محب گرامی قدر علامہ قاری دلشاد احمد رضوی، ڈاکٹر مولانا حافظ شفیق اجمل اور حافظ وقاری جناب سیف الملک بھی شامل ہو گئے تھے۔ طے شدہ پروگرام کے مطابق حضرت علامہ عسجد رضا خاں صاحب کے ساتھ تھوڑی دیر بات چیت ہوتی رہی۔ اس کے بعد ہمیں ایک حجرے میں لے جایا گیا، جہاں تاج الشریعہ حضرت علامہ اختر رضا خاں ازہری علیہ الرحمہ تشریف فرما تھے۔ آہ، کسے خبر تھی کہ یہ میری آخری ملاقات ثابت ہو گی، تاہم قضائے الٰہی کے فیصلوں کے آگے کسے پر مارنے کی جرأت، سو ۲۰ / جولائی جمعہ اور شنبہ کی درمیانی رات میں وہ گھڑی آ ہی گئی، جس سے کسی ذی روح کو چھٹکارا نہیں۔

خوبرو جسامت، مناسب قد و قامت، عشق الٰہی اور حب رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے سرشار آنکھیں، تقدس مآب ہاتھ، ستواں ناک، روشن و تابناک چہرہ کہ جس پر کسی نے چاندنی کا غازہ مل دیا ہو، کوثر و تسنیم کے آبشار میں نہائی ہوئی پیشانی کہ جس سے رحمت و نور کے سنہرے موتی ہمہ وقت ڈھلک رہے ہوں۔ چلتے تو سر جھکائے ہوئے آہستہ آہستہ اور بولتے تو ٹھہر ٹھہر کر تاکہ مفہوم خوب اچھی طرح واضح ہو جائے۔ ہمہ وقت دیدہ زیب، پرکشش اور ہلکے رنگ کا عمامہ سر پر سجائے رہتے، تاہم معمولی کپڑے کا کرتہ اور پائجامہ زیب تن کرتے۔ کھانے پینے میں سادہ غذا پسند کرتے اور کسی بھی طرح کے تکلف سے مکمل اجتناب، لیکن کبھی کبھی چٹپٹی چیزیں بھی شوق سے تناول فرماتے۔

سکوت کا عالم ہوتو ایک رازِ سربستہ اور زبان کھلے تو ہاتف غیب کی آواز، شریعت پر آنچ آجائے تو قہر وجلال کا دہکتا ہوا انگارہ اور خود اپنا وجود خطرے میں ہو تو عجز وانکساری کا پیکر جمیل ۔۔۔۔۔۔تملق وچاپلوسی نام کو نہ تھی ،شریعت اسلامیہ کے آئینے میں جسے درست سمجھا، اس پر نہایت ہی سختی سے کاربند رہے اور جسے غلط سمجھا، اس پر ببانگ دہل گرفت کرتے ہوئے کبھی بھی اپنوں اور غیروں کے درمیان تمیز نہ کی۔

شخصیت کی سحر طرازی بہت مشہور ہے ، تاہم میری آنکھوں نے آج تک حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ سے زیادہ کسی کے اردگرد پروانوں کا اس قدر ہجوم نہیں دیکھا۔جس علاقے سے موصوف کے گزرنے کی خبر ہوجاتی ، وہاں کے لوگ گھنٹوں ایک جھلک دیکھنے کے لیے بے تاب ہوجاتے۔دست بوسی کی مہلت نہ مل سکے،تو جسم نازک سے لگے ہوئے کپڑے کو ہی چھو کر بوسہ دے لیتے۔

حلقۂ ارادت میں داخلے کے لیے مجمع عام کے سامنے کسی حاضر باش کو تمہید باندھنے کی ضرورت نہ تھی ، بلکہ لوگ نہ صرف ایک جھلک دیکھ کر، بلکہ تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کے نام سے اس قدر مانوس ہو گئے تھے کہ خود ہی دیر تک حلقہ ارادت میں داخلے کے وقت کا بے چینی سے انتظار کرتے رہتے۔ایک ایک بار میں کثرت ازدحام کا یہ عالم تھا کہ لمبی لمبی رسی لائی جاتی اور ہزاروں کی تعداد میں لوگ یہاں وہاں سے رسی کا کونہ تھام لیتے اور یوں تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی غلامی میں آجانے پر فخر کیا کرتے ۔عقیدت مندوں کی بھیڑ جب عروج پر پہنچتی اور ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش میں دھکم دھکا ہوتا،تو حاشیہ نشینوں کو غصہ بھی آتا اور خوشی بھی ہوتی، غصہ اس بات پر کہ لوگ اپنے مرکز عقیدت کے تحفظ وصیانت کی بھی پرواہ نہیں کر رہے ہیں اور خوشی اس بات پر ہوتی کہ تاج الشریعہ کی عوامی مقبولیت کا یہ عالم ہے کہ لوگ ایک جھلک دیکھنے کے لیے اپنے آپ کو تکلیف دہ صورت حال کے حوالے کرنے سے بھی دریغ نہیں کرتے ہیں۔

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ علم وآگہی کا بحر بیکراں تھے ۔ دنیائے اسلام کی مشہور

ومعروف یونیورسٹی جامع ازہر سے نہ صرف فارغ التحصیل تھے، بلکہ ایسے فارغ التحصیل تھے کہ خود جامع ازہر کو بھی آپ پر بڑا ناز تھا۔ یہی وجہ ہے کہ جامع ازہر کے ارباب حل وعقد نے آپ کی خدمت میں ''فخرازہر'' سے موسوم ایوارڈ پیش کیا۔ فراغت کے بعد آپ نے درس وتدریس کا سلسلہ شروع کیا، جو اخیر وقت تک گاہے بگاہے جاری رہا۔ اس حوالے سے آپ کے شاگردوں کی درست تعداد بتانی تومشکل ہے، تاہم یہ ضرور کہا جاسکتا ہے کہ سبقا سبقا پڑھنے والے طلبہ کی تعداد سے کہیں زیادہ لاکھوں ایسے تشنگان معرفت، علمائے کرام اور مفتیان عظام ہیں، جنہوں نے دوران سفر وحضر مشکل ترین دینی مسائل میں حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کے خرمن علوم وفنون سے خوشہ چینی کی سعادت حاصل کی ہے۔

آپ درجنوں کتابوں کے مصنف تھے ۔ شرعی فیصلہ، تین طلاقوں کا شرعی حکم، ٹی وی اور ویڈیو کا آپریشن، سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے والد تارح تھے نہ کہ آزر، مسئلہ حق نبی پر سنو چپ رہو، آثار قیامت، رویت ہلال کا ثبوت اور حدود وقضا، افضلیت صدیق اکبر وفاروق اعظم، الحق المبین، ازہار الفتاویٰ، دفاع کنزالایمان، الصحابہ نجوم الاہتداء، شرح حدیث الاخلاص وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ اسی کے ساتھ آپ نے بخاری شریف پر ''تعلیقات ازہری'' کے نام سے حاشیہ بھی تحریر فرمایا ہے ۔ اسی کے ساتھ آپ نے اپنے جدامجد امام احمد رضاخان رضی اللہ عنہ کے کئی رسائل وکتب کی تحقیق وتخریج فرمائی اور بعض کوعربی زبان میں بھی منتقل کر کے عام لوگوں کے لیے مصنفات اعلیٰ حضرت سے استفادہ سہل بنادیا۔

خیال رہے کہ موصوف کو فارسی ،عربی ، اردواورانگریزی میں یکساں مہارت تھی ۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کو بلاتکلف متذکرہ زبانوں میں لکھنے ، پڑھنے اور بولنے پر عبور حاصل تھا۔ حاضر باش گواہ ہیں کہ موصوف نے عالم عرب کا دورہ کرتے ہوئے فصیح وبلیغ عربی میں خطاب فرمایا، افغانستان کے علمائے کرام سے بات کرتے ہوئے فارسی زبان استعمال کی اور جب یورپ وامریکہ میں انگریزی میں خطاب کی ضرورت محسوس کی ، توبلاتکلف انگریزی میں بات شروع کردی۔

موصوف بلند پایہ شاعر بھی تھے۔آپ نے عربی، فارسی اور اردو زبانوں میں کامیاب شاعری کی ہے۔نغمات اختر اور سفینۂ بخشش بہت مشہور مجموعے ہیں۔آپ کی شاعری تصنع، بناوٹ اور بازاری لب ولہجے سے پوری طرح پاک ہے۔اپنے محبوب مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں اپنی عقیدتوں کا خراج پیش کرتے ہوئے پرکشش ردیف اور قافیے استعمال کیے، بلکہ آپ کی بیشتر نعتیں مترنم بحروں میں ہیں، جنہیں عالم اسلام کے مشہور ومعروف نعت خواں اپنے اپنے لب ولہجے میں گنگناتے ہوئے دینی محفلوں میں جان ڈال دیتے ہیں۔

صاحبو! کوئی شک وشبہ نہیں کہ عہد حاضر میں لوگ بہت مصروف ہو گئے ہیں اور غیر تو غیر سہی، اپنوں سے ملاقات کے لیے بھی لوگوں کے پاس وقت نہیں ہے، تاہم اسے شخصیت کی غیر معمولی مقبولیت ہی کہیے کہ جوں ہی تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کے وصال کی خبر پہنچی، جاں نثاروں، عقیدت مندوں اور حلقۂ ارادت میں داخلے کا شرف رکھنے والوں کے جتھے کے جتھے لاکھوں لاکھ کی تعداد میں بریلی پہنچ گئے۔میں نے تو یہاں تک سنا کہ موسلا دھار بارش کی وجہ سے محلہ سوداگراں کی گلیوں میں گھٹنے تک پانی رکا ہوا ہے اور لوگ ہیں کہ لائن میں گھنٹوں لگے ہوئے ہیں، تاکہ آخری بار اپنے محبوب کی ایک جھلک دیکھ سکیں۔ظاہر ہے کہ یہ دیوانگی بلا سبب نہیں ہے، بلکہ سچی بات تو یہ ہے کہ علما اور عوام کے درمیان موصوف کی یکساں مقبولیت صرف اس لیے تھی کہ حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ علم اور عمل، دونوں پس منظر میں اوج ثریا پر پہنچے ہوئے تھے۔یہی وجہ ہے کہ علم وعمل، زہد وتقویٰ اور فکر وفن کا روشن وتابناک آفتاب شام کے وقت جب بریلی کے افق پر غروب ہوا، تو صبح ہوتے ہوتے ظلمت وتاریکی روئے زمین کے چپہ چپہ پر پھیل گئی۔

❁ ❁ ❁

تاج الشریعہ: ارباب علم ودانش کی نظر میں

از: خالد ایوب مصباحی شیرانی، چیف ایڈیٹر ماہ نامہ احساس

وارث علوم اعلیٰ حضرت، قاضی القضاۃ فی الھند، حضور تاج الشریعہ علامہ مفتی شاہ اختر رضا خاں قادری برکاتی رضوی المعروف بہ ازہری میاں علیہ الرحمہ ان نابغۂ روزگار ہستیوں میں سے ایک تھے، جنھیں علاقائی حدود وقیود سے بہت بالاتر قبول عام حاصل تھا۔کیا ہندو پاک اور کیا عرب وعجم، کیا علما وعوام، کیا اپنے اور کیا غیر۔ ہر طبقے میں اس قدر غیر معمولی مقبولیت صدیوں بعد کسی شخصیت کا مقدر ہوتی ہے۔ یہ لکھنا بے جا نہیں کہ حضور تاج الشریعہ کی یہ نا قابل یقین مقبولیت آیت کریمہ:

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَیَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا۔ (سورہ مریم، 96)

کی عملی تفسیر ہے۔ اگر یہ دعویٰ ہے تو ہمارے پاس اس کی دلیلیں بھی ہیں اور دلیلیں بھی ایسی منہ بولتیں جنھیں کوئی معاندترین انسان بھی جھٹلا نہیں سکتا۔

جب کہ دیدہ بینا، انصاف پسند طبیعت اور علمی مزاج رکھنے والوں کے لیے حضور تاج الشریعہ کے علمی اور عملی کارناموں کے علاوہ ان اقوال وتاثرات کا حرف حرف بھی اس دعوے کی بین دلیل ہے، جو حضور تاج الشریعہ کے متعلق مختلف الجہات میدانوں کے ارباب علم وفضل اور اصحاب فکر ودانش اپنے اپنے طور پر کہتے اور دیتے رہے ہیں۔ یہ تاثرات اتنے زیادہ ہیں کہ یہاں بنا کسی چھوٹے اور بڑے کے امتیاز کے ان کا صرف نمونہ پیش کیا گیا ہے اور امید ہے کہ اگر علمی کدوکاوش کے ساتھ انھیں یکجا کیا جائے تو مستقل دستاویز تیار ہو جائے۔

ان اقوال وتاثرات کے مطالعہ کے بعد ہر انصاف یہ کہتے نہیں ہچکچاتا کہ اب حضور تاج الشریعہ کی جو شخصیت ابھر کر سامنے آتی ہے، وہ کسی ایک بڑے پیر یا کسی ایک میدان کے ماہر کی

نہیں بلکہ ایک ایسے عبقری کی ہے جو صدیوں بعد جنم لیتا ہے۔ بنا کسی طول طویل تمہید کے ان تأثرات کا مطالعہ کیجیے، بنا کسی تبصرے کے اپنے ذوق سے ان کا وزن ناپنے کی کوشش کیجیے اور پھر دیانت دارانہ مزاج کے ساتھ اس بات پر خوشی منایئے کہ ہم نے تاج الشریعہ کا زمانہ پایا۔

تاج الشریعہ اہل مشائخ خانقاہ کی نظر میں:

(1) مفتی اعظم ہند علامہ مصطفی رضا خاں، بریلی شریف: اختر میاں! اب گھر میں بیٹھنے کا وقت نہیں، یہ لوگ جن کی بھیڑ لگی ہوئی ہے، کبھی سکون سے بیٹھنے نہیں دیتے اب تم اس کام کو انجام دو! میں تمہارے سپرد کرتا ہوں۔ (حیات تاج الشریعہ۔از: مولانا شہاب الدین رضوی)

لوگوں سے مخاطب ہوکر مفتیٔ اعظم نے فرمایا: آپ لوگ اختر میاں سلمہ سے رجوع کریں انھیں کو میرا قائم مقام اور جانشین جانیں۔ (مفتیٔ اعظم اور ان کے خلفا)

(2) سید العلما علامہ سید شاہ آلِ مصطفیٰ برکاتی، مارہرہ شریف: حضور سید العلما نے (حضور تاج الشریعہ) کو جمیع سلاسل کی اجازت وخلافت عطا فرمائی اور دعاؤں سے نوازا۔ (مفتیٔ اعظم اور ان کے خلفا)

(3) احسن العلما علامہ سید حسن حیدر میاں، مارہرہ شریف: 14۔15 نومبر 1984ء کو مارہرہ مطہرہ میں عرسِ قاسمی کی تقریب میں حضرت احسن العلما علامہ سید حسن حیدر میاں برکاتی سجادہ نشین خانقاہِ برکاتیہ مارہرہ (علیہ الرحمہ) نے جانشینِ مفتیٔ اعظم کا استقبال قائم مقام مفتیِ اعظم علامہ ازہری میاں زندہ باد کے نعرہ سے کیا اور مجمع کثیر میں علما و مشائخ اور فضلا و دانش وروں کی موجودگی میں یوں کہہ کر خلافت دی: فقیر آستانۂ عالیہ قادریہ برکاتیہ نوریہ کے سجادہ کی حیثیت سے قائم مقام مفتیِ اعظم علامہ اختر رضا خاں صاحب کو سلسلۂ قادریہ برکاتیہ نوریہ کی تمام خلافت و اجازت سے ماذون ومجاز کرتا ہے۔ پورا مجمع سن لے! تمام برکاتی بھائی سن لیں! اور یہ علماے کرام (جو عرس میں موجود ہیں) اِس بات کے گواہ رہیں۔ (مفتیٔ اعظم اور ان کے خلفا)

(4) مفسر اعظم علامہ ابراہیم رضا خاں، بریلی شریف: ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی لکھتے ہیں: (تاج الشریعہ کے) والد ماجد مفسر اعظم ہند نے اپنے فرزندِ ارجمند کو قبلِ فراغت علم اعلیٰ حضرت

امام احمد رضا کا جانشین بنایا ایک تحریر بھی عنایت فرمائی:

حضرت رحمانی میاں علیہ الرحمہ ماہ نامہ اعلیٰ حضرت میں بعنوان: کوائف دار العلوم میں تحریر فرماتے ہیں: بوجہ علالت (والد ماجد) یہ توقع نہیں کہ اب زیادہ زندگی ہو، بنا بریں ضرورت تھی کہ دوسرا قائم مقام ہو لہٰذا اختر رضا سلمہٗ کو قائم مقام و جانشین اعلیٰ حضرت بنا دیا گیا، جانشین کا عمامہ باندھا گیا اور عبا پہنائی گئی۔ (حیات تاج الشریعہ)

(5) علامہ محمد مشاہد رضا خاں حشمتی، پیلی بھیت: فقیر حقیر نے کتاب ٹائی کا مسئلہ (مصنفہ علامہ اختر رضا خاں قادری مدظلہ العالی) بغور وخوض مطالعہ کیا، اپنے دلائل کے لحاظ سے وہ فتاویٰ کسی کی تصدیق کے محتاج نہیں ہیں پھر بھی امتثال امر کے لیے فقیر تصدیق کرتا ہے۔ (ٹائی کا مسئلہ)

(6) حضرت سید اشرف میاں، مارہرہ شریف: دعا گو رہتا ہوں کہ کاش! ہماری خانقاہ برکات کی اگلی پیڑھیاں اپنے زمانے کے پودے والے سے یہ کہہ سکیں: سنو! ماضی قریب میں ہماری خانقاہ کی تین کرامتیں ہیں: احمد رضا، مصطفی رضا اور اختر رضا دامت برکاتہم العالیہ۔ (تجلیات تاج الشریعہ ص:285)

(7) حضرت سید فضل المتین چشتی، اجمیر شریف: تاج شریعت مفتی اختر رضا ازہری صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی ذات بابرکات علمی، دینی روحانی، سماجی خدمات کے حساب سے ایک مثال ہے۔ یہ اس وقت کی ایک اہم قابل ذکر اور قابل قدر شخصیت ہیں اور ایسے حلقے کے سربراہ ہیں جس کے ذکر کے بغیر ہمارے عہد کی دینی، مسلکی اور فقہی تاریخ مکمل ہو نہیں سکتی۔ یہ بذات خود شخصی اعتبار سے بلند مرتبہ ہے۔ (تجلیات تاج الشریعہ ص:35)

(8) حضرت مولانا سید اویس مصطفیٰ واسطی، بلگرام شریف: فقیر قادری کو جانشین مفتیِ اعظم ہند علامہ ازہری میاں صاحب دامت برکاتہم العالیہ سے بارہا ملاقات کا شرف حاصل ہوتا رہتا ہے، یہ ملاقات اور رابطے دیرینہ تعلقات کے باعث ہیں، جو خانقاہ بلگرام و بریلی میں ہمیشہ سے رہے ہیں۔ موصوف کو خانقاہ رضویہ میں وہ مقام حاصل ہے کہ تاج الشریعہ اور قاضی القضاۃ جیسے

القاب سے یاد کیے جاتے ہیں۔(تجلیات تاج الشریعہ ص:601)

(9) حضرت مولانا سید فخرالدین اشرف اشرفی جیلانی، کچھوچھہ شریف: اسی (خانوادۂ رضویہ) عظیم روحانی خانوادے کے چشم و چراغ، طریقت و شریعت کے علم بردار فقیہ عصر شیخ الاسلام والمسلمین حضرت علامہ مولانا تاج الشریعہ الحاج اختر رضا صاحب قبلہ ملقب بہ ازہری میاں دامت برکاتہم العالیہ کی ذات ستودہ صفات ہے جو علم وعمل، زہد وتقوی، شرم وحیا، صبر و قناعت، صداقت واستقامت وغیرہ عظیم صفات حسنہ سے متصف ہیں۔ یہ عصر حاضر کی وہ عظیم ہستی ہیں جس سے عوام وخواص یکساں طور پر مستفید ہو رہے ہیں۔(تجلیات تاج الشریعہ ص: 249)

(10) حضرت مولانا سید سہیل میاں، بلگرام شریف: ہم سب نے اس وقت حضور تاج الشریعہ دامت برکاتہم العالیہ کو عالم سنیت میں جماعت کا رہنما اور قائد مان لیا ہے، ہم سب کو چاہیے کہ حضور تاج الشریعہ دامت برکاتہم العالیہ کا جو حکم ہو اس پر عمل کریں۔حضور تاج الشریعہ دامت برکاتہم العالیہ کا قلم اس وقت قلم آخر ہے، جب کسی مسئلے پر تاج الشریعہ دامت برکاتہم العالیہ کا قلم چل جائے تو کسی سنی میں یہ جرأت نہیں ہونی چاہیے کہ ان کے قلم پر تصحیک کرے۔(اقتباس تقریر: امام احمد رضا کانفرس، بموقع عرس رضوی 2015)

(11) حضرت میر سید حسین میاں واحدی، بلگرام شریف: مسلک اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ ہی جنت کا راستہ ہے اور اس راستے کی کھلی پہچان حضور تاج الشریعہ ازہری میاں دامت برکاتہم العالیہ ہیں۔

(12) حضرت سید محمد اسماعیل گلزار میاں واسطی، مسولی شریف: حضور مفتی اعظم علیہ الرحمہ کا انتخاب (حضور تاج الشریعہ دامت برکاتہم العالیہ) لاجواب ہے یہی وجہ ہے کہ آج تنہا ایک میرے شیخ اعظم حضور تاج الشریعہ دامت برکاتہم العالیہ کا ڈنکا بج رہا ہے اور جو مقدس درویش قطب زماں مفتی اعظم کے انتخاب تاج الشریعہ دامت برکاتہم العالیہ پر انگلی اٹھاتا ہے، وہ درحقیقت مفتی اعظم اور اعلیٰ حضرت علیہما الرحمہ پر انگلی اٹھاتا ہے۔(اقتباس تقریر)

ان اقتباسات میں کیا کچھ پنہاں نہیں؟ یہ دیانت دارارباب علم وفضل پر خوب روشن ہے۔ عقیدتیں اس بات کی متقاضی ہیں کہ ان میں سے ہر ایک تأثر پر جداگانہ تبصرہ کیا جائے اور حضور تاج الشریعہ کے علمی قد کی پیمائش کے بارے میں کچھ باتیں ہوں لیکن صفحات کی تنگ دامانی اس بات کی اجازت نہیں دیتی۔ اس لیے بنارکے آگے بڑھتے ہیں اور مشائخ کرام کے قافلے میں جھانک کر دیکھتے ہیں:

تاج الشریعہ اہل علم کی نظر میں:

(13) قطبِ مدینہ علامہ ضیاء الدین مہاجر مدنی: مجھے میرے مرشد حضور اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ سے جو کچھ ملا اُن کے خانوادے کے شہزادوں مولانا ابراہیم رضا خاں، مولانا ریحان رضا خاں اور مولانا اختر رضا خاں کو عطا کر دیا۔ (سوانح قطبِ مدینہ)

(14) مجاہد ملت علامہ حبیب الرحمن رحمۃ اللہ علیہ، اڑیسہ: ایک صاحب کی والدہ حضور مجاہدِ ملت سے مرید ہونا چاہتی تھی، آپ نے فرمایا: میاں! سرکار اعلیٰ حضرت کے شہزادے حضرت ازہری میاں کی موجودگی میں ایسا کیسے ہوسکتا ہے کہ میں مرید کروں، انھیں سے مرید کروائیے۔

دوسری روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا: میں حضرت ازہری میاں صاحب کے سامنے سے ہو کر کیسے گزر سکتا ہوں، آخر کار عقبی دروازے سے حضرت اندر تشریف لے گئے اور فرماتے: کوئی تیز آواز میں نہ بولے حضرت ازہری میاں تشریف فرما ہیں، آہستہ بولو شہزادے قیام فرما ہیں۔ (حیات تاج الشریعہ)

(15) شمس العلما علامہ قاضی شمس الدین، جون پور: حضرت مولانا شمشاد حسین رضوی بیان کرتے ہیں: ایک دن ہم تمام طالب حضرت قاضی صاحب (قاضی شمس العلما علامہ شمس الدین رضوی جونپوری، تلمیذ حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ) کے درس میں موجود تھے اور حضرت پڑھا رہے تھے، ایک بزرگ صفت انسان تشریف لائے، قاضی صاحب نے کھڑے ہو کر ان کا استقبال کیا، آنے والے کو اپنی مسند پر بٹھایا اور خود

مؤدب ہوکر بیٹھ گئے اور طالب علموں کے ذہن و دماغ میں کیا تصور ابھرا؟ اس کو میں نہیں بتا سکتا البتہ میں نے محسوس کیا قاضی صاحب جیسی شخصیت اللہ اللہ! ان کی علمی شان و شوکت کا یہ عالم تھا کہ بڑے بڑے ان کے سامنے طفلِ مکتب معلوم ہوتے تھے، اپنے اساتذہ میں سے کسی سے میں نے دریافت کیا: حضرت کون ہیں؟ فرمایا: یہ حضرت ازہری میاں قبلہ ہیں۔ (حیات تاج الشریعہ)

(16) صدر العلما علامہ تحسین رضا خان، بریلی شریف:۔الحمد للہ کہ حضرت علامہ ازہری میاں سلمہٗ نے باوجود گوناگوں مصروفیت اور علالت طبع اس کا ترجمہ (معتقد) فرمایا تاکہ اس کا فائدہ عام ہوجائے۔ اس کا بالاستعاب مطالعہ میں نہ کرسکا مگر جستہ جستہ جن مقامات کو میں نے دیکھا، اُن سے بڑی خوشی ہوئی کہ بہت سلیس اور بامحاورہ ترجمہ کیا ہے۔(ترجمہ: المعتقد ص:38)

(17) رئیس القلم علامہ ارشد القادری، جمشید پور: اللہ تعالیٰ نے حضور ازہری میاں کو زبردست مقبولیت دی ہے، ایسی مقبولیت تو دیکھنے میں نہ آئی، دیکھو تو سہی! ازہری میاں کو مختلف جگہ پروگرام میں جانا تھا، رانچی ایئرپورٹ پر اُترے، پھر بذریعہ کار فلاں جگہ پہنچنا تھا مگر رانچی میں ان سے ملنے کے لیے ہزاروں مشتاقوں کی بھیڑ جمع ہوگئی تھی جب کہ رانچی میں رکنا نہ تھا صرف وہاں گزرنا تھا مگر آناً فاناً اتنے لوگوں کا اکٹھا ہوجانا بڑی بات ہے، معلوم ہوتا ہے کہ کوئی دوسری مخلوق لوگوں کے کانوں تک بات پہنچا دیتی ہے اور آناً فاناً سب جمع ہوجاتے ہیں۔ (حیات تاج الشریعہ)

(18) شارح بخاری حضرت مفتی شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ، گھوسی: حضرت مفتی اعظم ہند کو اپنی زندگی کے آخری پچیس سالوں میں جو مقبولیت و ہر دل عزیزی حاصل ہوئی وہ آپ کے وصال کے بعد ازہری میاں کو بڑی تیزی کے ساتھ ابتدائی سالوں ہی میں حاصل ہوگئی اور بہت جلد لوگوں کے دلوں میں ازہری میاں نے اپنی جگہ بنالی۔(بروایت: علامہ یسین اختر مصباحی۔ تجلیات تاج الشریعہ، ص: ٦٨۔ از: مولانا شاہد القادری)

(19) مفتی اعظم راجستھان علامہ اشفاق حسین نعیمی، جودھ پور: اللہ رب العزت نے

حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا قادری ازہری مدظلہ العالی کو بے شمار فضائل اور مناقب جلیلہ سے نوازا ہے۔ میں آپ کے علم و فضل، حزم و اتقا، تصنیفی، فقہی، تبلیغی خدمات سے بہت متاثر ہوں۔اس وقت آپ مرجع علما وفقہا و مفتیان عظام ہیں عربی ادب میں آپ حضور حجۃ الاسلام حضرت علامہ الشاہ مفتی حامد رضا قادری علیہ الرحمہ کے پرتو ہیں نیز حضور سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی کا آپ پر خصوصی فیضان ہے جس کی وجہ نذیر یہ ہے کہ ایشیا یوروپ کی بلند آہنگ چوٹیوں پر آپ کی عظمتوں کے پرچم لہرا رہے ہیں اور آپ کی علمی جلالت شخصیت وجاہت کے آگے بڑے بڑوں کے سرخم نظر آتے ہیں۔

(20) علامہ خواجہ مظفر حسین رضوی، بہار:۔حضرت تاج الشریعہ نے ان اہم مباحث کا سلیس اردو زبان میں ایسا برجستہ ترجمہ (المعتقد المنتقد) فرمایا ہے کہ ترجمہ ہی سے مفہوم واضح ہو جاتا ہے اس کے باوجود جا بجا پیچیدہ مسائل کی ایسی عقدہ کشائی کی ہے کہ بے اختیار زباں سے نکل پڑتا ہے: یہ اعلیٰ حضرت اور مفتیِ اعظم کے فیض سے تاج الشریعہ ہی کا خاصّہ ہے۔ (ترجمہ:المعتقد ،ص:46)

(21) علامہ یٰسین اختر مصباحی، دہلی:۔جانشین مفتی اعظم، تاج الشریعہ نے علما کی آغوش تربیت میں پرورش پائی۔ بریلی شریف اور جامع ازہر مصر میں تعلیم حاصل کی۔اس کے بعد بریلی شریف ہی میں ایک مدت تک تدریس وافتا کی خدمت انجام دیتے رہے۔مفتی اعظم ہند حضرت مولانا الشاہ مصطفی رضا نوری بریلوی کے خصوصی فیض سے طویل عرصہ تک سیراب ہوتے رہے اور جب 1402ھ/مطابق 1981ء میں حضور مفتی اعظم کا وصال ہوا تو آپ جانشین مفتی اعظم ہند قرار پائے۔علما و طلبہ وخواص وعوام کے درمیان جانشین مفتی اعظم، تاج الشریعہ حضرت ازہری میاں کو جو شہرت ومقبولیت حاصل تھی اس زمانے میں مشکل ہی سے کہیں اس کی کوئی مثال اور نظیر مل پائے گی۔

خانوادۂ رضویہ بریلی شریف میں علم وفضل اور فقہ وافتا کے شعبے میں اپنے عہد میں حضرت ازہری میاں ہی آبروئے خاندان اور نمائندۂ خانوادۂ رضویہ تھے جن پر اہل سنت وجماعت کو فخر و

ناز ہے۔آپ کا ایک بڑا کارنامہ مرکز الدراسات الاسلامیہ معروف بہ جامعۃ الرضا، بریلی شریف کا قیام ہے جو وسیع وعریض زمین کے اندر شان دار عمارتوں پر مشتمل ہے اور جس میں تعلیم و تعلم کا شب وروز سلسلہ جاری ہے۔

حضرت ازہری میاں علیہ الرحمہ نے کئی کتابیں عربی سے اردو اور اردو سے عربی میں منتقل کیں۔عربی ترجمے ،متعدد عرب ممالک سے شائع ہوئے۔آپ کا شاعرانہ ذوق، بہت بلند تھا۔آپ نے بہترین نعتیں لکھیں۔آپ کا نعتیہ دیوان ''سفینۂ بخشش'' کافی مقبول ہے۔ملک وبیرون ملک آپ کے مریدین ومنتسبین کی کثیر تعداد پھیلی ہوئی ہے۔ملک سے باہر آپ نے بے شمار تبلیغی دورے کیے۔آپ نے ایک بار جامعہ ازہر مصر کا دورہ کیا تو اس کے متعدد اساتذہ اور بہت سے طلبہ سے آپ کی ملاقاتیں اور نشستیں رہیں اور آپ چوں کہ ازہری ہونے کے ساتھ اپنے ملک ووطن ہندوستان کے مقتدر عالم ومفتی اور مقبولِ خواص و عوام تھے اس لیے جامعہ ازہر نے اپنے اس ممتاز فرزند کو ''اَلدّرعُ الفخری'' یعنی تمغۂ اعزاز بخشا جیسا کہ اپنے دیگر ممتاز فرزندوں کو وہ یہ تمغہ پیش کرتا رہتا ہے۔(تجلیاتِ تاج الشریعہ،ص:۶۸۔از: مولانا شاہد القادری)

(22)مفتی مجیب اشرف رضوی، ناگ پور: حضرت والا مرتبت جانشین حضور مفتی اعظم ہند تاج الشریعہ قاضی القضات علامہ مولانا اختر رضا خان صاحب قبلہ کا تحقیقی جواب ٹائی کے عدم جواز کے بارے میں نظر سے گزرا، جو بلاشبہ حق وثواب اور دلایل شرعیہ سے مبرہن ہے۔

(23)علامہ بدر القادری، ہالینڈ: ہالینڈ اور بلجیم کے اندر سلسلہ رضویہ کی اشاعت ہورہی ہے کئی خانوادوں کو بریلی شریف بھیج کر داخل سلسلہ کرایا گیا ہے بعض لوگوں نے حرمین طیبین کی سر زمین پر جانشین مفتی اعظم حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خان قادری دامت برکاتہم العالیہ دامن سے وابستگی حاصل کی ہے اور ایک بار کے سفر ہالینڈ کے دوران حضرت جانشین مفتی اعظم نے قادریت رضویت کے انوار سے اس خطہ تاریک کو خود رونق بھی بخشی ہے۔

(24)مفتی مکرم احمد نقش بندی، دہلی: الحمدللہ ان (اعلی حضرت اور مفتی اعظم ہند علیہما

الرحمۃ) کی علمی وفقہی خدمات کی آب وتاب سے آج بھی عالم اسلام منوراور روشن ہے۔آپ کے بعد کچھ بدخواہوں کو یہ محسوس ہونے لگا تھا کہ خانوادہ اعلی حضرت میں اب ایسا کوئی فاضل جانشین نہیں رہا جو باطل کو منہ توڑ جواب دے سکے اللہ تبارک وتعالیٰ کا شکر ہے کہ جانشین مفتی اعظم ہند حضرت تاج الشریعہ مولانا اختر رضا خان صاحب ازہری دامت برکاتہ نے اپنے تدبر سے اور فاضلانہ وقائدانہ صلاحیتوں سے ایک مرتبہ پھراس خدمت عظیم کو برقرار رکھا جس سے اعدا کی صفوں میں ماتم ہے۔حضورتاج الشریعہ مدظلہ العالی کی فقہی بصیرت،علمی طنطنہ اور علوم اسلامیہ پر دسترس اپنی جگہ مسلم ہے۔آپ نے بیعت وارشاد کے ذریعہ ملک وبیرون ملک کے گم گشتگان راہ کوصراط مستقیم پر گامزن کیا ہے،اسے تاریخ کبھی فراموش نہیں کرسکتی ہے۔اس پر سواداعظم اہل سنت کوفخر ہونا چاہیے۔

(25) حضرت مفتی سید شاہدعلی حسنی ، رام پور: عصر حاضر میں اعلیٰ حضرت کےعلوم وفنون کے سچے وارث، حجۃ الاسلام اور مفتی اعظم کے صحیح جانشین، روحانیت کے تاج دار، رضویت کے امین، تاج الشریعہ، فقیہ اسلام، قاضی القضاۃ فی الہند محمد اختر رضا قادری ازہری دامت برکاتہم العالیہ ہیں، جواہل سنت وجماعت کی عالمی سطح پرعلمی ودینی اوراعتقادی وفکری قیادت ورہ بری فرمارہے ہیں جن کے آفتاب شہرت اوراقبال کی کرنیں سارے عالم کوروشن ومنور کررہی ہیں۔(حیات تاج الشریعہ،جدیداضافہ ص:12)

(26) حضرت مولانا سید غلام محمد حبیبی ، اڑیسہ: حضورتاج الشریعہ دامت برکاتہم العالیہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کےعلمی سرمایہ کے امین ہیں اور عالم گیرشہرت ومقبولیت کے حامل ہیں، لاکھوں اہل طریقت کے قبلہ عقیدت،شرعی کونسل کے ذریعہ امت مسلمہ کودرپیش دینی مسائل کا حل نکالنے والےاورسواد اعظم کے منتشرارباب افتا کویکجہتی کا پیغام دینے والے قائد، قدیم علوم کے ساتھ جدید علوم کے ذریعہ عصری تقاضوں کی تکمیل کے لیےعظیم دانش گاہ کے بانی ہیں۔(تجلیات تاج الشریعہ ص:74)

یہ چند نمونے ہیں ورنہ اہل علم کے تاثرات اس قدرزیادہ ہیں کہ ان سب کا کسی ایک مضمون

میں احاطہ مشکل ہے۔

تاج الشریعہ عالمی تناظر میں:

(27) حضرت شیخ سید محمد بن علوی مالکی، مکہ مکرمہ: شیخ علوی علیہ الرحمہ حضور تاج الشریعہ دامت برکاتہم العالیہ کو محدث حنفی، محدث عظیم اور عالم کبیر جیسے القاب سے یاد کرتے ہوئے اپنی ایک تقریر میں فرمایا: میں حضرت تاج الشریعہ دامت برکاتہم العالیہ کو اس مقام پر فائز محسوس کرتا ہوں جس سے الفاظ اور حروف کی تعبیر آشنا نہیں۔ (تجلیات تاج الشریعہ ص:594)

(28) شیخ جمیل بن عارف حسینی شافعی، فلسطین: آپ نے اپنی تقریر میں حضور تاج الشریعہ دامت برکاتہم العالیہ کے لیے شیخ الاسلام والمسلمین، عارف باللہ اور شیخ کامل جیسے القاب کا استعمال کرتے ہوئے فرمایا: حضور تاج الشریعہ عالیہ الرحمہ کی ذات وہ ذات ہے جن کے توسل سے دعائیں مانگی جائیں تو اللہ تعالیٰ انھیں ضرور قبول فرمائے گا۔ (تجلیات تاج الشریعہ ص:595)

(29) ڈاکٹر عبدالعزیز الخطیب حفظہ اللہ، شام: آپ نے انٹرنیشنل صوفی کانفرنس کے موقع پر فرمایا: میں نے تمنا کی تھی، آرزو کی تھی: اے کاش! آنے والے ان تمام صوفیائے کرام کی سرپرستی علامہ مفتی امام شیخ اختر رضا خاں ہندی حفظہ اللہ تعالیٰ فرماتے، لیکن وہ اپنی مصروفیت اور دیگر مشکلات کے سبب نہ آسکے، ان کا فیض ہم پر جاری ہے اور ان کے فیض کی یہ برکت ہے کہ آج یہ اکابر اجلۂ صوفیا واتقیا حسنی حسینی شہزادے آپ کے سامنے ہیں۔ (اقتباس بیان بموقع: انٹرنیشنل صوفی کانفرنس)

(30) شیخ محمد عمر بن سلیم مہدی دباغ، عراق: آپ تاج الشریعہ دامت برکاتہم العالیہ اور صدر العلما کی تعریف توصیف بڑی عقیدت مندانہ انداز میں فرماتے تھے۔ شیخ صاحب نے حضرت دامت برکاتہم العالیہ کی شان میں عربی میں منقبت بھی لکھی۔ آپ نے حضور تاج الشریعہ دامت برکاتہم العالیہ سے حدیث وافتا کی سند واجازت اور خلافت لی۔ (تجلیات

تاج الشریعہ ص:595)

(31) حضرت سید پیر علاء الدین گیلانی، پاکستان: آپ نے تاج الشریعہ دامت برکاتہم العالیہ کی تعریف میں فی البدیہہ ایک عربی قطعہ پڑھا جس کا مفہوم یہ تھا: اختر رضا ستارہ کی طرح تابندگی بکھیرے گا۔(تجلیات تاج الشریعہ ص:250)

(32) علامہ عبدالحکیم شرف قادری، پاکستان: علامہ موصوف کے صاحب ڈاکٹر ممتاز احمد سدیدی بیان ہیں: حضور تاج الشریعہ سے حضرت کے روابط بہت گہرے تھے،سفر پاکستان کے موقع پر والدِ گرامی علیہ الرحمہ سے مسائلِ شرعیہ پر سنجیدہ ماحول میں گفتگو ہوا کرتی تھی،حضرت والد ماجد قدس سرہ حضور تاج الشریعہ کے علم وفضل، فقہی بصیرت اور حدیث دانی کے معترف تھے ۔(حیات تاج الشریعہ)

(33) پروفیسر مسعود احمد مجددی، پاکستان: آپ علیہ الرحمہ اعلیٰ حضرت کے تعلق سے لکھتے ہیں: پاکستان کے ایک محقق پاک وہند کی عربی نعتیہ شاعری پر ڈاکٹریٹ کررہے ہیں،انھوں نے مقالے میں امام احمد رضا علیہ الرحمہ کے کمالات شاعری کو بیان کیا ہے اور نمونہ شاعری پیش کیا ہے۔امام احمد رضا کے انتقال کو 62 سال گذر چکے ہیں۔ان کے جانشین ان کے پوتے علامہ اختر رضا خان ازہری ہیں۔بڑے متقی اور باعمل 1983ء میں پاکستان تشریف لائے۔ازراہ کرم غریب خانہ پہ ٹھٹھہ بھی تشریف لائے۔ایک عربی نعت کی فرمائش کی،قلم برداشتہ اسی وقت لکھ دی۔اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ عربی زبان نے امام احمد رضا علیہ الرحمہ کے گھرانے میں گھر کر رکھا ہے۔یہ اس گھرانے کا امتیاز خاص ہے۔(اجالا،ص:۳)

(34) علامہ فیض احمد اویسی، پاکستان: حضرت تاج الشریعہ نے المعتقد المستند کا ترجمہ فرمایا فقیر نے سعادت سمجھ کر کتاب مذکور کا مطالعہ کیا اس سے فقیر علمی طور پر خوب مستفید ہوا فقیر یقین اور نہایت وثوق سے عرض کرتا ہے کہ عوام کے لیے عقائد کے معاملات میں بلاشبہ یہ ترجمہ شریف رہبر وہادی ہے لیکن علمائے کرام کے لیے بھی بہترین دستاویز ہے۔

(35) حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری، پاکستان: ہندو پاک میں ہماری مرکزی

شخصیت حضرت علامہ مولانا مفتی اختر رضا خاں صاحب قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ ہیں جو نائب مفتی اعظم ہند کے نام سے پہچانے جاتے ہیں۔

(36) حضرت علامہ سید عرفان شاہ مشہدی، پاکستان: دور حاضر میں اعلی حضرت، حجۃ الاسلام اور مفتی اعظم ہند کے سچے جانشین افکار رضا کے حقیقی وارث قائد اہل سنت حضور تاج الشریعہ مفتی اعظم علامہ الشاہ اختر رضا قادری بریلوی دامت برکاتہم العالیہ ہیں۔(تجلیات تاج الشریعہ ص:46)

(37) حضرت علامہ سید مظفر حسین شاہ صاحب، پاکستان :۔الحمد اللہ میرے شیخ (تاج الشریعہ دامت برکاتہم العالیہ) نے اس وقت فتاوی رضویہ کی تین جلدیں مکمل عربی میں کردی ہیں اور عربی بھی وہ جس پر مصری بھی نثار ہوجائیں۔تاج الشریعہ دامت برکاتہم العالیہ کا آج کوئی نظیر نہیں نہ تقوی میں کوئی نظیر، نہ علم میں کوئی نظیر۔(اقتباس تقریر)

علما کی طرح یہ فہرست بھی نا تمام ہے، ہنوز ایک طویل سلسلہ ہے جو دنیا کے لگ بھگ تمام براعظموں کا احاطہ کرتا ہے، جہاں سے حضور تاج الشریعہ کی زلف گرہ گیر کے اسیروں نے آپ کے تئیں اپنے جذبات عقیدت کا والہانہ اظہار کیا ہے لیکن چوں کہ اس مضمون میں ہمارا مقصود احاطہ نہیں، نمونہ گیری ہے، اس لیے اسی تعداد پر بس کیا جاتا ہے۔

تاج الشریعہ تعزیت ناموں کی روشنی میں:

حضور تاج الشریعہ کا دائرۂ ارادت جتنا وسیع تھا، آپ کا حلقۂ عقیدت بھی اسی قدر عالم گیر تھا اور آپ کے محبین کا حلقہ جتنا عالم گیر تھا، اتنا ہی متنوع بھی تھا۔آپ کے عقیدت کیشوں میں جہاں ارباب طریقت اور مشایخ کرام ہیں، وہیں اصحاب دانش و بینش اور مفکرین و مدبرین کی بھی ایک فہرست ہے۔ظاہر ہے آپ کا وصال پر ملال ان سب وابستگان رضویت کے لیے نہایت حوصلہ شکن مرحلہ تھا، جس سے جو جہاں تھا، غم گین تھا۔اس لیے ضروری ہے کہ اس آزمائش کی گھڑی میں نوک قلم اور جنبش زباں پر جاری کلمات کا عطر بھی لیا جائے۔ویسے بھی پس مرگ اس وقت تک ستائشی کلمات نامکمل مانے جاتے ہیں، جب تک اس خاص کیفیت کی عکاسی کرنے

والے کلمات شامل ستائش نہ ہوں۔آیئے! یہ نظارہ دیکھتے ہیں کہ اس غم کی گھڑی میں حضور تاج الشریعہ کے متنوع حلقے کے تأثرات کیا کچھ ہیں:

(38) حضرت سید محمد مدنی میاں اشرفی، کچھوچھہ شریف: مفتی اختر رضا ازہری صاحب کی رحلت بلا شبہ علمی وروحانی دنیامیں عظیم خلاہے جس کا پر ہونا مستقبل قریب میں نظر نہیں آتا۔ازہری صاحب نے دین و سنیت اور رشد وہدایت کی جو خدمات انجام دی ہیں، یقیناوہ تاریخ کاایک اہم حصہ ہیں۔

(39) حضرت سید محمد امین میاں برکاتی، مارہرہ شریف: ازہری میاں کا وصال دنیائے سنیت کا عظیم نقصان ہے جس کی تلافی ممکن نہیں، حضرت والا کا خانقاہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ سے پانچ پشت کا تعلق تھا۔والد ماجد حضور احسن العلما علیہ الرحمہ ازہری میاں کو جملہ سلاسل طریقت کی خلافت واجازت سے نوازا تھا۔

(40) حضرت علامہ محمد احمد مصباحی، مبارک پور: تاج الشریعہ علامہ اختر رضا خان ازہری کی رحلت کا غم صرف ایک خاندان، ایک شہر یا ایک ملک کا غم نہیں بلکہ ان کی جدائی پر پوری ملت سوگوار ہے۔دنیا کے مختلف ممالک اور بے شمار خطوں میں ان کے وصال کے بعد ہی سے تعزیتی جلسوں اور فاتحہ وایصال ثواب کا سلسلہ جاری ہے۔آج 7 ذی قعدہ 1439 ہجری مطابق 21 جولائی 2018 سنیچر کی صبح کو الجامعۃ الاشرفیہ، مبارک پور میں بھی تلاوت قرآن، ایصال ثواب اور تعزیت کی محفل دیر تک منعقد ہوئی پھر علما وطلبہ کی کثیر تعداد جنازہ میں شرکت کے لیے بریلی شریف روانہ ہوگئی اور جامعہ میں آج اور کل کی تعطیل کر دی گئی۔ میں اپنے متعلقہ تمام اداروں کی طرف سے حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کے اہل خاندان کو خصوصا اور پوری ملت کو عموماً تعزیت پیش کرتا ہوں۔

(41) علامہ قمر الزماں خاں اعظمی، لندن: حضور تاج الشریعہ کا وصال ایک ایسا المیہ ہے جسے ہمیشہ محسوس کیا جائے گا، اور دنیائے سنیت میں جو خلا پیدا ہوا ہے، وہ شاید کبھی پر نہ ہو سکے۔ خدائے قدیر و جبار حضرت تاج الشریعہ کو جنت میں مقام بلند عطا فرمائے۔آمین بجاہ حبیبہ النبی الامین۔کل ہی سے جلسہائے تعزیت وایصال ثواب کا آغاز ہو رہا ہے۔ ورلڈ اسلامک مشن کی

طرف سے انگلینڈ، اسکاٹ لینڈ، ہالینڈ، امریکہ، کناڈا، بلجیم اور ناروے کی جملہ مساجد میں جلسہائے تعزیت منعقد ہوں گے۔(کلپ:تعزیتی پیغام)

(42) سید نجیب حیدر حسن صاحب، مارہرہ شریف: مفتی اعظم ہند، قاضی القضاۃ فی الھند، علامہ مفتی اختر رضا خاں المعروف ازہری میاں کا وصال دنیائے سنیت کا ناقابل تلافی نقصان ہے جس سے علم فقہ کے ایک عہد کا خاتمہ ہوگیا۔ ازہری میاں ان شخصیات میں سے ایک تھے جنھیں اللہ تعالی نے بے شمار محاسن وکمالات سے سرفراز فرمایا۔آپ عظیم ومحقق اور اعلی حضرت کے علوم کے سچے وارث تھے۔آپ مارہرہ مطہرہ کے افکار ونظریات کے بے باک ترجمان اور مفتی اعظم ہند کی علمی وروحانی وراثتوں کے سچے امین وجانشین تھے۔کیوں نہ ہوتے، یہ عظیم تاج ان کے سر پر ان کے مرشد والدگرامی سید العرفا احسن العلما نے سجایا تھا۔ موصوف کی فکری وعلمی خدمات کا دائرہ بہت وسیع ہے۔عربی اور اردو زبان میں ان کی تحریر کردہ متعدد کتابیں اس پر شاہد ہیں۔

(43) پروفیسر اختر الواسع، جودھ پور: حضرت ازہری میاں صاحب خاندان اعلی حضرت کی علمی روایت ووراثت کے امین اور علم وفضل وزہد وورع کے پیکر تھے۔آپ کا ہم لوگوں کے درمیان سے اٹھ جانا ایک عظیم علمی وروحانی پیشوا کا اٹھ جانا ہے۔قحط الرجال کے اس عہد میں ملت اسلامیہ آبروئے خانوادہ اعلی حضرت سے محروم ہوگئی، یہ ایک ایسا خسارہ ہے جسے صرف وہی لوگ محسوس کر سکتے ہیں جنھوں نے ان کے علم وفضل اور تقوی کو قریب سے دیکھا، سمجھا، جانا اور پہچانا ہوگا۔

(44) شیخ علی طارق حنفی قادری امام وخطیب: مسجد مزار مبارک حضرت جنید بغدادی وسر سقطی:۔شیخ نے ہندوستان کے ایک وفد سے حضور تاج الشریعہ کی تعزیت کرتے ہوئے آپ کو ان الفاظ سے یاد کیا: سیدنا ومرشدنا وشیخنا وقدوتنا العلامہ السید الشیخ الدکتور مجدد الدین فی ھذا الدین العظیم حضرت سیدنا شیخ محمد اختر رضا خان علیہ رحمۃ اللہ۔

آپ نے دعائیں کرتے ہوئے کہا: ہم یہ دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالی کل بروز قیامت شیخ

محمد اختر رضا خان قادری کو ہمارے لیے ذریعۂ شفاعت بنائے۔(ویڈیو کلپ)

(45) علامہ کوکب نورانی اوکاڑوی، پاکستان: رضا ہی میں رضا ہے، رضا سے نسبت، اعتبار ہے، افتخار ہے۔ بات رضا کی ہے تو وہ بھی میرے پیارے نبی کریم کی نسبت سے ہے اور نبی پاک ﷺ کی نسبت ہی میں سرفرازی ہے۔ رضا کی طلب کیوں نہ ہو، میرے رضا کے تو نام لیوا بھی کام یاب ہیں۔ آفتاب و ماہ تاب کی آب و تاب دنیا دیکھ رہی تھی، اب (تاج الشریعہ) اختر کی تب و تاب بھی دیکھ لی۔ بلا شبہ وہ ایک فرد ہی تھے مگر اپنی ذات میں ایک جمعیت۔ انھوں نے اپنی نسبتیں خوب نبھائیں اور خلقت نے ان کی متابعت کی۔ وہ اپنے خاندان ہی کی نہیں بلکہ مسلک حق کی بھی آبرو تھے۔ ہر چند کچھ مسائل میں بعض نے اختلاف کیا لیکن ان کی مرتبت پہ اعتراض کرنے کی کوئی جرأت نہیں کرسکا۔ شروع ہی سے انہیں مرکزیت حاصل تھی جو قائم و دائم رہی۔ علمی، فقہی اور روحانی سطح پر سمتوں میں ان کی فضیلت و مرتبت مسلم رہی۔ ان کا ظاہر و باطن ایک تھا۔ ان سے محبت و رفاقت کی قریباً چار دہائیاں، یادوں اور یادگاروں کا ہجوم ہے۔ جانے کیوں اب سناٹا سا لگ رہا ہے۔ اللہ کریم جل شانہ اپنے حبیب کریم ﷺ کے صدقے ان کے درجات بلند فرمائے اور تاج دار بریلی کے فیضان کی گونج بڑھتی رہے۔

(46) فقیہ النفس حضرت مفتی مطیع الرحمٰن صاحب، پورنیہ: حضرت تاج الشریعہ کا یہ شعر ذہن کی اسکرین پر بار بار نمودار ہو رہا ہے:

دیکھنے والو! جی بھر کے دیکھو ہمیں
کل نہ رونا کہ اختر میاں چل دیے

شعر کے پہلے مصرعے پر تو او پرا و پر سب نے عمل کیا، ان کے ظاہر کو خوب دیکھا، مگر اندر جھانکنے کی کوشش بہت کم لوگوں نے کی۔ وہ کیا تھے اور کیسے تھے؟ کاش! ان پر حاشیہ نشینوں کے اپنے ذاتی مفادات کا حجاب نہ ہوتا تو لوگ بند آنکھوں سے ہی نہیں، کھلی آنکھوں سے بھی دیکھ پاتے کہ وہ امام احمد رضا، حجۃ الاسلام اور حضور مفتی اعظم کی علمی و روحانی امانتوں

کے کیسے عظیم وارث وامین تھے۔

پہلی بار کیرالہ کے جامعہ ’’الثقافۃ السنیۃ‘‘ سے شیخ ابو بکر شافعی مد ظلہ اور’’الجامعۃ السعدیۃ‘‘ سے شیخ عبدالقادر شافعی علیہ الرحمۃ بریلی شریف حاضر ہوئے۔

اس وقت وہ حضرات اردو بالکل نہیں بول پاتے تھے بلکہ صحیح طور پر سمجھ بھی نہیں پارہے تھے اسی لیے عربی میں گفتگو شروع ہوئی۔ ہر چند کہ شافعی حضرات کو حدیث وتفسیر سے شغف زیادہ ہوتا ہے مگر ہم نے دیکھا کہ کسی بھی موضوع پر وہ حضرات اگر دو یا تین حدیثیں پیش کرتے تو حضرت علیہ الرحمۃ اسی عنوان پر پانچ چھ حدیثیں کتابوں کے حوالوں کے ساتھ پیش فرمادیتے۔ وہ حضرات اگر کوئی آیت تلاوت کرتے اور اس کی تفسیر میں ایک یا دو کتابوں کی عبارتیں پڑھتے تو حضرت علیہ الرحمۃ چار پانچ تفسیروں کی عبارتیں سنا دیتے، جس سے ان حضرات کے ساتھ میں (مفتی مطیع الرحمن) اور مصباحی صاحب (علامہ یسین اختر مصباحی) بھی استعجاب وحیرت کے ساتھ حضرت علیہ الرحمۃ کا منھ تکنے لگے اور دل اس اعتراف پر مجبور ہوا کہ یہ دراصل امام احمد رضا، حجۃ الاسلام اور حضور مفتی اعظم علیہم الرحمۃ والرضوان کے فیضان علمی کا ثمرہ ہے۔

(47) مولانا ڈاکٹر غلام زرقانی، امریکہ: حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ علم وعمل، دونوں پس منظر میں اوج ثریا پر پہنچے ہوئے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ علم وعمل، زہد وتقوی اور فکر وفن کا روشن و تابناک آفتاب شام کے وقت جب بریلی کے افق پر غروب ہوا تو صبح ہوتے ہوتے ظلمت و تاریکی روئے زمین کے چپہ چپہ پر پھیل گئی۔ (روزنامہ انقلاب)

(48) مولانا محمد حنیف خان شیرانی، راجستھان: قاضی القضات فی الہند، حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری ازہری بریلوی نور اللہ مرقدہ کی ذات ستودہ صفات پوری دنیائے سنیت کے لیے اللہ رب العزت کی طرف سے ایک نعمت بے بہا تھی۔ خلاق ازل نے آپ علیہ الرحمہ کو گونا گوں خوبیوں سے نوازا تھا۔ حضرت علامہ رضا علی خاں بریلوی علیہ الرحمہ کے وقت سے چل رہی خانوادۂ رضویہ کی علمی، فکری اور مسلکی خدمات کے آپ گویا آخری امین تھے، جو علمی متانت، فکری اصابت اور مسلکی تصلب میں اپنے اجداد کرام اعلی حضرت امام احمد رضا خاں محدث بریلوی، حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں، مفتی اعظم ہند

مولانا مفتی محمد مصطفی رضا خاں بریلوی اور مفسر اعظم مولانا ابراہیم رضا خاں۔علیہم الرحمہ۔ کے مذہبی علوم وفنون کے سچے وارث، باوفا امین اور بجا جانشین تھے۔

اللہ رب العزت نے حضور تاج الشریعہ کو غیر معمولی قبول عام عطا فرمایا تھا۔ آپ کا جس جگہ سے گزر ہو جاتا بلکہ جہاں سے گزرنے کی خبر بھی موصول ہوتی، ایک نظر دیدار کے لیے خلق خدا کا ہجوم امڈ پڑتا۔ من جانب اللہ ودیعت اس قبول عام پر اس وقت حتمی مہر ثبت ہوگئی جب آپ کے جنازے میں شرکت کے لیے دنیا کے کونے کونے سے آپ کے پروانے تین دن کی قلیل مدت میں اس طرح دیوانہ وار جمع ہو گئے کہ اب تک لوگوں کے لیے ناقابل یقین ہے اور دنیا پر نگاہ رکھنے والے بتاتے ہیں: اس سے پہلے تاریخ میں اتنا بڑا جنازہ نظر نہیں آتا۔ سچ ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَیَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا۔ (سورہ مریم، 96)

بے شک وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے عنقریب ان کے لیے رحمٰن محبت پیدا فرما دے گا۔

میں یہ دیکھ کر حیران تھا کہ چورو سے رتن گڑھ آنے تک آپ نے کئی ایک فتووں کے جوابات لکھ دیے جب کہ یہاں کے جغرافیہ سے واقف لوگ جانتے ہیں کہ یہ مسافت کل 42 رکلومیٹر کی مسافت ہے۔ بے شک اس وقت ٹرینوں کی رفتار وہ نہیں ہوا کرتی تھی، جو آج ہے لیکن ظاہر ہے اگر ٹرین کی رفتار آج سے قدرے کم تھی تو اس وقت آپ کے پاس کوئی کتاب بھی تو نہ تھی جس سے استفادہ کرتے۔ سچ یہ ہے یہ حضور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے روحانی فیضان کی برکت تھی۔ جب رتن گڑھ اسٹیشن کراس ہو گیا اور آپ اپنے فتووں سے فارغ ہو گئے تب آپ نے اپنی سیٹ پر آرام فرمایا۔

(49) حضرت مولانا محمد ارشد مصباحی، انگلینڈ: مجھے دورانِ طواف حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت کا موقع ملا جب کہ آپ وہیل چیئر کے ذریعے مشغولِ طواف تھے۔ جب مطاف سے نکلنے لگے تو بہت بڑا ہجوم جو اہلِ عرب کا تھا وہ جیسے ہی قریب آیا تو حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ کے دیدار کو رک گیا اور سبحان اللہ! کی صدائے دل نواز بلند ہوئی۔ بے شک ولی

کی شان ہے کہ جسے دیکھ کر خدا یاد آئے۔ ذکر اللہ سے زبانیں تر ہو جائیں۔۔۔میں حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے عہد کا، اپنے زمانے کا اعلیٰ حضرت مانتا ہوں۔(خطاب بمقام: مالیگاؤں ۲۷/جولائی 2018)

(51) مولانا عبدالمصطفی صدیقی، ردولی شریف: حضور تاج الشریعہ سراپا رحمت و برکت اور عالم اسلام کی ضرورت تھے۔ ان کی ذات علمی مجلسوں کی میر اور فقیہ بے بدل تھی۔ وہ استقامت علی الحق کے کوہ ہمالہ تھے۔ وہ اعلی حضرت کے علوم، حجۃ الاسلام کے جمال اور مفتی اعظم کے زہد و تقوی کے سچے وارث و امین تھے۔ ہزاروں تحقیقی فتاوی اور مختلف علوم وفنون پر مختلف زبانوں میں درجنوں کتابیں تاج الشریعہ نے تصنیف کیں۔

بچتے بچاتے اور چھٹائی کرتے کراتے بنا تبصرے کے عددی تبرک کے طور پر یہ 51 نمونے وہ ہیں جو حضور تاج الشریعہ کی ولایت مآب، مقبول آفاق اور عبقری شخصیت کی زندگی کے بہت سے خدو خال کو اجاگر کرتے ہیں۔ ان سے جہاں یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت والا کی مقبولیت حدود و قیود سے بالاتر تھی، وہیں ان سے یہ بھی ثبوت ملتا ہے کہ آپ بیک وقت علم و فضل، زہد و اتقا اور شہرت و مقبولیت کے سب سے اونچے درجے پر فائز تھے۔ آپ کی یہی گوناگوں خوبیاں ہیں جن کے آگے بڑے بڑے کج کلاہ سرخمیدہ نظر آتے ہیں۔ آپ کے پس وصال تعزیت کرنے والوں میں ابھی ایک ایسی فہرست بھی ہے جن کے لیے یہ تصور بھی مشکل ہے کہ وہ کسی عالم دین کے لیے تعزیت کریں لیکن اسے آپ علیہ الرحمہ کا ربانی کمال شمار کیا جانا چاہیے کہ آپ کے بعد وہ بھی غم زدہ ہیں۔ ان ضمن میں سیاسی لیڈر، سماجی رہ نما اور قدآور مذہبی شخصیات سبھی شامل ہیں۔ اللہ رب العزت ہم سب کو حضور تاج الشریعہ کے مشن کو آگے بڑھانے کی توفیق بخشے اور آپ کے فیضان سے مالا مال فرمائے۔

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ: اغیار کی نظر میں

از: مولانا طارق رضا مشاہدی مصباحی
مدرس: مدرسہ اسلامیہ تعلیم القرآن، امریا پیلی بھیت یوپی

اِس دورِ قحط رجال میں چراغ لے کر ڈھونڈھنے سے بھی ایسی شخصیتیں شاذ و نادر ہی مل پاتی ہیں، جن پر نظر ٹھہر سکے اور دل جن کی طرف مائل ہو۔ ہندوستان کے طول و عرض میں بڑی بافیض قدیم و جدید خانقاہیں ہیں۔ بڑے بڑے مراکز ہیں۔ بڑے بڑے ادارے اور مدارس ہیں۔ جنہیں اللہ سلامت رکھے۔ انہیں کے درمیان چودھویں صدی ہجری کے اوائل میں ایک مرکز دین وعلم بریلی شریف کے نام سے اور بریلی شریف کی خاک سے ابھر کر جس کی شعائیں آج پورے عالم اسلام کو روشن و منور کر رہی ہیں۔ اور یہ روشنی دن بدن بڑھتی اور پھیلتی ہی جا رہی ہے۔ سواد اعظم اہلِ سنت و جماعت کے دلوں میں بریلی شریف کی عقیدت و محبت مجدد دین وملت فقیہ اسلام امام اہل سنت الشاہ امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ سے جو سلسلہ چلا ہے وہ الحمدللہ آج بھی جاری اور ساری ہے اور قیامت تک جاری رہے گا۔ اسلام و سنیت کی بقا و تحفظ کے لیے جو آواز امام احمد رضا علیہ الرحمۃ نے بلند فرمائی تھی وہ آواز کبھی حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا خاں علیہ الرحمۃ کی شکل میں بلند ہوئی کبھی سرکار مفتی اعظم و عالم علیہ الرحمۃ کی شکل میں بلند ہوئی تو کبھی مفسر اعظم علامہ ابراہیم رضا خاں علیہ الرحمۃ کی شکل میں بلند ہوتی رہی اور آج وہی مشن وہی علم وہی تقویٰ وہی عمل اور وہی آواز ممتاز الفقہاء اکمل الفضلاء فخر المحدثین سراج المفسرین فقیہ اعظم فاتح عرب وعجم شیخ الاسلام قاضی القضاۃ فی الہند تاج الشریعہ شیخ طریقت وارث علوم اعلیٰ حضرت مظہر حجۃ الاسلام سیدی و سندی مرشدی حضرت علامہ مفتی الحاج الشاہ اختر رضا خاں قادری رضوی ازہری علیہ الرحمہ نے بھی بلند کیا۔

حضورتاج الشریعہ مفتی الحاج الشاہ اختر رضا خاں دنیائے سنیت واسلام کی اس عظیم عبقری و منفرد المثال شخصیت کا نام ہے جنہوں نے اعلائے کلمۃ اللہ کا اعلان ہر حال میں ہر دور میں ہر جگہ فرمایا اور آپ کی اسی حق گوئی کا صلہ ہے کہ جس کی دھوم عمومی طور پر پوری دنیا میں اور خصوصی طور پر اسلامی مما لک میں مچی ہوئی ہے۔اور آپ کی شخصیت کا اعتراف اپنے تو اپنے غیروں نے بھی عشق ومحبت میں ڈوب کر کیا ہے۔

حضورتاج الشریعہ کی عالمی مقبولیت:

آپ کی شخصیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ جارڈن کی راجدھانی عمان کے رائل اسٹڈیز سے ہر سال جاری ہونے والی دنیا کی عظیم ترین شخصیات کی پانچ سو علمی وروحانی شخصیات کی فہرست میں آپ کا مقام بائیسویں نمبر پر ہے، جب کہ پورے بھارت میں آپ پہلے نمبر پر تھے۔آپ کی مقبولیت کا عالم یہاں تک تھا کہ سرکار اعلیٰ حضرت کے بعد خانۂ کعبہ کی کنجی بھارت میں صرف اور صرف ازہری میاں علیہ الرحمۃ کو ملی تھی اور غسل کعبہ میں سعودیہ حکومت نے حضور ازہری میاں کے موقف اور تصلب فی الدینی کی وجہ سے آپ کو غسل کعبہ کے لیے مدعو کیا تھا، غرض کہ آپ کی شخصیت کا اعتراف ہر مذہب اور ہر قوم نے اپنے اپنے طور پر کیا۔

ادورۂ افریقہ کے موقع پرڈاکٹروں کا تأثر:

۱۶/مارچ ۲۰۱۵ء آپ بریلی شریف سے بیرونی مما لک میں تبلیغی دورے کے لیے افریقہ، مارشس اور ہرارے زمبابوے تشریف لے گئے،، ساتھ میں شہزادۂ تاج الشریعہ حضرت علامہ عسجد رضا خاں قادری بھی تھے۔ساؤتھ افریقہ پہنچنے پر آنکھ میں تکلیف بڑھ گئی، ۲۲/اپریل ۲۰۱۵ء کو اسپتال لے جا کر آنکھ کے ماہر ومشہور اور تجربہ کار ڈاکٹر کو دکھایا، انہوں نے کچھ دوائیاں دیں اور آپریشن کے لیے کہا، آخر کار ڈاکٹروں نے آنکھ کے آپریشن کی تاریخ ۲۴/اپریل منتخب کر دی۔ اسی تاریخ میں آپ کے مریدین ومحبین آپ کو لے کر ہسپتال پہنچے۔آپریشن کی تیاریاں مکمل ہوگئیں۔ڈاکٹر نے آخر میں آپ کو بیہوش کرنے کے لیے بے

ہوشی کا انجکشن لگانا چاہا، آپ نے بیہوشی کے انجکشن سے صاف انکار کر دیا اور آپ نے فرمایا کہ اس طرح کے انجکشن میں ناجائز اشیا کی آمیزش ہوتی ہے اور دوسری نشیلی اشیا ہوتی ہیں اس لیے میں انجکشن نہیں لگوا سکتا، ڈاکٹروں نے آپ کو مطمئن کرنے کی بے حد کوشش کی مگر حضرت نے انکار فرما دیا۔ پھر ڈاکٹر صاحب نے آپ سے دوسری گزارش کی کہ میں اتنا حصہ سن کر دیتا ہوں مگر حضرت اس پر بھی تیار نہ ہوئے، عین آپریشن کے وقت ڈاکٹر صاحب کے ساتھ سارے ڈاکٹروں کا پینل آپ کو سمجھانے میں لگا رہا کہ آپریشن بغیر بے ہوشی اور بغیر جگہ کے سن کیے نہیں ہوسکتا ہے، آپ نے ڈاکٹر اور ان کے ساتھیوں سے بڑے مخلصانہ انداز میں فرمایا کہ آپ بے فکر ہو کر میری آنکھ کا اپریشن کیجیے میں کسی بھی ناجائز اشیا کا استعمال نہ کرتا ہوں اور نہ ہی میں اس کو پسند کرتا ہوں۔ انشاء اللہ تعالیٰ مجھے کوئی تکلیف نہیں ہوگی۔ میرے جد امجد نے بھی بغیر انجکشن اور بغیر سن کیے ہوئے آپریشن کرایا تھا اور آج ان کا پوتا بھی کرائے گا۔ آپ لوگ بے فکری سے آپریشن کریں۔ اس کے بعد ڈاکٹروں نے اپنی ہمت جٹائی اور آپریشن کا آغاز کر دیا۔ حضرت بہت مطمئن اور ساکت و جامد ہو کر بیٹھے رہے۔ تقریباً ساڑھے تین گھنٹے آپریشن چلا، وہ بھی آنکھ کا اور بغیر جگہ کے سن کیے ہوئے اور بغیر نشے کے جب کہ آنکھ میں ساتھ ٹانکے لگے۔ آپریشن کی تکمیل تک آپ کی زبان پر درود شریف اور قصیدہ بردہ شریف کا ورد جاری تھا۔ ڈاکٹر حضرات یہ نہیں سمجھ پا رہے تھے کہ آپ کیا پڑھ رہے ہیں مگر آپ کے ہونٹوں کی حرکت سے وہ جان رہے تھے کہ آپ کچھ پڑھ رہے ہیں۔

آپریشن کے بعد ڈاکٹر کا تاثر آپ کی شخصیت کے لیے حیرت انگیز تھا، انہوں نے سبھی لوگوں کی موجودگی میں کہاں کہ:

''میں دنیا بھر میں جاتا ہوں، اب تک بغیر انجکشن لگائے میں یا کوئی بھی ڈاکٹر آپریشن نہیں کرتا ہے مگر یہ شخصیت اپنے آپ میں منفرد ہے، دنیا کا سب سے نالائق ڈاکٹر میں ہوں بغیر انجکشن کے میں نے آپریشن کیا اور یہ ذات دنیا میں واحد ذات ہے کہ اتنی مضبوط باہمت اور روحانی قوت والی ہے کہ ساڑھے تین گھنٹے تک جس طرح بیٹھا یا گیا تھا

بیٹھے رہے، ذرا سی بھی جنبش نہ کی جب کہ اس طرح کے آپریشن کی تکلیف میں آدمی تڑپ جاتا ہے، ذرا سا کانٹا چبھ جانے سے آدمی کراہ اٹھتا ہے مگر یہ شخصیت پوری دنیا میں شاید واحد ہوگی کہ جس کے اندر میں روحانی اور ایمانی قوت دیکھتا ہوں۔ ڈاکٹروں کی پوری ٹیم آپ کی ہمت اور استقامت پر حیران تھی۔

حضور تاج الشریعہ کے وصال پر دیوبندی مکتبۂ فکر کے لوگوں کا اظہارِ غم:

(۱) جمعیۃ علماے ہند کے خازن اور آل انڈیا اقتصادی کونسل کے چیرمین مولانا حسیب صدیقی نے اظہار تعزیت کرتے ہوئے کہا کہ مفتی اختر رضا خاں کا انتقال دینی وعلمی حلقوں کا عظیم خسارہ ہے جس کا پر ہونا نہایت مشکل ہے۔ انہوں نے کہا کہ خانوادۂ اعلیٰ حضرت کے چشم و چراغ حضرت تاج الشریعہ کا سانحۂ ارتحال امت مسلمہ کا نا قابل تلافی نقصان ہے، وہ ہندوستان ہی کے نہیں بلکہ عالمی سطح کے عالمی شخصیت تھے۔

(۲) مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے شعبۂ دینیات کے رکن ڈاکٹر عبید اقبال عاصم نے کہا کہ تاج الشریعہ کی وفات ملت کا عظیم خسارہ ہے۔

(۳) دار العلوم دیوبند کے مہتمم مولانا مفتی ابو القاسم نعمانی دار العلوم وقف دیوبند کے مہتمم مولانا صفیان قاسمی، دار العلوم وقف دیوبند کے شیخ الحدیث مولانا سید احمد خضر شاہ مسعودی دار العلوم ذکریا دیوبند کے مہتمم مولانا مفتی شریف اور جامعۃ الشیخ حسین احمد المدنی کے مہتمم مولانا نور الھدیٰ قاسمی وغیرہ لوگوں نے سرکار تاج الشریعہ کے وصال پر صدمہ کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ آپ کی رحلت دینی وعلمی دنیا کے لیے نا قابل تلافی نقصان ہے اور آپ کا بدل اب بھارت میں نہیں ہے۔

(۴) وائرل نیوز چینل جلگاؤں مہاراشٹر سے مولانا ہارون ندوی کا اعلان (۲۲؍ جولائی ۲۰۱۸ء) خبروں کو نشر کرنے والے مولانا ہارون ندوی نے بروز اتوار کو اپنے وائرل نیوز چینل سے سرکار ممتاز الفقہاء حضور تاج الشریعہ کے وصال کی خبر اپنے انداز میں اس طرح نشر کی:

محترم ناظرین!

آپ جانتے ہیں کہ آج اتوار ہے اور اس دن سارے آفس بند رہتے ہیں مگر میں ایک عظیم خبر لے کر حاضر ہوا ہوں، ناظرین بیس جولائی کو بروز جمعہ مبارکہ حضرت مفتی سرکار تاج الشریعہ علامہ اختر رضا بریلوی کا انتقال ہو گیا ہے، اور آپ کے وصال کی خبر سے مسلم علاقوں میں رنج وغم کا ماحول قائم ہے، ہر طرف سے آپ کے عقیدتمندوں کے قافلے شہر بریلی کی طرف آپ کی زیارت کے لیے روانہ ہو رہے ہیں، علامہ مفتی اختر رضا خاں ازہری کا انتقال عالم اسلام کے لیے ایک عظیم خسارہ ہے۔ آپ کے علم وعمل اور تقوے کی دھمک اور آپ کے فتوے کا اثر پوری دنیا میں لائق تعظیم سمجھا جاتا رہا ہے اور آپ کا قول قول فیصل کی حیثیت رکھتا ہے، آپ نے پوری زندگی مذہب اسلام اور مسلک اعلیٰ حضرت کی پوری دنیا میں نشر واشاعت فرمائی اور آپ نے سلسلۂ قادریہ کو خوب سے کوب تر پھیلایا، آپ کی قدر ومنزلت عرب وعجم میں یکساں دیکھنے کو ملتی تھی۔ جہاں آپ کے معتقدین عجم میں پائے جاتے ہیں اسی طرح آپ کے چاہنے والوں کی ایک لمبی فہرست عرب ممالک میں بھی دیکھنے کو ملتی ہے۔ آپ اپنے اخلاق وکردار اور علم وعمل اور تقوے کی بنیاد پر پوری دنیا میں جانے جاتے رہیں گے، لاکھوں کی تعداد میں آپ نے لوگوں کو سلسلۂ قادریہ میں بیعت فرمایا، آپ کا وصال ملت اسلامیہ کا ایک عظیم خسارہ ہے، اللہ پاک آپ کے درجات کو بلند فرمائے۔

سرکار تاج الشریعہ کی شخصیت، جس کا چرچا ہند اور بیرون ہند اسلامی تمام ممالک میں ہوتا رہتا ہے۔ آپ کی وفات پر کئی ممالک کے صدور اور کئی ممالک کے شیوخ واکابرین نے تعزیت نامے آپ کے شہزادے وارث علوم سرکار تاج الشریعہ حضرت علامہ الحاج عسجد رضا خاں قادری کی طرف ارسال فرمائے۔ عرب ممالک سے بے شمار تعزت نامے موصول ہوئے۔ مصر، لبنان، قطر، عمان، بغداد، شام، فلسطین، پاکستان، ساؤتھ افریقہ، لندن، ترکی، سری لنکا، بنگلہ دیش اور ترکی وغیرہ شامل ہیں۔ ترکی کے صدر طیب اردگان نے اپنی محبتوں کا خراج آپ کے وصال پر بڑے رنج وغم کے ساتھ پیش کیا، اور کہا کہ ہم اللہ ہی کے لیے ہیں

اور اللہ پاک کی ہی طرف ہمیں لوٹ کر جانا ہے۔ اللہ پاک آپ کے درجات کو بلند سے بلند فرمائے اور اہل خانہ کو صبر جمیل عطا فرمائے اور کہا کہ تاج الشریعہ عالم اسلام کی ایک عبقری شخصیت تھے۔

تاج الشریعہ کا وصال اور غیر مسلموں کا اظہار افسوس:

بہار کے وزیر اعلیٰ نیتش کمار نے جب آپ کے وصال کی خبر کو سنا تو انہیں بڑا دکھ اور رنج ہوا اور انہوں نے آپ کی شان کو اپنے انداز اور اپنے لب و لہجے میں اس طرح سے بیان کیا کہ:'' آج بھارت میں اس ہستی کا انتقال ہوا ہے، جس نے اپنی قوم کے ساتھ ساتھ پورے بھارت کا سر اونچا کیا اور جس کی وجہ سے آج پورے بھارت کو پوری دنیا پر فخر ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب عالم اسلام کے مسلمانوں کے قبلہ کعبہ کی چابی اور غسل کعبہ کا معاملہ آیا تو اس وقت وہاں کی حکومت نے عالم اسلام کے تمام ممالک میں سے کسی بھی شخصیت کو مدعو نہیں کیا۔ اگر کیا تو صرف سرزمین بھارت کے شہر بریلی میں اعلیٰ حضرت کے شہزادے ازہری میاں کو کیا یہ ہمارے لیے اور پورے ملک کے لیے بڑے گرو کی بات ہے۔ اسی ہستی کے وصال پر ہمیں بے حد رنج و غم ہے۔ (دینک ہندوستان ۲۲؍جولائی)

کانگریس پارٹی کے صدر راہل گاندھی کا آپ کے وصال پر تعزیت نامہ اور عاشقان تاج الشریعہ کی بھیڑ اور مجمع پر حیرت کا اظہار:

سرکار تاج الشریعہ کی نماز جنازہ پر اکھٹا ہوئے عاشقوں کے مجمع کثیر کو دیکھ کر جہاں پوری دنیا حیرت و تعجب میں پڑ گئی وہیں بھارت میں کانگریس پارٹی کے صدر راہل گاندھی نے وصالِ سرکار تاج الشریعہ پر جماعت رضائے مصطفیٰ کے صدر عالی جناب حضرت سلمان حسن خاں کو فون پر خراج عقیدت و محبت پیش کی اور اپنی حیرت کا اظہار اس انداز میں کیا کہ اتنا بڑا مجمع آج تک نہیں دیکھا اسے دیکھ کر سب ہی حیران ہیں اسے تو گنیز بک آف ورلڈ رکارڈ میں درج کروانا چاہیے۔ مزید کہا کہ وہ بہت جلد زیارت کے لیے درگاہ آئیں گے۔ (اخباری رپورٹ ۲۳؍جولائی بریلی)

مُوہت ٹنڈن ممبر جن سیوا ٹیم، بریلی کا تأثر: شہر بریلی شریف میں جن سیوا ٹیم کے ممبر موہت ٹنڈن صاحب اپنی زبان سے سرکار تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کے وصال کی خبر کو سن کر کچھ اس طرح بیان کرتے ہیں: ''جب ہمیں پتہ چلا کہ ہمارے تاج الشریعہ صاحب پردہ کر گئے ہمیں اتنا افسوس ہوا کہ ہم نے ان کی عقیدت میں ان کی محبت میں تین دن تک دکانیں نہیں کھولیں اور آنے والوں کا ہم نے اپنی بساط کے مطابق دھیان رکھا اور ان کی ہم نے تن من دھن سے سیوا کی اور آگے بھی ان کے دیوانوں کی سیوا و خدمت کرتے رہیں گے۔ آخر میں کہا کہ تاج الشریعہ ہمارے شہر بریلی کی گنگا جمنی تہذیب کی پہچان تھے۔

اتر پردیش کے سابق وزیر اعلیٰ کا تعزیت نامہ: (۱) سرکار تاج الشریعہ کے وصال کی خبر عالم اسلام سے ہوتی ہوئی ایوان سیاست تک پہنچی تو ایوان سیاست میں بھی آپ کے وصال پر رنج و غم کا اظہار کیا گیا، اتر پردیش کے سابق وزیر اعلیٰ اکھلیش سینگ یادو نے اپنے مشیر خاص اور ہر دل عزیزی سیاسی رہنما عزت ماب جناب حاجی ریاض احمد صاحب سابق ایم ایل اے پیلی بھیت و سابق وزیر کو خاص پیغامات لے کر اپنی طرف سے اور پوری سماجوادی پارٹی کی طرف سے بارگاہ شہزادۂ تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی عسجد رضا خان صاحب قادری قاضی شہر بریلی شریف کے پاس بھیجا اور خود فون پر تعزیت پیش کر کے گہرے رنج و غم کا اظہار کیا، اور کہا کہ تاج الشریعہ کی مثال پورے بھارت میں نہیں تھی، اور دیر تک شہزادۂ تاج الشریعہ سے ہمکلامی کا شرف حاصل کیا۔ اور آپ سے ملنے کا ادارہ بھی ظاہر کیا۔ اس پوری خبر کو حاجی ریاض احمد صاحب جو کہ خود عاشق تاج الشریعہ اور غلام اعلیٰ حضرت ہیں، اپنے طور پر بھی شریک غم رہے۔

(۲) مایاوتی صدر بہوجن سماج پارٹی کی طرف سے تعزیت نامہ: سیاست دانوں کی فہرست اور قطار میں صوبۂ اتر پردیش کی سابق وزیر اعلیٰ محترمہ مایاوتی نے سرکار تاج الشریعہ کے وصال کی خبر پر اپنی جانب سے اور پوری پارٹی کی جانب سے محترم جناب انیس احمد خاں نوری عرف پھول بابو بیسلپور کو تعزیتی پیغام لے کر شہر بریلی بھیجا اور سرکار محقق عصر وارث علوم اعلیٰ حضرت فخر

ہندوستان حضرت تاج الشریعہ کے وصال پر بڑے غم و اندوہ کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ تاج الشریعہ صرف مسلمانوں کے لیے ہی لائق تعظیم نہیں تھے بل کہ پورے ملک بھارت کے لیے لائق تعظیم اور بھارت کی یادگار تھے۔

آپ کی وفات پر دیوبند شہر کے مدارس و مساجد میں تعزیتی مجلسیں: (انقلاب ۲۲ر جولائی ۲۰۱۸ء)

یقیناً آپ کے جانے سے جو خلا ہوا ہے بظاہر اس کا پر ہونا مشکل ہے، ہر مسلک و ملت والوں نے آپ کی منفرد المثال شخصیت کا اعتراف و اقرار اپنے اپنے انداز میں ہر موڑ پر کیا ہے۔ ایسی شخصیتیں افق عالم پر بہت کم دیکھنے کو ملتی ہیں، جن کی تعریف و توقیر اپنے تو اپنے غیر مذہب والے بھی کریں۔ انہیں شخصیات میں سے ایک شخصیت سرکار تاج الشریعہ کی ہے جن کو سبھی نے تسلیم کیا ہے۔ آپ کا وصال یقیناً پوری دنیا کے لئے عمومی طور سے اور عالم اسلام کے لیے خصوصی طور سے ناقابل تلافی نقصان ہے۔

عرش پر دھومیں مچیں وہ مومن صالح ملا
فرش پہ ماتم اٹھے وہ طیب و طاہر گیا

اللہ تعالیٰ آپ کے درجات کو بلند و بالا فرمائے اور ہر سنی مسلمان کو فیضان تاج الشریعہ سے مالا مال فرمائے، اور آپ ہی کے مشن پر ہم سب کو گامزن فرمائے آمین بجاہ سید المرسلین۔

❁❁❁

حضور تاج الشریعہ: بہ حیثیت معلم و منتظم

از: مولانا ابوہریرہ رضوی مصباحی۔رام گڑھ (جھارکھنڈ)

عالم اسلام کی عبقری شخصیت حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی کے ”فروغ تعلیم“ کو میں نے اپنا موضوع بنایا ہے۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ آخر علم وفن کے کن کن پہلوؤں کا جائزہ لوں اور کن کو نظر انداز کروں؟

شکار ماہ یا، تسخیر آفتاب کروں
میں کس کو ترک کروں ،کس کا انتخاب کروں

باتیں زیادہ، صفحات کم ہیں۔ کائنات علم کو آخر مٹھی میں بند کون کر سکتا ہے اور وہ بھی اس وقت جب کہ ممدوح کے گھر کا بچہ بچہ علم وفن کا کوہ ہمالہ ہو، پورا کا پورا گھرانہ علم وفضل کے زیور سے آراستہ ہو، ان پڑھوں سے ہمیں بحث نہیں۔ پڑھے لکھے لوگوں سے پوچھ لیجیے حضرت رضا علی خاں ہندوستان کے کس عظیم سپوت کا نام ہے۔ حضرت مفتی نقی علی خاں کس متکلم زمانہ کو کہتے ہیں؟ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی علم وفن کے کس حجت و برہان کا نام ہے، مفتی اعظم حضرت علامہ مصطفیٰ رضا خاں ہندوستان کے کس متقی و مدبر اعظم کا نام ہے۔ غرض کہ خانوادۂ رضویہ کے افراد و اشخاص کا آپ بہ نظر انصاف جائزہ لیتے ہیں تو حقیقت خود آپ کو بتاتی جائے گی کہ ابھی جو ایشیا و یورپ میں دین وسنیت کی بہاریں ہیں، مدارس اہل سنت کی قطاریں ہیں اور تیرہویں صدی سے لے کر آج تک وہ علما جن کے وارے نیارے ہیں۔ تقریباً سب کے سب اس خانوادے کے بالواسطہ یا بلاواسطہ سنوارے ہوئے ہیں۔

آپ دنیا کا جائزہ لیں گے تو آپ کو بہت سی ایسی خانقاہیں مل جائیں گی جن کے آبا واجداد اور بانی مبانی نے تو تعلیم و تعلم اور دین وسنیت میں کارہائے نمایاں انجام دیے، مگر آج ان کی مسند پر بیٹھنے والوں کا حال یہ ہے کہ ارکان اسلام سے بھی نا آشنا ہیں، وہ دوسروں تک کیا اسلام کا پیغام پہنچائیں گے، خود جب اسلام اور علوم دینیہ سے کوسوں دور ہیں۔ آخر ایسا کیوں ہے؟ کیا ان کے پاس تعلیم حاصل کرنے کی راہیں مسدود ہیں، کیا انہیں کسی شرعی مجبوری نے علوم اسلامیہ سے غافل رکھا؟ بلکہ ان میں "پدرم سلطان بود" کا نشہ ہے، جب دیکھا کہ بچپن ہی سے اپنے آبا و اجداد کی نیک نامی کی بھیک مل رہی ہے تو پھر تعلیم حاصل کرنے کی کیا ضرورت؟ سفر کی تکالیف اور مدارس سے قید و بندانہ زندگی گزارنے سے کیا فائدہ؟ بنا بنایا فیلڈ ہے، چمکی چمکائی دکان ہے بس ادھر مرشد گرامی کی آنکھ بند ہوئی ادھر جانشینی ہاتھ آئی۔

مگر واہ رے تاج الشریعہ کی ذات! پورا کا پورا ایشیا بلکہ عالم اسلام آپ کے گھرانے کا معتقد ہے۔ ایک اشارۂ ابرو پر تن، من، دھن کی بازی لگا دینے کو تیار ہے، فیض یافتوں کی خاصی بھڑ لگی ہوئی ہے، مگر ان سب کو چھوڑ کر آپ علم کی طرف لپکے جارہے ہیں۔ ہندوستان میں ایک سے ایک رجال علم وفن سے علمی تشنگی بجھانے کی کوشش کی مگر تشنگی بڑھتی ہی رہی ہے، پڑھتے گئے بڑھتے گئے، جب خوب آگے نکل آئے تو پرواز کے لیے پر تولنے لگے، جامعہ ازہر سے بڑی وقت کی کوئی دینی درس گاہ نظر نہ آئی۔ بس کیا تھا پرواز کیا اور پھر عالم اسلام کی سب سے عظیم یونیورسٹی میں داخلہ لے لیا، خوب پڑھا، وقت کا صحیح استعمال کیا، آنکھوں کا تیل جلایا، کتابوں میں دماغ کھپایا، رات کو رات نہ سمجھا، جب جامعہ ازہر کا نتیجہ نکلا تو سارے طلبا بالخصوص طلبائے مصر دیکھ کر حیران و ششدر رہ گئے کہ ایک ہند نژاد طالب علم نے اپنے درجے میں وہ نمایاں مقام حاصل کیا ہے کہ سارے رفیق درس جس مقام کو حاصل کرنے کے لیے ترستے رہتے ہیں۔ آخر ایک عجمی نے ہم عربوں کے ملک میں آکر اپنی شوکت وسطوت کا جھنڈا کیسے گاڑ دیا؟

اس طرح جہاں گئے دور طالب علمی ہی سے اپنی علمی دھاک بٹھاتے رہے اور ایک

کامیاب طالب علم کی حیثیت سے جانے جاتے رہے۔آج انہیں محنتوں اور مشقتوں کا ثمرہ ہے کہ ان کے ہم پلہ کوئی نظر نہیں آتا، مرجو العلما ہیں، مرجع اصحاب فقہ و تحقیق ہیں۔آیئے ذرا اب ان کے علمی میدان میں ان کی کارفرمائیاں ملاحظہ فرمائیں:

"تاج الشریعہ اور فروغ تعلیم" کے تحت بہت کچھ لکھا جا سکتا ہے؛ کیوں کہ یہ آپ کی زندگی کا ایک اٹوٹ حصہ ہے، سفر میں ہوں یا حضر میں ہر جگہ علم و فضل کے جوہر لٹاتے رہے، کبھی مسند تدریس پر بیٹھ کر تشنگان علوم نبویہ کو سیراب کرتے رہے، تو کبھی دارالافتا کو زینت بخش کر حل المشکلات بنتے رہے، کبھی دنیا کے چپے چپے میں گھوم گھوم کر علوم رضا تقسیم فرماتے رہے، کبھی فقہی سیمینار میں علما کی نمائندگی کر کے ان علمی تسامحات پر مطلع فرماتے رہے۔

زبان کی بات آئی تو زبان سے اور جب سنان قلم کی بات نکلی تو پھر اپنی قلمی جواہر پارے بکھیر کر وقت کی ضرورت کو پورا کرنے میں لگے رہے۔غرض کہ علم و فن کی تمام مروجہ شاخوں پر اپنا آشیانہ بنا کر موقع محل کی مناسبت سے نغمہ سنجی کرتے رہے۔

تدریس کے ذریعہ فروغ تعلیم:

جامعہ ازہر سے فراغت کے بعد ہندوستان واپس تشریف لا کر اپنے مادر علمی "دارالعلوم منظر اسلام" میں تدریس کے ذریعہ علم و فضل کے گوہر لٹانے لگے۔ یہ ۱۹۶۷ء کا آغاز تھا، برادر اکبر حضرت علامہ ریحان رضا خاں رحمانی میاں نے جب آپ کے تدریس کا نرالا انداز دیکھا تو آپ کو ۱۹۷۸ھ میں "صدر المدرسین" کے اعلیٰ عہدے پر فائز فرمادیا اس طرح آپ یہاں مسلسل ۱۲ رسال تک خدمت دین وسنیت میں لگے رہے اور علمی غلغلہ میں اپنے بہت سے معاصرین کو پیچھے چھوڑ دیا۔

آپ کی تدریسی دھمک ہندوستان کے کونے کونے میں محسوس کی جانے لگی، اور تشنگان علوم ومعرفت آپ کی جانب رخت سفر باندھنے لگے اس طرح منظر اسلام آپ کے عہدۂ تدریس میں شہرت ومقبولیت کے بام عروج کو پہنچ گیا۔

چناں چہ آپ کی درس گاہ سے ایسے ایسے علم و فضل کے بادشاہ نکلے کہ آج دنیا انہیں سر

آنکھوں پر سجا رہی ہے اور دل میں جگہ دے رہی ہے۔ جب دعوتی اور مذہبی مصروفیات بڑھ گئیں، تبلیغی اسفار کے بغیر چارہ کار نہ رہا تو آپ دارالعلوم منظر اسلام سے علاحدہ ہو گئے۔ مگر آپ کے عالمانہ اور رضویانہ ذہن نے اس بات کو قبول نہ کیا کہ صرف تبلیغی اسفار میں لگے رہیں اور طالبان علوم نبویہ کو یک سر نظر انداز کر دیں، چناں چہ آپ ایک بار پھر اپنے کاشانۂ اقدس میں مسند تدریس کو شرف بخشا اور درس قرآن و درس بخاری کے ذریعہ مذہب اسلام کی نشر و اشاعت کرنے لگے۔ جس میں طلباے منظر اسلام، مظہر اسلام اور جامعہ نوریہ کثرت سے شریک ہو کر مستفید ہوئے۔

جب "جامعۃ الرضا" قائم ہوا تو وہاں جا کر آپ نے طلبہ کو بخاری شریف کا درس دینا شروع کیا اور ایک زمانے تک طلباے جامعۃ الرضا کو اپنے کاشانۂ اقدس ہی پر درس دیا کرتے تھے۔ جس میں فضیلت تخصص فی الفقہ اور افتا کے بچوں کی حاضری لازمی ہوا کرتی تھی اس طرح آپ اپنی پیرانہ سالی اور ضعف و نقاہت کے باوجود فروغ تعلیم دین میں لگے رہے۔

فتاوی نویسی کے ذریعہ فروغ تعلیم: ۱۹۶۷ ہی سے جب آپ نے تدریسی دنیا میں قدم رکھا تھا اس وقت سے لے کر اخیر تک فتوی نویسی کا اہم فریضہ انجام دیتے رہے، بقول مولانا محمد شہاب الدین رضوی ایک اندازے کے مطابق حضور تاج الشریعہ کے فتاوی کے رجسٹروں کی تعداد اکتیس سے متجاوز ہوگئی ہے۔ (حیات تاج الشریعہ، ص: ۲۰) جو اپنے آپ میں ایک بہت بڑا علمی کارنامہ ہے۔ اس کے علاوہ اپنے مدرسے سے (جامعۃ الرضا) میں مشق افتا کے طلبا کو درس دیا کرتے تھے اور انہیں دار الافتا کے اسرار و رموز سکھا کر فتاوی نویسی کے لائق بناتے تھے۔ اس طرح فروغ تعلیم اور اشاعت سنیت کا کام جاری و ساری رہا۔

تقریر کے ذریعہ فروغ تعلیم: درس گاہوں میں تو آپ کی خالص علمی و تحقیقی تقاریر ہوتی ہی رہتی تھی، مگر جب جلسہ گاہوں میں آپ پہنچتے تھے تو وہاں بھی آپ اسلام کا حقیقی چہرہ پیش کرتے۔ کیوں کہ جلسہ گاہ مدارس سے جدا نہیں۔ اگر مدارس طلبا کے پڑھنے کی جگہ ہیں تو جلسے عوام کے لیے بہترین درس گاہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ چناں چہ آپ ابتدا ہی سے اپنی

تقاریر کے ذریعے عوام کو کچھ سکھانے کے در پے رہے اور قرآن و حدیث کی صحیح تعلیمات سے روشناش کرایا۔

تحریر کے ذریعہ فروغ تعلیم: حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ قلم وقرطاس کی اہمیت کے پیش نظر وقتاً فوقتاً کتابیں تحریر فرماتے رہے اور شریعت مطہرہ کی حقیقی تعلیمات پیش کرتے رہے۔ حتی کہ کثرت اسفار، کثیر دینی مشاغل بلکہ آنکھوں سے معذور ہونے کے باوجود ان کی نئی نئی کتابیں اہل علم کو ذوق تسکین فراہم کرتی رہیں تو اہل علم مزید ورطۂ حیرت میں ڈوبتے رہے کہ آخر اتنی مصروفیات کے باوجود کتابی کام کے لیے کہاں سے وقت نکال لیتے ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ

ایں سعادت بزور بازو نیست
تانہ بخشد خدائے بخشندہ

آپ کی کتابیں کتابوں کے ڈھیر میں اضافے کا سبب نہیں بنتی بلکہ وقت کی ضرورت کو پورا کیا کرتی ہیں اور اسلام کا اجالا لے کر آتی ہیں۔ حواشی، تعاریب، تراجم اور تصانیف کی مختلف شکلوں میں آپ کی کتابوں کی تعداد ۷۵ رسے زائد ہیں۔

جامعۃ الرضا:

حضور تاج الشریعہ نے فروغ تعلیم کے سلسلے میں اپنے طور پر علمی جدو جہد کرنے کے ساتھ ہی ساتھ سب سے بڑا کام یہ کیا کہ ایک علمی کارخانہ "جامعۃ الرضا" کھول کر تعلیم کی راہیں ہموار کر دی ہیں، جس میں ہر طرف سے تشنگان علوم وفنون جوق در جوق آ کر اپنی علمی تشنگی بجھا رہے ہیں۔ اس میں محض روایتی تعلیم شامل نصاب نہیں ہے بلکہ اس کا نصاب قدیم نافع اور جدید صالح کا حسین سنگم ہے۔

شرعی کونسل آف انڈیا: امت کو درپیش جدید مسائل کے حل کے لیے آپ نے شرعی کونسل آف انڈیا قائم کیا، جس کے تحت اپنے آغاز ہی سے اب تک بارہ سیمینار کا انعقاد ہو چکا ہے۔

اب تک (تقریباً ۳۶) نو پید مسائل کا حل تلاش کیا جا چکا ہے۔ یہ کام آپ کی سرپرستی میں

ہر سال بحسن وخوبی انجام پاتا رہا۔اس طرح آپ کی اس تحریک کے ذریعے چیلنجز کے اس دور میں مسلمانوں کو جدید فقہی مسائل سے آگاہ کیا جارہا ہے۔

اداروں کی سرپرستی:

آپ کی علمی وفقہی دل چسپی اور بہترین قائدانہ صلاحیتوں کے پیش نظر ہر شخص نے آپ کو سرمہ نگاہ بنائے رکھا اور آپ کے سایۂ کرم میں رہنے کو اپنے لیے باعث افتخار سمجھا۔یہی وجہ ہے کہ سیکڑوں تعلیمی اور تنظیمی ادارے آپ کی سرپرستی میں چلتے رہیں اور تعلیم وتبلیغ کا یہ سلسلہ دراز سے دراز تر ہوتا رہا۔

پیش ہے چند تعلیمی اداروں کی ایک فہرست:

(۱) جامعہ مدینۃ الاسلام، ہالینڈ۔

(۲) مرکز الدراسات الاسلامیہ جامعۃ الرضا، بریلی شریف۔

(۳) الجامعۃ النوریہ، بہرائچ۔

(۴) الجامعۃ الرضویہ، پٹنہ۔

(۵) مدرسہ عربیہ غوثیہ حبیبیہ، برہان پور۔

(۶) مدرسہ اہل سنت گلشن رضا، دھنباد۔

(۷) مدرسہ غوثیہ جشن رضا، گجرات۔

(۸) دارالعلوم قریشیہ رضویہ، آسام۔

(۹) مدرسہ رضاء العلوم، ممبئ۔

(۱۰) مدرسہ تنظیم المسلمین، پورنیہ۔

آپ کئی ایک اداروں کے نہ صرف سرپرست تھے۔بلکہ اپنی تمام تر ذمہ داریوں کو بہ طریقِ احسن سرانجام دیتے تھے۔آپ اپنے زیرِ سرپرستی چلنے والے اداروں کے تعلیمی نظام و

معیار اور نصاب پر گہری نظر رکھتے تھے، اور جہاں کوئی کمی یا بدنظمی دیکھتے تو فوری طور پر اسے دور کرتے اور معیارِ تعلیم کو بہتر فرماتے تھے۔ اس سے صاف صاف پتہ چلتا ہے کہ آپ جہاں ایک اچھے اور بہترین معلم تھے، وہیں بلند پایہ کے منتظم بھی تھے۔

(نوٹ: اس مضمون کو لکھنے میں حیات تاج الشریعہ، از: مولانا محمد شہاب الدین رضوی انوار تاج الشریعہ، از: حافظ شمس الحق رضوی تجلیات تاج الشریعہ، از مولانا شاہد القادری سے مدد لی گئی ہے۔)

❁❁❁

حضورتاج الشریعہ: بہ حیثیت عربی ادیب

از: مولانا محمد شاہد القادری
چیئرمین امام احمد رضا سوسائٹی، کلکتہ

اللہ نے خانوادۂ امام احمد رضا پر یہ فضل فرمایا کہ آپ کی نسل پاک میں اپنے وقت کے جید عالم دین اور آفتاب و مہتاب پیدا ہوئے۔ ان میں ایک نمایاں نام مرشد اعظم عارف باللہ حضور تاج الشریعہ علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں ازہری قادری بریلوی مدظلہ العالی والنورانی کا ہے، جو آج مسند رضویت پر بیٹھ کر عالم اسلام کی دستگیری فرما رہے ہیں۔ ایک نظر آپ کی مقناطیسی شخصیت پر ڈال لی جائے تا کہ امت مسلمہ کی کشتی کا اس روحانی ن ناخدا کی آفاقیت سے ذہن وفکر کو معطر کیا جا سکے۔

''ایں ہمہ خانہ آفتاب'' کے نیر اعظم بلاشبہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان رہے۔ اعلیٰ حضرت کے دو صاحبزادے حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں اور ان سے سترہ سال چھوٹے مفتی اعظم علامہ مصطفیٰ رضا خاں (رحمۃ اللہ علیہم اجمعین) آسمان علم و معرفت کے تابندہ ستارے ثابت ہوئے۔ حجۃ الاسلام علیہ الرحمہ کے صاحبزادے مفسر اعظم مولانا ابراہیم رضا خاں اور مفتی اعظم علیہ الرحمہ کی صاحبزادی کے درمیان رسم مناکحت ادا ہوئی اورانہیں دونوں حضرات کے آنگن میں ۱۴/ ذیقعدہ ۱۳۶۱ھ۔۔۔ ۲۳/ نومبر ۱۹۴۲ء کو ایک پھول کھلا محمد اسمٰعیل رضا خاں نام رکھا گیا اور اختر رضا خاں کی عرفیت ملی۔

بسم اللہ خوانی سے جس علم کی ابتداء حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ نے کرائی، ظاہر ہے کہ اس کی تکمیل بھی عالی شان ہونا تھی۔ والدہ ماجدہ نے قرآن ختم کرایا تو والد گرامی نے اردو کی

کتابیں پڑھائیں۔ابتدائی درسی کتابوں سے لے کر اعلیٰ معیار کی ادبیات کے مطالعے کا شرف حاصل کیا۔دس سال کی عمر میں ایف آر اسلامیہ انٹر کالج میں داخلہ لیا، جہاں انگریزی اور ہندی زبانوں نیز ریاضیات اور دوسرے علوم جدیدہ سے آشنائی حاصل کی ،عربی زبان وادب پر دستگاہ کامل حاصل کرنے کا جذبہ شروع سے سینے میں پنپ رہا تھا، وقت کے ساتھ وہ جذبہ اور زیادہ توانا ہوگیا۔قسمت سے ایک ایسے استاد کا دامن بھی ہاتھ آ گیا جوخود عرب تھے۔ دارالعلوم منظر اسلام میں تدریسی خدمات کی انجام دہی کے لئے فضیلۃ الشیخ مولانا عبدالتواب مصری کی تقرری ہوئی۔ ایک اچھے استاد کو قابل شاگرد ملا تو دونوں کے قلوب مسرتوں سے بھر گئے۔زبان پر مہارت کے حصول کی جو تدبیر نکالی گئی وہ مزے کی تھی۔آپ عربی اخبارات پڑھ کر استاد گرامی کو سناتے ، مشکلات زبان کا حل نکالا جاتا پھر اردو اور ہندی کے اخبارات پڑھ کر ان کا عربی ترجمہ فرماتے۔ کچھ عرصہ بعد ہی آپ عربی اہل زبان کی طرح بولنے پر قادر ہوگئے۔آپ کی ذہانت سے متاثر ہوکر استاد گرامی نے حضور مفسر اعظم ہند علیہ الرحمہ سے گزارش کی کہ وہ اپنے لاڈلے کو جامعہ ازہر میں داخل کرائیں۔معقول مشورہ مانا گیا ۱۹۶۳ء میں آپ کا داخلہ جامعہ ازہر مصر کے کلیہ اصول الدین میں کرادیا گیا۔

داخلے کے وقت اساتذہ کرام کو ایک نیا تجربہ ہوا، جب آپ نے عربی زبان میں بے تکلف گفتگو فرمائی۔ عام طور سے عجمی طلبہ شروع کے ایام میں عرب اساتذہ کے سامنے زبان کھولتے ہوئے بھی گھبراتے ہیں، یہ تجربہ اساتذہ کے لئے اتنا خوش کن رہا کہ انہوں نے اس عجمی طالب علم کو اپنی توجہ کا مرکز بنالیا۔ پہلے سالانہ امتحان میں تحریری امتحان کے ساتھ جنرل نالج کا زبانی امتحان لیا گیا۔زبانی امتحان میں ایک استاد نے علم کلام کا ایک سوال پوچھ لیا۔سارے طلبہ خاموش رہے مگر اعلیٰ حضرت کے خانوادے کے چشم و چراغ نے نہ صرف سوال کا جواب دیا بلکہ اتنی صراحت کے ساتھ جواب دیا کہ استاد کی آنکھیں حیرت سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔انہوں نے پوچھا کہ ایسا کیوں کر ممکن ہے اصول حدیث کا طالب علم،علم کلام پر اپنی دسترس کا مظاہرہ کرے۔آپ نے بتایا کہ دارالعلوم منظر اسلام کے زمانۂ طالب علمی میں ہی انہوں نے چند

کتابیں اس علم کی سرسری پڑھ لی تھیں، وہ حافظے میں تھیں، استادگرامی کی حیرت میں مزید اضافہ کرتے ہوئے یہ بتایا گیا سوال بہت آسان تھا اگر مشکل سوالات بھی ہوتے تو ان کے تشفی بخش جواب دیئے جاتے۔ ظاہر ہے کہ ایک ایسا طالب علم جو شامل نصاب مضامین سے آگے کی ایسی معلومات فراہم کرے، اسے تو اپنے درجے میں اول ہونا تھا۔ اولیت کا یہ تاج جو پہلے سال سرچڑھا فضیلت کے حصول تک چڑھا رہا۔ ۱۹۶۶ء میں ایک عجمی طالب علم نے اپنی نمایاں کارکردگی کی بنیاد پر جامعہ ازہر اوارڈ حاصل کیا جو بعض تذکرہ نگاروں کے مطابق اس وقت کے مصری صدر جمال عبدالناصر کے ہاتھوں دیا گیا۔ جمال عبدالناصر کے لئے یہ اور مسرت کی بات تھی کہ وہ اپنے آنجہانی دوست پنڈت جواہر لال نہرو کے ملک سے آئے ہوئے ایک طالب علم کو وہ ایوارڈ سونپ رہے تھے۔ ایک اور امتیاز یہ حاصل ہوا کہ کلیہ اصول الدین کے طالب علم کو مجموعی بہتر کارکردگی کی بنیاد سند الفراغت والتحصیل علوم الاسلامیہ کی اضافی ڈگری بھی دی۔

انتباہ: فقیر قادری ''تجلیات تاج الشریعہ'' (رسم اجراء ۲۰۰۹ء) کو زیور طباعت سے آراستہ کر کے قوم کے سامنے پیش کیا تو بعض احباب نے یہ اعتراض کہ حضور تاج الشریعہ کو جامعہ ازہر مصر سے کوئی ''تعلیمی ایوارڈ'' صدر مصر جمال عبدالناصر نے نہیں دیا ہے، راقم کی خوش قسمتی کہ ایک مرتبہ حضرت مرشد گرامی کی خدمت کا موقع کاشانہ اقدس میں ملا، دوران خدمت عرض کیا گیا کہ حضور تعلیمی فراغت کے بعد اعلیٰ نمبرات ملنے پر جامعہ ازہر مصر سے ''تعلیمی ایوارڈ'' سے حضرت سرفراز کیے گئے تھے؟ حضرت نے ارشاد فرمایا: نہیں! مجھے کوئی ایوارڈ نہیں ملا تھا۔

دارالعلوم منظر اسلام سے لے کر جامعہ ازہر تک کے سفر میں جن اساتذہ کرام نے آپ کی علمی تشنگی کو چشمہ ہائے فیض سے سیراب کیا۔ ان کے اسماء حسب ذیل ہیں۔

۱۔ حضور مفتی اعظم مولانا الشاہ مصطفیٰ رضا نوری بریلوی رضی اللہ عنہ

۲۔ بحر العلوم حضرت مفتی سید افضل حسین مونگیری علیہ الرحمہ

۳۔ مفسر اعظم حضرت علامہ ابراہیم رضا خان بریلوی علیہ الرحمہ

۴-فضیلت الشیخ مولانا محمد سماحی شیخ الحدیث والتفسیر جامعہ از ہر (مصر)

۵-حضرت مولانا عبدالغفار استاذ الحدیث جامعہ از ہر (مصر)

۶-فضیلت الشیخ مولانا عبدالتواب مصری استاذ جامعہ منظر اسلام

۷-مولانا حافظ انعام اللہ خان تسنیم حامدی بریلوی

۸۔حضرت ریحان ملت علامہ ریحان رضا خاں قادری بریلوی علیہ الرحمہ

۹۔صدر العلما علامہ تحسین رضا خاں قادری رضوی بریلوی علیہ الرحمہ

۱۰۔امام النحو علامہ مفتی بلال احمد رضوی پورنوی مدظلہ العالی

مختلف علوم کے علاوہ اردو، فارسی، عربی، انگریزی اور ہندی زبانیں اہل زبان کی طرح تحریر وتقریر میں استعمال پر قادر ہیں۔ یورپی ممالک کے اپنے دوروں میں آپ انگریزی زبان میں تقریر فرماتے ہیں، عرب اور افریقی ممالک میں تقریر کی زبان عربی ہوتی تھی۔ اللہ رب العزت نے اپنے حبیب کے اس شیدائی پر نوازشات کی بارش فرمادی۔

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی علمی، فقہی، اورلسانی صلاحیت اپنی جگہ مسلم ہے۔ بالخصوص اردواورعربی زبان وادب پر آپ کومکمل دسترس حاصل تھی۔عربی زبان پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت ہی پیاری اورمحبوب زبان تھی۔اسی لیے رب کائنات نے جنتیوں کی زبان عربی قرار دیا۔حضورتاج الشریعہ نے اس زبان کواسی لئے سیکھا، پڑھا کہ یہ میرے مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی پسندیدہ زبان ہے۔اوراسلامی ماخذ ومراجع بھی عربی زبان میں بہت زیادہ ہیں۔آپ کوایام طالب علم ہی سے عربی زبان پڑھنے اور لکھنے کا ذوق تھا۔ یہی سبب ہے کہ ۲۱رسال کی عمر میں بغرض اعلیٰ تعلیم عالم اسلام کی عظیم عربی یونیورسٹی جامعہ ازھر (مصر) کا سفر کیا۔قبل اس کے کہ آپ کی عربی دانی پر گفتگو کی جائے کچھ باتیں اس فن کے تعلق سے کی جائے تاکہ ایک ادیب کی ادبی خوبیوں کواسی کسوٹی پر پرکھا جاسکے۔

مشہورعربی مفکر جاحظ نے ایک ادیب کے لئے یہ ضروری قراردیا ہے کہ جملہ فنون کے اصول اورمبادیات اسے ضرور آنے چاہئیں تاکہ وہ حسب ضرورت ان سے مدد لے سکے۔

ادب کی تعریف کرتے ہوئے مولانا نفیس احمد رضوی رقم طراز ہیں ”اورادب کسی زبان کے

شعرا و مصنفین کا وہ نادر کلام جس میں نازک خیالات و جذبات کی عکاسی اور باریک معانی ومطالب کی ترجمانی کی گئی ہو۔اس زبان کا ''ادب'' کہلاتا ہے۔

مزید لکھتے ہیں: ''اسی ادب کی بدولت نفس انسانی میں شائستگی ، اس کے افکار و خیالات میں جلا، اس کے احساسات میں نزاکت وحسن اورزبان میں سلاست وزور پیدا ہوتا ہے۔ادب کا اطلاق ان تصانیف پر بھی ہوتا ہے جو کسی علمی، ادبی شعبے میں تحقیق کا نتیجہ ہوں۔اس لحاظ سے گویا لفظ ادب ان تمام تصانیف کو اپنے احاطہ میں لے لیتا ہے۔ محض علماء کے انکشافات ، مضمون نگاروں کے افکار، شاعروں کے انوکھے تخیلات اور نازک تصورات پر مشتمل ہوں۔

ادب میں جہاں مافی الضمیر کی ادائیگی کے لئے منثور کی افادیت تسلیم کی گئی ہے وہیں منظوم کو بھی تفوق وکمال حاصل ہے۔ایک شاعر بہت ہی اچھوتے انداز میں قافیہ وردیف کے پیرائے میں زبان کی شگفتگی کو برقرار رکھتے ہوئے اپنی باتیں دوسروں تک پہنچاتا ہے کس،ی شاعر کا شعر کن خوبیوں سے آراستہ و پیراستہ ہو، چنانچہ ناقدین شعر کی تعریف یوں کرتے ہیں شعر وہ فصیح وبلیغ کلام ہے جس میں وزن کے علاوہ نادراوراچھوتے خیالات اور لطیف جذبات واحساسات کی عکاسی اسی طرح کی گئی ہو کہ انسان کے دل ودماغ پر براہ راست اس کا اثر پڑے (یادگار رضا ۲۰۰۸)۔

چودھویں صدی کے مجدد اعظم سیدنا امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ کا گھرانہ علم و ادب کا گھوارہ ہے تقریباً دوصدی سے یہ علمی خانوادۂ مسائل شرعیہ کا سینٹر ہے کروڑوں کی تعداد میں یہاں سے ملک وبیرون ملک فتاویٰ روانہ کئے گئے ہیں مستفتین میں علماء فقہا، مشائخ، ڈاکٹر س، انجینئرس، وکلاء جج اور وزراء شامل ہیں۔

حضور تاج الشریعہ کی علمی حیثیت اپنی جگہ مسلم ہے یہی سبب ہے کہ حضور مفتی اعظم ہند نے فرمایا تھا کہ اختر میاں اب گھر میں بیٹھنے کا نہیں ہے کام کرنے کا ہے۔(خلفاء مفتی اعظم ہند)

ماہر رضویات پروفیسر مسعود احمد مظہری علیہ الرحمہ لکھتے ہیں ''ایک مرتبہ سفر پاکستان

کے موقع پر نبیرۂ اعلیٰ حضرت مفتی محمد اختر رضا خاں ازھری صاحب قبلہ کو اپنے مکان میں مدعو کیا دوران گفتگو حضرت سے میں نے چند عربی اشعار سنانے کو کہا آپ نے فی البدیہہ کئی اشعار سنا ڈالے۔ (اُجالا)

حضرت مسعود ملت علیہ الرحمہ کے اس قول سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ حضرت تاج الشریعہ عربی زبان وادب کے ایک کامیاب ادیب تھے اور عربی ادب کے نوک و پلک سے اچھی طرح واقفیت رکھتے ہیں ورنہ فی البدیہہ عربی زبان میں اشعار پیش کرنا ایک مشکل امر تھا۔

آپ کی عربی تصنیفات، تراجم اور قصائد واشعار سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ آپ نے اپنی صلاحیت و مہارت کے جلوے کہاں کہاں دکھائے ہیں اور نثر و نظم میں زبان وادب کی شگفتگی کے کیسے کیسے جوھر درخشندہ وتابندہ نظر آ رہے ہیں۔ آپ کی عربی زبان میں علمی وادبی خدمات کا جائزہ حسب ذیل حیثیت سے لیا جا سکتا ہے۔ (۱) نثر (۲) نظم (۳) ترجمہ نگاری

نثر نگاری:

حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی کی عربی زبان میں مہارت اور زبان وادب پر قدرت پر قاری محمد افروز قادری چریاکوٹی یوں رقم طراز ہیں "بخاری شریف پر حضرت کا بزبان عربی پرزور حاشیہ حضرت کی جودت طبع، مکانت علمی اور قوت استحضار کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ ہر زبان میں حضرت کی طوطی بولتی ہے۔ اردو، فارسی، عربی زبان وادب میں الفاظ کے در و بست اور جملوں کی سجاوٹ دیدنی اور شنیدنی ہوتی ہے ایک شہادت دیکھیں:

کسی موقع پر میں نے حضرت سے قصیدہ بردہ شریف پڑھنے کی اجازت طلب کی تو حضرت نے زبانی عنایت فرمادی۔ میں نے عرض کیا حضور! تحریری درکار ہے۔ فرمایا تب لکھئے میں اس پر دستخط کئے دیتا ہوں میں نے لکھنا شروع کیا، حضرت نے فی البدیہہ ایسا مُقفّٰی اور مسجع اجازت نامہ املا کروایا کہ میں تو عش عش کر اٹھا۔ ذرا جملوں کے زیر و بم دیکھیں بلکہ سیاق وسباق کی تفہیم کے لئے پورا اجازت نامہ ہی نقل کئے دیتا ہوں۔

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم، الحمدلله الملک المنعام، والصلوٰۃ والسلام علیٰ سیدنا محمد النعمة المهداۃ رحمة للانام، وعلیٰ آله الکرام وصحبہٖ العظام، ومن تبعهم باحسان الی قیام الساعة وساعة القیام، وبعد!

فقد استجزت لقرأۃ "بردۃ المدیح" فها أنا ذا اجیز المستجیز... بها وبکل ما اجزت من مشائخی الکرام - رحمهم اللّٰہ تعالیٰ۔

وأسٔل اللّٰہ سبحانه وتعالیٰ -أن یسدد خطای وخطاہ ویوفقنا بمایحبه ویرضاہ اوصیه بملازمة السنة ومصباحة اهلها ومجانبة البدعة ومفارقة أهل الهویٰ والاستقامة علی نهج الهدیٰ"۔

نظم نگاری:

عربی نثر نگاری کے ساتھ ساتھ حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمہ عربی نظم نگاری پر بھی کامل دسترس رکھتے تھے، جس طرح اردو زبان کی شاعری میں آپ کو انفرادیت حاصل تھی، اسی طرح عربی شاعری میں بھی ممتاز نظر آتے تھے۔ برادر طریقت حضرت مولانا انیس عالم سیوانی رضوی مقیم حال لکھنؤ جب بغداد شریف سے اپنی تعلیم مکمل کر کے ہندستان تشریف لائے تو آپ کا کلکتہ بھی آنا ہوا راقم سے ملاقات کے لئے غریب خانہ تشریف لائے دوران گفتگو مولانا سیوانی صاحب نے فرمایا مرشد گرامی حضرت تاج الشریعہ مدظلہ العالی بغداد شریف تشریف لے گئے، سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے حضرت سے ملاقات ہوئی دست بوسی قدم بوسی کے بعد میں نے آئندہ کا پروگرام معلوم کیا، حضرت نے فرمایا نجف اشرف کا پروگرام ہے۔ طے شدہ پروگرام کے تحت حضرت کے ساتھ میں اور چند مقامی عراقی طلباء نجف اشرف کے لئے چل پڑے۔ سیدنا علی مرتضیٰ مشکل کشا رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں حاضری ہوئی۔ کسی نے کہا کہ حضور چند کلمات عالیہ ارشاد فرمادیجئے۔

حضرت نے فی البدیہہ اشعار عربی میں پیش کئے۔ جن سے حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی کی عربی زبان وادب پر گرفت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

حضرت مفتی محمد عیسیٰ رضوی (قنوج) لکھتے ہیں!

’’تاج الشریعہ کو عربی ادب پر ایسی دسترس حاصل ہے کہ وہ فی البدیہہ عربی میں اشعار اور قصیدے کہتے ہیں، ان کی عربی تصانیف کو دیکھ کر اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ انہیں عربی زبان پر کتنا عبور ہے۔ان کی عربی دانی سے بعض علماء عرب انگشت بدنداں رہ گئے کہ انہیں کہنا پڑا کہ ہندستان کا ایسا عربی داں عالم ہمیں آج تک نظر نہیں آیا۔ان سے گفت وشنید کے بعد وہ ان کی عربی دانی کے معترف ومداح ہوگئے۔

مولانا محمد توفیق احسن برکاتی (جامعہ اشرفیہ) لکھتے ہیں ’’سفینۂ بخشش میں نعت ومنقبت، سلام، غزل، نظم، رباعی وغیرہ اصناف کا ایک جہاں آباد ہے، ۹۶ صفحات پر مشتمل یہ نعتیہ دیوان دنیائے شعر وادب میں ایک مقام رکھتا ہے، ادبیت کی چاشنی اور شریعت وطریقت کی نوازشات کا حسین امتزاج قاری کو جہاں عشق وعقیدت کے حقائق دریافت کراتا ہے وہیں ادب وفن کے باریک رموز ونکات سے آگاہی دیتا ہوا نظر آتا ہے، بزبان عربی گیارہ کلام موجود ہیں جن میں نعتیں، منقبتیں، سلام اور نظمیں ہیں ان کے مطالعہ سے آپ کی عربی زبان میں مہارت تامہ کا بخوبی اندازہ ہوجاتا ہے۔

سلام

هادی السبل یامنار سلام
عدد البر والبحار سلام
قدر السماء والارض
عدد اللیل والنهارسلام

یاصبا بلغی الی حبی
من بعید عن الدیار سلام
اجعلونی من اهل بلدتکم
وعلیکم ذوی الفخار سلام

أختر المجتدى يبلغكم
سائلا منكم البحوار سلام

نعت رسول

رسول اللّٰه ياكنزالأمانى
على أ عتابكم وقف المعانى

بهٰذاالباب يعتزّ الذليل
لهذا الباب ياتى كل عان

رسول اللّٰه انى مستجير
لدى أ عتا بكم من كل جان

وكم فاضت بحارك كل حين
وكم جادت سماء ك كل آن

منقبت درشان مجاهد ملت

كيف الوصول صاح لدى الشامخ الأ شم
من أ عجزالشوامخ العليا من الشمم

فاق المجاهدين هذا المجاهد
هذا الفتى بذا كو شهد المشاهد
قالو متىٰ مضىٰ ارأيت اختر
ناديت خاص فى النعما ء يحبر

ترجمہ نگاری:

ترجمہ نگاری ایک مشکل امر ہے ترجمہ کرتے وقت دونوں زبانوں پر مہارت حاصل ہونا اشد ضروری ہے ورنہ ترجمہ ناقص ہونے کے ساتھ ساتھ زبان و بیان کی چاشنی اور ندرت سے ایک قاری محروم ہوجاتا ہے۔ حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ اردو اور عربی زبانوں پر یکساں دسترس رکھتے تھے اور دونوں زبان کے نوک و پلک اور ادبیت پر مکمل عبور حاصل تھا یہی سبب ہے کہ ایام علالت میں ہونے کے باوجود سیدنا امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ کی کئی کتابوں کا اردو سے عربی زبان میں ترجمہ کر کے امت مسلمہ پر احسان فرمایا تاکہ اہل عرب سیدنا مجدد اعظم کے افکار و نظریات اور ان کی اسلامی تعلیمات سے واقف ہوسکے۔

مندرجہ ذیل کتابوں کا اردو سے عربی میں ترجمہ فرمایا ہے۔

(۱) تیسر الماموں لسکن فی الطاعون (۲) شمول الاسلام لاصول الرسول الکرام (۳) العطایا القدیر فی حکم التصویر (۴) الھادی الکاف فی حکم الضعاف (۵) اھلاک الوھابین علی توھین القبور المسلمین (۶) فقہ شھنشاہ (۷) آذر تحقیق کے آئینے میں (۸) برکات الامداد (۹) الامن و العلیٰ لناعتی المصطفیٰ بدافع البلاء (۱۰) سبحان السبوح عن عیب کذب المقبوح (۱۱) حاجز البحرین الواقی عن جمع الصلاتین۔

حسب ذیل کتابوں کا عربی سے اردو میں ترجمہ کیا:

(۱) المعتمد المستند (۲) قصیدتان رائعتان (۳) انوار المنان فی توحید القرآن (۴) الزلال النقیٰ من بحر سبقة النقیٰ

☆ مستقل عربی تصانیف:

۱۔ الحق المبین ۲۔ الصحابة نجوم الاھتداء ۳۔ شرح حدیث الاخلاص ۴۔ نبذة حیاة الامام احمد رضا ۵۔ سد المشارع ۶۔ حاشیة وصیدة الشھدة شرح القصیدة البردة ۷۔ تعلیقات زاھرہ علی صحیح البخاری ۸۔ تحقیق وأن أبا سیدنا ابراھیم (تارخ) لا (آزر) ۹۔ مرأة النجدیة بجواب البریلویة ۱۰۔ نھایة الزین فی التخفیف عن ابی لھب یوم الاثنین ۱۱۔ الفردة فی شرح قصیدة البردة۔

حضور تاج الشریعہ: بہ حیثیت اردو نثر نگار

از: مولانا ڈاکٹر شفیق اجمل قادری
مہتمم جامعہ تاج الشریعہ، بنارس

حضور تاج الشریعہ، بدر الطریقہ، شیخ الاسلام والمسلمین حضرت علامہ مفتی الشاہ محمد اختر رضا خاں قادری ازہری قدس سرہٗ العزیز کی شخصیت محتاج تعارف نہیں۔ آپ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی کے علوم کے وارث و امین، حجۃ الاسلام حضرت مولانا حامد رضا خاں قادری کے علم و فضل کے آئینہ اور حضور مفتی اعظم ہند حضرت مفتی مصطفی رضا خاں قادری کے جانشین اور قائم مقام تھے۔ آپ کی ذات پوری جماعت اہلِ سنت کے لیے مرجع کی حیثیت رکھتی تھی۔ آپ ہر جہت سے اپنے آبا و اجداد کے حقیقی وارث و امین تھے۔ علم و فضل اور زہد و تقویٰ میں اپنے اسلاف کے عکس جمیل تھے۔ حضور تاج الشریعہ کی شخصیت کا بغور مطالعہ کرنے سے یہ امر واضح ہوتا ہے کہ آپ بیک وقت مفکر و مدبر ہونے کے ساتھ ساتھ علوم عقلیہ و نقلیہ میں مہارت تامہ رکھتے تھے۔ حضور تاج الشریعہ کی ولادت ۲۶؍محرم الحرام ۱۳۶۲ھ مطابق ۱؍فروری ۱۹۴۳ء کو محلہ سوداگران بریلی شریف میں ہوئی اور تقریباً ۷۵؍سال کی عمر شریف میں ۲۰؍جولائی ۲۰۱۸ء کو اس دار فانی سے رحلت فرما گئے۔ ان کا وصال نہ صرف ہندوستان بلکہ پورے عالم اسلام کے لیے ناقابل تلافی نقصان ہے۔

حضور تاج الشریعہ متعدد علوم و فنون پر نہ صرف عبور رکھتے تھے، بلکہ انہوں نے ان علوم و فنون پر درجنوں کتابیں تحریر فرمائیں۔ ان کی تحریروں میں علمیت نے ایک خاص متانت و

تمکنت پیدا کر دی ہے۔ حضور تاج الشریعہ کو کئی زبانوں پر عبور حاصل تھا، ان کا علم و دانش ہمیں ان کی تحریروں میں بھی نظر آتا ہے۔ ان کتب کا مطالعہ کرنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے خاندانی روایت کے مطابق ہر موضوع پر ادیبانہ اسلوب نگارش اختیار کرنے پر مکمل دسترس رکھتے تھے۔ ان کی تحریروں میں جگہ جگہ ادبی شہ پارے نظر آتے ہیں اور بلا کی سلاست و روانی پائی جاتی ہے۔ مفکر اسلام ڈاکٹر حسن رضا خاں پٹنہ حضور تاج الشریعہ کے ادبی مقام کو بیان کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

”آپ کے علمی و ادبی فن پارے فکر و احساس کی سطح پر قاری کے ذہن پر اپنے اثرات نہایت آسانی سے چھوڑ جاتے ہیں کیوں کہ اس میں آپ کی بے پناہ ترسیلی ہنرمندی کارفرما رہتی ہے۔ آپ کی تحریر ایک زبردست طنطنے کی کیفیت کے ساتھ ہر قدم پر ملتی ہے۔“ [1]

حضور تاج الشریعہ چوں کہ وارث علوم اعلیٰ حضرت تھے اس لیے اس علم کی جھلک ان کی تصانیف میں بھی نظر آتی ہے۔ وہ لکھتے ہیں اور خوب لکھتے ہیں، اردو زبان میں بھی اور عربی زبان میں۔ حضور تاج الشریعہ کے تحریر کی خصوصیت کو بیان کرتے ہوئے محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ صاحب قادری فرماتے ہیں:

”تاج الشریعہ کے قلم سے نکلے ہوئے فتاویٰ کے مطالعہ سے ایسا لگتا ہے کہ ہم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ عنہ کی تحریر پڑھ رہے ہیں۔ آپ کی تحریر میں دلائل اور حوالہ جات کی بھرمار سے یہی ظاہر ہوتا ہے۔“ [2]

حضور تاج الشریعہ نے دینی مسائل اور علم و ادب کے مختلف شعبوں میں تنقید، طنز و تعریض، گرفت و تعاقب وغیرہ کے امور انجام دیے ہیں، لہٰذا ان کی تحریروں میں بیان کے زور اور جوش بہت نمایاں ہیں۔ ان کے یہاں مناظرانہ اور خطیبانہ انداز بھی ہے۔ طنز و نشتریت کی نمکپاشی بھی ہے۔ ایک مقام پر ارشاد فرماتے ہیں:

”آپ نے دوسروں کو تو دل کھول کر گمراہ کیا، قرآن کی غلط تفسیر و مہمل تاویل کرنے اپنی طرف سے عقیدے اور احکام نکالنے کا الزام دیا، قطع نظر اس کے کہ یہ الزام ہرگز صحیح نہیں یہاں

آپ سے آپ ہی کے امام کی عبارتیں پیش کر کے پوچھنا یہ ہے کہ کیا آپ اور آپ کے امام الطائفہ پر یہ الزام عائد نہیں ہوتے۔'' ۳؎

یہ شستہ تحریر جس نے مخالفین پر بڑے ہی حسن وخوبی کے ساتھ تنقید کی ہے مگر کہیں بھی ادب کا دامن ہاتھ سے چھوٹنے نہ دیا۔ایک اور عبارت ملاحظہ فرمائیں:

''اپنی پردہ پوشی کا کیا خوب انداز ہے،عبارت ایسی اختیار کی جو ناظر کو خواہ مخواہ یہ وہم دلائے کہ یہ بیچارے علمائے دیوبند اس الزام سے بری ہیں۔ جی ہاں بے شک توہین رسول تمہارا اور تمہارے اکابر کا شیوہ ہے۔من جملہ تنقیص شان رسالت کے یہ بھی ہے کہ تمہارے امام الطائفہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صاف صاف بھائی کہا ہے اور جگہ جگہ محبوبان خدا کو تمام انسانوں کے ساتھ عجز ونادانی میں شریک بتا کر اپنا جیسا بشر قرار دیا ہے۔'' ۴؎

ایک اور عبارت ملاحظہ فرمائیں:

''بہت برے ہیں وہ لوگ جو حضور کی بشریت کے منکر ہیں۔ خارج از اسلام ہیں وہ ہمارے گروہ میں سے نہیں۔ ہم اہل سنت نہ بشریت مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منکر اور تمہاری طرح نہ انہیں ایسا بشر کہنے کے قائل،جو عجز ونادانی میں دوسروں کے برابر ہو۔ ہمارے نزدیک دونوں مردود جوان کی بشریت کا منکر ہو وہ بھی اور جو انہیں اپنا جیسا کہے وہ بھی۔'' ۵؎

یہ تحریر اس بات کی گواہ ہے کہ آپ کے یہاں سلاست وروانی،شگفتگی اور سستگی کے ساتھ ساتھ شرکت الفاظ،ندرت بیان اور عرض وبیان کی خوبیاں بھی پائی جاتی ہیں۔حضور تاج الشریعہ کو عربی وفارسی پر بھی کامل عبور حاصل تھا۔ وہ ان زبانوں کے الفاظ کثرت سے استعمال کرتے ہیں۔ ان کی تمام تحریر اس بات کی گواہ ہے مگر حضور تاج الشریعہ کا خاص وصف یہ تھا کہ ان زبانوں کے استعمال کے باوجود کہیں پر بھی عبارت ثقیل و بوجھل نہیں معلوم دیتی بلکہ سلاست و روانی کے ساتھ اپنی بات کہہ جاتے ہیں۔

''حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مرقد انور میں جسم اطہر کے ساتھ زندہ ہیں اور ان کا نور ویسا ہی ہے جیسا کہ تھا بلکہ زیادہ ہے۔یہی تو ہمارا دعویٰ ہے کہ اس نور کا ظہور جیسے کل تھا ویسے آج بھی ہے

اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنی نورانیت سے ہر شئے میں جلوہ گر ہیں۔ واللہ الحجۃ السامیۃ۔ مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری الفضل ماشہدت بہ الاعداء۔'' ۶ ؎

اس اقتباس میں عربی الفاظ وتراکیب کے استعمال کے باوجود عبارت کا حسن کہیں سے ضائع نہیں ہونے پایا۔ حضور تاج الشریعہ کی ہر تصنیف علمی و تحقیقی ہوتی ہے۔ وہ اپنی تحریروں میں اس وصف کا خاص التزام کرتے ہیں کہ بات کو کم سے کم الفاظ میں کہا جائے۔ ایک مقام پر تصویر کی حرمت کے متعلق احکام کو بڑے ہی ایجاز واختصار کے ساتھ بیان فرماتے ہیں:

''تصویر ذی روح کا بنانا مطلقاً حرام اور احادیث واقوال صحابہ سے صاف ظاہر ہوا کہ حرمت بعد زمانۂ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بھی باقی ہے اور اس حکم حرمت سے کسی تصویر کا بنانا مستثنیٰ نہیں، نہ ہرگز کسی حدیث سے کسی تصویر کو بنانے کی اجازت ثابت ہے۔'' ۷ ؎

حضور تاج الشریعہ سے غائبانہ تربت بنا کر اس پر عرس کرنے کے متعلق حکم دریافت کیا گیا تو آپ نے بڑے ہی ایجاز واختصار کے ساتھ حکم شرع کو بیان کیا جس سے بات پورے طور پر واضح ہوجاتی ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

''اللہ کی لعنت ہے اس پر جو بے مزار کے زیارت کرے اور اس پر عرس کرنا بھی حرام ہے اور ایسے جلسہ میں شرکت کرنا گناہ کہ اعانت بر گناہ گناہ۔'' ۸ ؎

مذکورہ بالا عبارت ایجاز واختصار کا اعلیٰ شاہکار ہے۔ وہ بلا ضرورت طلاوت سے گریز کرتے ہیں، جو کام ایک طویل عبارت نہیں کر پاتی وہ چند سطروں میں کرجاتے ہیں۔ کسی تحریر کی ابتدا یا بیچ میں یا آخر میں برمحل اشعار کا استعمال تحریر کو معنویت وبلاغت کا نمونہ بنا دیتا ہے۔ اس سے نثر میں بلا کا حسن پیدا ہوجاتا ہے۔ حضور تاج الشریعہ کی تحریروں میں اس طرح کے نمونے جا بجا نظر آتے ہیں۔ امام احمد رضا محدث بریلوی کے ترجمۂ کنزالایمان پر ایک دیوبندی مولوی نے اعتراض کیا۔ ان کو لفظ ظاہر صورت بشری پر اعتراض تھا۔ اس کا جواب ''ساون کے اندھے کو ہرا ہی ہرا نظر آتا ہے۔ کافر سب کو کافر ہی سمجھتا ہے مگر شاہ صاحب تو معترض کے طور پر بشریت حضور ہی سے منکر ہوگئے اب انہیں بھی یہی الزام دے ورنہ ان کے بچاؤ کی کیا تدبیر ہے بتائیے؟

یوں نظر دوڑے نہ برچھی تان کر
اپنا بیگانہ ذرا پہچان کر" ۹؎

ایک مقام پر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حاضر و ناظر پر بحث کرتے ہوئے آپ تحریر فرماتے ہیں:

"اچھا اگر حاضر و ناظر تمہاری چڑ ہے یہی سہی۔ تمہاری ہی منقولہ عبارت اخیرہ میں یہ فقرہ وارد ہے وقیل شاہد علی الخلق اور کہا گیا کہ خلق پر حاضر ہیں اس فقرہ کے بارے میں اور سہی ؎

دل اعدا کو رضا تیز نمک کی دھن ہے
اک ذرا اور چھڑکتا رہے خانہ تیرا" ۱۰؎

مذکورہ بالا دونوں عبارتوں کی اثر انگیزی ملاحظہ فرمائیں کہ کس طرح آپ نے برمحل اشعار کا استعمال کر کے اپنی نثر کو باوزن اور پروقار بنا دیا۔ منظرنگاری بھی تاثیراتی نثر کا خاص جزو ہے جس کی قوت تاثیر سے مخاطب خود کو فراموش کر کے اسی ماحول میں پہنچا ہوا محسوس کرتا ہے جس کی تصویر کھینچ دی گئی ہو۔ حضور تاج الشریعہ نے ہمیں ایسے یادگار جملے عطا کیے جسے پڑھنے کے بعد یقینی طور پر خود فراموشی کا عالم طاری ہو جاتا ہے، جو یقیناً آپ کی قوت تحریر کا نادر نمونہ ہے۔ ارشاد فرماتے ہیں:

"حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبا میں بائیس دن ٹھہرے اور مسجد قبا تعمیر فرمائی پھر جمعہ کو دن چڑھے سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبا سے روانہ ہوئے، محلہ بنی سالم بن عوف میں جمعہ کا وقت ہو گیا وہاں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمراہ مسلمانوں کو جمعہ کی نماز پڑھائی ان کی تعداد سو تھی اور نماز وادی رانونا کے بطن میں پڑھی گئی۔ پھر حضور علیہ السلام ناقہ پر سوار ہو کر چلے تو جس گھر سے گزرتے اس کے لوگ درخواست کرتے کہ حضور ہم میں نزول فرماتے، آپ فرماتے اس کا راستہ چھوڑ دو کہ یہ ناقہ اللہ کی طرف سے مامور ہے تو اونٹنی چلتے چلتے مسجد نبوی شریف کے دروازہ کی جگہ پر بیٹھ گئی پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لیے اٹھی اور ابو ایوب انصاری کے دروازہ پر جا بیٹھی پھر اٹھ کر پہلی جگہ بیٹھ کر آواز نکالی گویا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اترنے کو عرض کرتی ہو تو حضور اس سے اٹھے اور زمین پر تشریف لائے اور

فرمایا انشاء اللہ یہی اپنی منزل ہے اور مسلمانوں کی فرط وخوشی کا کیا عالم تھا اور مدینہ میں کیسی رونق تھی۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھئے وہ فرماتے ہیں: جب وہ دن آیا جس دن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے اور مدینہ کی ہر شئے جگمگا اٹھی اور آپ کی آمد پر کمسن لڑکیاں چھتوں پر چڑھ گئیں اور یہ ترانہ گاتی تھیں:

طلع البدر علینا من ثنیات الوداع

ثنیہ الوداع سے ہمارے اوپر چاند طلوع ہوا

وجب الشکر علینا مادعا للہ داع

ہم پر شکر خدا واجب ہے جب تک اللہ کی عبادت ہو [1]

یہ اقتباس منظر نگاری کی عمدہ مثال ہے۔ کسی عربی کتاب کو اردو زبان میں ڈھالنا کتنا مشکل کام ہے اس کا اندازہ وہی لگا سکتا ہے جو اس میں طبع آزمائی کرتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی نے امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے فضل وشرف اور عظمت وافضلیت پر عربی زبان میں عالمانہ ومحققانہ کتاب تحریر فرمائی۔ اس کتاب کو اردو میں منتقل کرنا اور اسلوب وبیان کی عمدگی کا بھرپور خیال رکھنا کتنا مشکل کام تھا، اس کا صحیح اندازہ اہل علم ہی لگا سکتے ہیں۔ مذکورہ کتاب کو دیکھنے سے اس بات کا بخوبی پتہ چلتا ہے کہ حضور تاج الشریعہ اردو کے بہترین نثر نگار اور لائق وفائق ادیب تھے۔ اس میں زبان کی سلاست وروانی بھی ہے اور بیان کی اثر انگیزی بھی۔ اگر صرف اردو عبارت پڑھی جائے تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ کتاب اردو زبان میں لکھی گئی ہے۔ چند مثالیں ملاحظہ فرمائیں:

”ولقد کان یتبرک بالنبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم و یتوسل بہ الی اللہ تعالی فی الدعاء کما یدل علیہ ماروی العلماء من سنۃ قریش و حدیث الاستسقاء وقد حث الناس علی اتباعہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وأخبر عن أمور لم تقع، فصدق سبحنہ و تعالی ظنہٗ ووقع لمثل أخبارہٗ ولقدکان لہ موقع عظیم فی قلب النبی الکریم علیہ أفضل الصلاۃ والتسلیم۔

ترجمہ: اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے برکت طلب کرتے اور دعا میں آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وسیلہ

بناتے چناں چہ اس پر قریش کی قحط سالی اور سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وسیلہ سے بارش طلب کرنے کا واقعہ جسے ان کے علما نے روایت فرمایا ہے دلالت کرتا ہے اور بے شک ابو طالب نے لوگوں کو سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اتباع پر ابھارا اور ان باتوں کی خبر دی جو واقع نہ ہوئی تھیں تو ایسا ہی ہوا جیسا انھوں نے خبر دی اور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دل میں ان کے لیے مقام عظیم تھا۔" ۱۲

بطور نمونہ یہ ترجمہ بھی ملاحظہ فرمائیں:

"اقول فان قلت اذا أردتم بالنار أعظم النيران المخصوص بشقي الأشقياء فما معنى انذار سائر الناس عنهُ قلت المعنى ان شاء الله تعالى ان الأشقى أنما بلغ ما بلغ من كمال الشقاء وسوء الجزاء، وجهد البلاء، بما ثابر عليه من الكفر والعناد والاصرار والاستكبار فاحذروا انتم ايها الناس ان لم تنيبوا الى الحق ودمتم كدوامه أن تعادلوه في الشقاء كمثل آثامه۔

ترجمہ: اقول اب اگر تم کہو جب کہ آپ نے آیت میں مذکور نار سے دوزخ کی سب سے بڑی آگ مراد لی جو تمام اشقیا سے بدتر شقی کے لیے مخصوص ہے تو سب لوگوں کو اس آگ سے ڈرانے کا کیا مقصد ہے۔ تو میں کہوں گا کہ مقصد انشاء اللہ تعالیٰ یہ ہے کہ وہ سب سے بڑا اشقی کمال شقاوت اور بری جزا اور سخت بلا کے جس درجہ پر پہنچا اس کا سبب وہی کفر و عناد ہے اور گھمنڈ ہے جس پر وہ قائم رہا تو اے لوگو تم ڈرو کہ اگر تم حق کو نہ مانو اور ناحق پر جمے رہو جیسا کہ وہ بڑا بد بخت جما رہا کہیں تم بدبختی میں اس کے برابر نہ ہو جاؤ تو اس کے عذاب جیسا عذاب پاؤ۔" ۱۳

"المعتقد المنتقد" اور "المستند المعتمد" علم کلام کے مسائل پر مشتمل نہایت عمدہ کتاب ہے۔ اس فن کے مباحث منطقیانہ اور فلسفیانہ ہونے کی وجہ سے اور کتاب کی زبان خالص عربی ہونے کی بنیاد پر بعض مسائل میں اہل علم کو بھی پیچیدگی معلوم ہوتی تھی اور کافی غور و فکر کرنا پڑتا تھا۔ طلبہ تو طلبہ علما کو بھی اس کی شرح اور ترجمہ کی ضرورت شدت سے محسوس ہوتی تھی۔ حضور تاج الشریعہ نے صاف و شستہ اور شائستہ اردو زبان میں ترجمہ کر کے ایک نئے باب کا اضافہ فرمایا۔ المعتقد المنتقد کے ترجمے پر تبصرہ کرتے ہوئے حضرت علامہ خواجہ مظفر حسین علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

’’حضرت تاج الشریعہ نے ان اہم مباحث کا سلیس اردو زبان میں ایسا برجستہ ترجمہ فرما دیا ہے کہ ترجمہ ہی سے مفہوم واضح ہو جاتا ہے۔ حضرت تاج الشریعہ نے اردو زبان میں بہترین ترجمہ اور مشکل مقامات کی تشریح فرما کر طلبہ و مدرسین اور تمام قارئین کے لیے بہت آسان فرما دیا ہے۔‘‘ ۱۴؎

علامہ ڈاکٹر آصف اشرف جیلانی پاکستان حضور تاج الشریعہ کے ترجمے کی خوبیوں کو بیان کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

’’یہ حضرت تاج الشریعہ کا کمال ہے کہ آپ نے محض عبارت کا ترجمہ نہیں کیا بلکہ ایک محرم راز کی حیثیت سے مضامین کی ترجمانی بھی کی ہے۔ آپ نے محض الفاظ کا لفظی ولغوی تقاضا ہی پورا نہیں کیا بلکہ عبارت کے منشا اور مدلول کو بھر پور انداز میں اجاگر کیا ہے۔‘‘ ۱۵؎

ترجمہ کی خوبی ملاحظہ فرمائیں:

’’یجب ان تعلم أن من آمن به وصدقه فیما أتی به یجب علیه طاعته صلی اللّٰه علیه وسلم لأنه مما أتی به قال اللّٰه تعالیٰ: یا أیها الذین امنوا اطیعوا اللّٰه رسوله وقال: قل اطیعو اللّٰه و اطعوا الرسول وقال: و ان تطیعوہ تهتدوا فجعل طاعة رسوله طاعته، وقرن طاعته بطاعته، ووعد علیه بجزیل الثواب، و أوعد علی مخالفته بألیم العذاب، ورغم أنف المشرکین۔‘‘ ۱۶؎

ترجمہ: واجب ہے کہ تم یہ جانو کہ جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لائے اور ان باتوں میں ان کو سچا جانے جو وہ لے کر آئے اس پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طاعت واجب ہے۔ اس لیے کہ یہ حکم بھی انہیں باتوں سے ایک ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لائے، اللہ کا فرمان ہے: ’’یا ایھا الذین امنوا اطیعوا اللہ ورسولہ۔‘‘ اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو۔ (کنزالایمان) اور اللہ نے فرمایا: ’’قل اطیعوا اللہ والرسول۔‘‘ (سورۃ النور، آیت ۵۴) تم فرماؤ حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا۔ (کنزالایمان) اور فرمایا: ’’وان تطیعوہ تہتدوا۔‘‘ (سورۃ النور، آیت ۵۴) اور اگر رسول کی فرمانبرداری کروگے راہ پاؤگے۔ (کنزالایمان) تو اللہ تبارک تعالیٰ نے اپنے رسول کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیا۔ اور اپنی اطاعت کو رسول کی اطاعت سے ملایا اور اس پر بڑے

ثواب کا وعدہ کیا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت پر دردناک عذاب کی وعید سنائی اور مشرکوں کی ناک رگڑ دی۔ ۱۷؎

ایک اقتباس کا ترجمہ مزید ملاحظہ فرمائیں:

”وحقیقة المحبة میل القلب الی ما یوافقه، و أسبابها ثلاثة۔ استلذاذه یادراکه بمشاعره الحسیة کحب الصور الجمیلة الأصوات الحسنة الأطعمة اللذیذة و نحوها مما کل طبع سلیم مائل الیهالموافقتهاله۔“ ۱۸؎

ترجمہ: اور محبت کی حقیقت دل کا اپنے موافق چیز کی طرف میلان ہے اور محبت کے اسباب تین ہیں آدمی کا اپنے مشاعر حسیہ کے ذریعہ حسی نفسانی کیفیات کو ادراک کر کے ان سے لطف اندوز ہونے کی چاہت، خوبصورت شکلوں اور اچھی آوازوں اور لذیذ کھانوں اور ان جیسی چیزوں کی محبت جن کی طرف طبع سلیم میلان رکھتی ہے اس لیے مذکورہ چیزیں اس کے موافق ہیں۔ ۱۹؎

اس کتاب کی عبارات کے مفاہیم و مطالب کا ترجمہ کرتے ہوئے اردو قالب میں ڈھالنا کسی عام انسان کے بس کی بات نہیں تھی۔ یہ حضور تاج الشریعہ کا کمال ہے کہ آپ نے محض عبارات کا ترجمہ نہیں کیا بلکہ ایک محرم راز کی حیثیت سے مضامین کی ترجمانی بھی کی ہے۔آپ نے محض الفاظ کا لفظی ،لغوی تقاضا ہی پورا نہیں کیا ہے بلکہ عبارات کی منشا کو بھی ملحوظ رکھا ہے۔

یہ ایک جھلک ہے حضور تاج الشریعہ کے ادبی شاہکار کی، آپ کی تحریر چاہے جس بھی موضوع سے تعلق رکھتی ہو بیان کی شائستگی اور لہجے کی شگفتگی سے آراستہ ہوتی ہے۔آپ کی تحریروں میں نفاست، بلاغت، علمیت، حلاوت، متانت اور سلاست کا حسین امتزاج ہے۔آپ کی تحریروں سے بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ وہ فن نثر نگاری کے ایک باکمال ادیب تھے جنہوں نے اردو نثر پر عظیم احسان کیا۔جس کو اہل ادب کبھی فراموش نہیں کر سکتے۔

حوالہ جات

۱۔تجلیات تاج الشریعہ، رضا اکیڈمی ممبئی، ۲۰۰۹ء ص ۳۷

۲۔ایضاً ص ۴۳۲

۳۔دفاع کنز الایمان،تاج الشریعہ مفتی اختر رضا خاں قادری ازہری، ادارہ سنی دنیا بریلی شریف،۱۹۸۹ء ص ۵۴۔ایضاً ص ۴۹

۵۔ایضاً ص ۳۶۔ایضاً ص ۳۸

۷۔تصویروں کا شرعی حکم،تاج الشریعہ مفتی اختر رضا خاں قادری ازہری، اسلامک ریسرچ سینٹر بریلی شریف،۲۰۱۵ء ص ۱۴

۸۔فتاویٰ تاج الشریعہ، جامعۃ الرضا بریلی شریف، ۲۰۱۴ء ج ۱ ص ۴۴۹

۹۔دفاع کنز الایمان ص ۵۸

۱۰۔ایضاً ص ۱۱۲۲۔ہجرت رسول، تاج الشریعہ مفتی اختر رضا خاں ازہری، اسلامک ریسرچ سینٹر بریلی شریف، ۲۰۱۵ء ص ۲۳، ۲۴

۱۲۔فضائل حضرت ابوبکر صدیق، تاج الشریعہ مفتی محمد اختر رضا ازہری ص ۱۰۷ ادارۂ معارف، لاہور، ۲۰۰۷ء

۱۳۔ایضاً ص ۱۱۶

۱۴۔المعتقد المنتقد (اردو) ص ۴۶ جامعۃ الرضا، بریلی شریف

۱۵۔ایضاً ص ۵۴

۱۶۔المعتقد المنتقد ،المجمع الاسلامی مبارک پور ص ۱۳۳

۱۷۔ المعتقد المنتقد (اردو) ص ۲۸۰

۱۸۔المعتقد المنتقد ص ۱۳۴

۱۹۔ المعتقد المنتقد (اردو) ص ۲۸۲

حضورتاج الشریعہ علیہ الرحمہ: بہ حیثیت ترجمہ نگار

از: محسن رضاضیائی۔ چیف ایڈیٹر،ماہ نامہ انوارِہاشمی

برِ صغیر ہندو پاک میں ترجمہ نگاری کی روایت صدیوں پر محیط ہے۔ جہاں تک اردو اورعربی ترجمہ نگاری کی بات ہے تو غیر منقسم ہندوستان میں اس کی روایت سب سے پہلے صوفی بزرگ حضرت عبداللہ حسینی (حضرت بندہ نواز گیسو دراز علیہ الرحمہ کے پوتے تھے۔) نے ایک عربی کتاب ''نشاۃ العشق'' کا اردو میں ترجمہ کر کے ڈالی۔ اس کے بعد سے فن ترجمہ نگاری کی روایت عام سے عام تر ہوتی گئی۔ یہاں یہ بات واضح رہے کہ ترجمہ نگاری ایک مشکل اور پیچیدہ فن ہے، اس میدان میں وہی شخص قدم رکھ سکتا ہے، جو زبان وادب کی باریکیوں اور اس کی نزاکتوں سے خوب اچھی طرح واقف وآشنا ہو۔اس کے علاوہ زبان وفن پر بھی پوری طرح قدرت ومہارت رکھتا ہو۔

اس سلسلے میں پروفیسر مسکین علی حجازی کا ایک اہم اور معلوماتی اقتباس ملاحظہ کریں۔ چناں چہ اپنی کتاب صحافتی زبان میں رقم طراز ہیں:

''علمی، ادبی اور فنی مواد کو ایک زبان سے دوسری زبان میں منتقل کرنا خاصا دشوار کام ہے، یہ کام وہی شخص صحیح طور پر کرسکتا ہے، جو متعلقہ علم، صنف ادب یا فن کا ماہر ہونے کے علاوہ دونوں زبانوں پر مکمل طور پر قادر ہو۔ (صحافتی زبان، ص ۷۳)

اسی طرح ایک کام یاب مترجم کے لیے ضروری ہے کہ جن دو زبانوں میں ترجمہ نویسی کا کام انجام دے رہا ہے، اس کے پاس پہلے ان زبانوں کے امثال ومحاورات، مترادفات ومتضاد اور الفاظ وکلمات کا وافر ذخیرہ موجود ہو۔

یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ ترجمہ کئی قسموں اور طریقوں کا ہوتا ہے۔ہم ذیل میں ترجمہ کی چند قسمیں درج کررہے ہیں، جن سے ترجمہ نگاری کی دشواریوں اور موشگافیوں کو سمجھنے میں قدرے آسانی ہوگی۔

ترجمہ کی اقسام:

۱-لفظی ترجمہ ۲-آزادترجمہ ۳-لفظی اور آزادترجمہ ۴- تشریحی ترجمہ ۵-ملخص ترجمہ

مترجم کے لیے ضروری ہے کہ اصل زبان اور ترجمے کی زبان دونوں پر یکساں طور پر عبورحاصل ہو۔بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ مترجم کسی عبارت ومتن کا لفظی ترجمہ کرتا چلا جاتا ہے، حالاں کہ کچھ عبارات ومتون ایسے بھی ہوتے ہیں، جو پیچیدہ ہوتے ہیں اور وہاں لفظی ترجمہ کام نہیں آتا ہے۔لہذا ایسی جگہوں کے لیے ضروری ہے کہ وہاں تشریحی یا لفظی وآزادترجمہ کرکے اپنے ترجمہ کو بامعنی اور مفید بنایا جائے۔اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ جس کتاب کا ترجمہ کیا جارہا ہوتا ہے، وہ کافی ضخیم اور مطول ہوتی ہے۔تو ایسی کتابوں کا تلخیصی ترجمہ سودمند ثابت ہوتا ہے۔اگرترجمہ نگاری کے لیے اس کے اصول ومبادیات کوملحوظ رکھا جائے اوراس کے قواعد وضواط کے دائرے میں رہ کرکیا جائے تو ایک کام یاب اورشاندار ترجمہ ہوسکتا ہے۔

ترجمہ نگاری کے لیے چند باتوں کا خیال ازبس ضروری ہے، جنہیں ہم بہ طور رہنمائی کے یہاں ذکرکررہے ہیں۔

● ترجمہ نگاری کے لیے خاص طور پر جس چیز کی شدید ضرورت ہوتی ہے، وہ کسی بھی علم وفن، زبان وادب، تاریخ وسیراور تہذیب وثقافت کی وافرمعلومات کا ہونا ہے۔مترجم کے پاس ان تمام کی جتنی معلومات ہوں گی، ترجمہ اتنا ہی معلوماتی اور تحقیقی ہوگا۔لہذا ضروری ہے کہ جس فن کی تصنیف وتالیف ہو، پہلے اس کا غائرانہ مطالعہ کرلیا جائے، تاکہ اس کے فن اوراسلوبِ نگارش سے کماحقہ واقفیت حاصل ہوجائے۔اورپھراس کتاب میں مذکورہ مواد کی معلومات جمع کی جائے تاکہ وہ ترجمہ نگاری میں معاون ومددگارثابت ہو۔

● جس زبان کی کتاب کا ترجمہ کرنا مقصود ہو، پہلے اس زبان کے تہذیبی اقدار وروایات کی وافر معلومات ضروری ہے۔ تاکہ ترجمہ مہذب، شائستہ اور شستہ ہو۔ اس میں جہاں ادبی چاشنی، فکری گہرائی اور قوتِ لسانی کا رنگ نمایاں ہو، وہیں مہذب انداز و اسلوب اور اس کے قدیم اقدار وروایات کی بوقلمونی بھی موجود ہو۔

● ترجمہ اس کمال وحیثیت کا ہونا چاہیے، کہ پڑھنے والوں کو یہ احساس بھی نہ ہو کہ یہ ترجمہ ہے، بلکہ انہیں یہ محسوس ہو کہ یہ باضابطہ خود ایک کتاب ہے۔ ترجمہ میں اصل کتاب کی ساری خوبیاں اور اچھائیاں موجود ہوں۔ جس فن کی کتاب ہو، اسی کے مطابق زبان وادب ، انداز و اسلوب اور اصطلاحات وتراکیب ہوں۔ لیکن یہ خاصا مشکل کام ہے۔ یہ وہی مترجم کرسکتا ہے، جو ترجمہ نگاری کے تمام اصول ومبادیات، اس کی باریکیوں اور نزاکتوں پر گہری نگاہ رکھتا ہو۔

ڈاکٹر جمیل جالبی لکھتے ہیں: ترجمہ کا کام یقیناً مشکل کام ہے، اس میں مترجم، مصنف کی شخصیت، فکر واسلوب سے بندھا ہوتا ہے۔ ایک طرف اس زبان کا کلچر، جس کا ترجمہ کیا جارہا ہے ، یہ دوئی خود مترجم کی شخصیت کو توڑ دیتی ہے۔ (ارسطو سے ایلیٹ تک، ص: ۱۳)

یاد رکھیں کہ ترجمہ محض ایک جسم کو دوسرا لباس پہنا دینے کا نام نہیں ہے۔ بلکہ ایک جسم کے مقابلے میں بالکل ویسا ہی جسم تراش کر اسے دوسرے لباس میں اس طرح لے آنا ہے کہ دونوں قالبوں میں ایک ہی روح ہو۔ یہاں لباس، جسم اور روح سے مراد ترجمے کی زبان، اصل عبارت کا مرکزی خیال اور وہ تاثر ہے، جو پڑھنے کے بعد دل ودماغ میں ہوتا ہے۔

اب آیئے سردست ہم بات کریں حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی ترجمہ نگاری کی تو یقیناً آپ ایک کامیاب اور بے مثال مترجم تھے۔ ترجمہ نگاری کے حوالے سے مذکورہ بالا تمام باتیں آپ کے اندر کامل طور سے پائی جاتی تھیں۔ آپ نے ترجمہ نگاری کی صدیوں سے چلی آرہی روایات میں زبان وادب اور علم وفن کے لحاظ سے کئی ایک اضافے بھی کیے۔ آپ کی ترجمہ کردہ کتب ترجمہ نگاری کا ایک عظیم شاہ کار کا درجہ رکھتی ہیں۔ آپ نے اپنی ترجمہ نگاری میں جہاں

قدیم اصول ومبادیات اور طرز واسلوب کو اختیار فرمایا، وہیں جدید اصول وقواعد کا بھی حد درجہ اہتمام والتزام فرمایا ہے، جو یقیناً نئی نسل کے مترجمین کے لیے راہ نما اصول ثابت ہوں گے۔

بلا شبہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ آپ کو ترجمہ نگاری کا ہنر وفن اپنے آبا واجداد سے وراثت میں ملا تھا، خصوصاً دو شخصیتوں سے جن میں ایک تو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ ہیں، جنھوں نے قرآن مجید کا اردو زبان میں ''کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن'' کے نام سے نہایت ہی عالمانہ، فاضلانہ اور محققانہ ترجمہ کیا۔ یہ ایک ایسا ترجمہ ہے، جس کی ایک ایک سطر سے عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشبو اٹھتی ہے اور مشام جان کو معطر ومعنبر کردیتی ہے۔ اب تک قرآن کریم کے بے شمار تراجم منظر عام پر آچکے ہیں، لیکن جو شہرت ومقبولیت ''کنز الایمان'' کو حاصل ہوئی ہے، وہ کسی ترجمۂ قرآن کو حاصل نہیں ہوئی ہے۔ دنیا بھر میں اس کے لاکھوں نسخے شائع ہوتے ہیں۔

دوسرے شہزادۂ اعلیٰ حضرت حضور حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا خان علیہ الرحمہ ہیں، جنھوں نے اپنے والد گرامی کی ایک معرکۃ الآراء اور شہرۂ آفاق تصنیف ''الدولۃ المکیۃ بالمادۃ الغیبیۃ'' کا کلاسکی اردو میں نہایت ہی علمی، جامع اور معیاری ترجمہ فرمایا، جس کو یقیناً فن ترجمہ نگاری کا ایک شاہ کار اور کمالِ فن کا بہترین مظاہرہ کہا جاسکتا ہے۔

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ اپنے آبا واجداد کے علوم وفنون کے سچے امین اور حقیقی جانشین تھے، یہی وجہ ہے کہ آپ کے اندر ان کے علوم وفنون کا عنصر صاف اور نمایاں طور پر جھلکتا ہے۔ آپ نے اپنی خاندانی وموروثی ذمہ داریوں اور روایتوں کو قائم رکھا اور کئی ایک مایہ ناز کتب کا عربی سے اردو اور اردو سے عربی میں ترجمہ فرمایا۔ آپ کی ترجمہ کردہ کتب کے مطالعے سے یہ بات آشکار ہوتی ہے کہ آپ کو زبان، ادب اور فن پر مکمل عبور حاصل تھا۔ ان میں آپ کی آسان، سادہ، شستہ، سلیس اور بامحاورہ زبان کا ایک حسین امتزاج دیکھنے کو ملتا ہے، جو ہر طرح کے قارئین کے لیے یکساں مفید ہیں۔

آپ کی زبان دانی پر محدثِ کبیر حضرت علامہ ضیاء المصطفیٰ صاحب کا ایک معلوماتی

تأثر ملاحظہ کریں، آپ رقم طراز ہیں:

اللہ تعالیٰ نے آپ کو کئی زبانوں پر ملکۂ خاص عطا فرمایا ہے۔زبان اردو تو آپ کی گھریلو زبان ہے اور عربی آپ کی مذہبی زبان ہے۔ان دونوں زبانوں میں آپ کو خصوصی ملکہ حاصل ہے،جس پر آپ کی اردو اور عربی نعتیہ شاعری شاہد عدل ہیں۔آپ کے برجستہ اور فی البدیہیہ نعتیہ اشعار فصاحت وبلاغت،حسن ترتیب اور نعت تخیل میں کسی کہنہ مشق استاد کے اشعار سے کم درجہ نہیں ہوتے۔عربی زبان کے قدیم وجدید اسلوب پر آپ کو ملکۂ راسخ حاصل ہے۔آپ کی خطابت وشاعری اور ترجمہ نگاری کسی پختہ کار عربی ادیب کے ادبی کارناموں پر بھاری نظر آتی ہے۔(تجلیات تاج الشریعہ،ص:۴۷)

مذکورہ بالا اقتباس سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچتی ہے کہ آپ کو زبان وادب پر ملکۂ خاص حاصل تھا۔جہاں آپ اچھی اور فصیح عربی بولتے تھے، وہیں لکھتے بھی تھے۔آپ کی عربی تصانیف اور تعاریب اس پر شاہدِ عدل ہیں۔آپ نے کئی مایہ ناز کتابوں کا عربی سے اردو اور اردو سے عربی میں ترجمہ فرمایا۔آپ کی ترجمہ کردہ کتابوں میں سب سے زیادہ شہرت ومقبولیت ''المعتقد المنتقد'' کو حاصل ہوئی۔اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ کتاب عقائد وکلام جیسے مشکل اور پیچیدہ فن پر مشتمل ہے۔ایک تو کسی بھی زبان کو کسی دوسری زبان میں منتقل کرنا یہ ایک بہت بڑا اور مشکل کام ہے اور اس پر مستزاد یہ کہ وہ عقائد وکلام جیسے سخت فن اور موضوع پر ہو۔یقیناً اسی سے ترجمہ نگاری پر آپ کی مہارت وقدرت کا اندازہ ہوتا ہے کہ جہاں آپ ایک اچھے ادیب اور مختلف علوم وفنون کے بحر بے کراں تھے وہیں عمدہ ترجمہ نگار بھی تھے۔شیخ الطریقت حضرت علامہ سید محمد جیلانی محامد اشرف کچھوچھوی مدظلہ العالی آپ کی ترجمہ نگاری بالخصوص ''المعتقد المنتقد'' کی بابت فرماتے ہیں:

ارے پیارے! ''المعتقد المنتقد'' فاضل بدایونی نے اور اس پر حاشیہ ''المعتمد المستند'' فاضل بریلوی نے عربی زبان میں لکھا ہے اور جس مندرجہ بالا اقتباس کو ہم نے پڑھا، اسے اہل سنت کی نئی نسل کے لیے تاج الشریعہ، ملک الفقہا حضرت العلام اختر رضا خاں ازہری صاحب

نے ان دونوں اکابرین کے ادق بحث کو آسان اور فہم سے قریب اسلوب سے مزین ایسا ترجمہ کیا کہ گویا خود ان کی تصنیف ہے۔

''المعتقد'' کے ترجمہ میں اگر ایک طرف ثقاہت وصلابت ہے تو دوسری طرف دقت نظر اور ہمہ گیریت بھی ہے۔صحت وقوت کے ساتھ پختگی ومہارت بھی ہے۔ترجمہ مذکور علامہ ازہری میاں کی ارفع صلاحیتوں کا زندہ ثبوت ہے۔اللھم زد فزد۔(تجلیاتِ تاج الشریعہ،ص:۴۳)

آپ کی ترجمہ کردہ کئی کتابیں ہیں،مضمون کی طوالت کے پیش نظر ہم یہاں صرف ان کی فہرست پیش کرنے پر اکتفا کررہے ہیں۔

(1)''المعتقد المنتقد''،''والمستند المعتمد''(عربی سے اردو)(2)الزلال الانقی من بحر سبقۃ الاتقی(عربی سے اردو)(3)فقہ شہنشاہ بان القلوب بید المحبوب بعطاء اللہ(اردو سے عربی)(4)اھاد الکاف فی احکام الضعاف(اردو سے عربی)(5)شمول الاسلام الاصول الرسول الکرام(اردو سے عربی)(6)عطایا لقدیر فی حکم التصویر(اردو سے عربی)(7)اھلاک الوھابین(اردو سے عربی)(8)تیسر الماعون(اردو سے عربی)

یہ سچ ہے کہ آپ نے اپنی ترجمہ کردہ کتب میں حقائق ومعارف کے خزینے سمو کر رکھ دیے ہیں،آپ کے ترجمہ میں رازی کی موشگافیاں،غزالی کا تصوف،جامی کی وارفتگی اور نعمان کا تفقہ موجود ہے۔

نئی نسل کے مترجمین کے لیے آپ کی ترجمہ کردہ کتب راہ نما اصول ہیں،جن سے بہت کچھ سیکھا اور سیکھایا جاسکتا ہے۔

حضورتاج الشریعہ: بہ حیثیت شاعر

از: ڈاکٹر محمد حسین مُشاہدؔ رضوی (مالیگاؤں)

علامہ مفتی محمد اسماعیل رضا المعروف اخترؔ رضا قادری برکاتی ازہری بریلوی عالمِ اسلام کی عظیم روحانی شخصیت تھے۔علم وعمل ،زہد وتقوا،استقامت علیٰ الدین ،خشیتِ الٰہی ،اور عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں آپ بلند مرتبہ پر فائز تھے۔آپ کی دینی وعلمی،تبلیغی وتدریسی اور تعلیمی و اصلاحی خدمات عالم گیر شہرت و وسعت رکھتی ہیں۔آپ کی ولادت عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں طرۂ امتیاز رکھنے والے ’’خانوادۂ رضا‘‘میں 26 محرم الحرام 1362ھ بمطابق 2رفروری 1943ءکو ہوئی۔اورآپ نے 20جولائی 2018ء بمطابق 6 ذوالقعدہ 1439ھ کوسفر آخرت فرمایا۔امام احمد رضا بریلوی،علامہ حسن رضا بریلوی،علامہ حامد رضا بریلوی،علامہ مصطفی رضا نوریؔ بریلوی کی پُرنور امانتوں کے آپ ایک سچے وارث وامین اور جانشین تھے۔بریلی شریف سے ابتدائی تعلیم وتربیت سے فارغ ہونے کے بعد آپ نے جامعہ ازہر،مصر میں اعلا تعلیم سے فراغت پائی اور گولڈ میڈلسٹ بھی رہے۔علاوہ ازیں جامعہ ازہر کے سب سے ممتاز اعزاز’’فخرِ ازہرایوارڈ‘‘سے بھی آپ کونوازا گیا۔

علامہ اخترؔ رضا ازہری بریلوی بیک وقت عظیم محدث وفقیہ،مفکر ومدبر،ادیب وخطیب،تصوف وولایت کے دُرِّ نایاب،دعوت وتبلیغ کے آفتاب وماہ تاب،رشد وہدایت کے گلِ خوش رنگ،اور بافیض معلم ومصلح ہونے کے ساتھ ساتھ مقبولِ زمانہ نعتیہ کلام کے عمدہ اور مشہور ومعروف نعت گوشاعر

بھی تھے۔آپ کا اشہبِ قلم نثر ونظم میں یکساں رواں دواں رہتا۔اردو کے علاوہ آپ کو عربی وفارسی پر بھی عالمانہ وفاضلانہ دسترس حاصل تھی۔آپ کی عربی دانی کو دیکھ کر اہلِ زبان عش عش کر اُٹھتے تھے ۔آپ کے علمی اثاثے میں ایک معتد بہ حصہ عربی نثر ونظم پر مشتمل ہے۔آپ کو اپنے اسلافِ کرام سے علوم وفنون اور شریعت وطریقت کے ساتھ عشقِ نبوی علیہ الصلاۃ والتسلیم کی دولتِ عظمیٰ بھی ملی۔عشقِ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو گھٹی میں پلایا گیا۔اسی عشق کے اظہار کے لیے آپ نے نعتیہ شاعری کو وسیلہ بنایا اور اپنے اجدادِ عظام کی طرح دنیائے علم وادب کو "سفینۂ بخشش" کے نام سے ایک گراں قدر تحفہ عنایت کیا۔آپ کا مجموعۂ کلام "سفینۂ بخشش" عشقِ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم میں ڈوبی ہوئی نعتوں کا ایک حسین وجمیل اور روح پرور گل دستہ ہے۔جس میں مدحتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا عقیدت مندانہ بیان ہے۔علامہ اختؔر رضا بریلوی کی نعت گوئی کو بھی دبستانِ بریلی کے دیگر شعرا کی طرح محض عشقِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے اظہار کا مرقع نہیں کہا جاسکتا بل کہ آپ کا کلام فکر وفن، جذبہ وتخیل، زبان و بیان، فنی گیرائی و گہرائی، جدتِ ادا، زورِ بیان، حُسنِ کلام، تشبیہات واستعارات اور صنائع لفظی ومعنوی جیسے شعری وفنی محاسن کا آئینہ دار بھی ہے۔"سفینۂ بخشش" سے چیدہ چیدہ اشعار نشانِ خاطر ہوں ؎

عفو و عظمتِ خاکِ مدینہ کیا کہیے
اسی تراب کے صدقے ہے اعتدائے فلک

اک اشارے سے کیا شق ماہِ تاباں آپ نے
مرحبا صد مرحبا صلِّ علا شانِ جمال

گرمیِ محشر گنہ گارو ہے بس کچھ دیر کی
ابر بن کر چھائیں گے گیسوے سلطانِ جمال

جو تُو اے طائرِ جاں کام لیتا کچھ بھی ہمت سے
نظر بن کر پہنچ جاتے تجلی گاہِ سرور میں

خاکِ طیبہ کی طلب میں خاک ہو یہ زندگی
خاکِ طیبہ اچھی اپنی زندگی اچھی نہیں

زبان و بیان کی پختگی، ندرتِ خیال، جدتِ اظہار، اختصار و جامعیت، معانی آفرینی، سنجیدگی و شگفتگی، اور برجستگی وغیرہ عناصر ایک اچھے اور خوب صورت کلام کی خوبیاں ہیں جو کہ ''سفینۂ بخشش'' کے اشعار میں بدرجۂ اتم موجود ہیں۔ یہ شعری خصوصیات ''سفینۂ بخشش'' کی نعتوں کو تاثیر کے جوہر سے آراستہ و مزین کرتی ہیں۔ حضرت اخترؔ رضا بریلوی نے حمدیہ و نعتیہ شاعری کے جملہ لوازمات کی پاس داری کا مکمل اہتمام کیا ہے۔ اسی طرح پاکیزہ اوصاف کے حامل ''دبستانِ بریلی'' کے جید شعراے کرام کے کلامِ بلاغت نظام کے گہرے مطالعہ کی وجہ سے آپ کے کلام کی زیریں رَو میں فصاحت و بلاغت، حلاوت و ملاحت، حزم و احتیاط، حُسنِ معنیٰ اور قادرالکلامی کا جو لہریں لیتا دریا موجزن ہے اُس میں آپ اپنے اسلاف کے پرتَو نظر آتے ہیں۔ ''سفینۂ بخشش'' کے نعتیہ کلام میں جو گہرا فنی رچاو ہے وہ قاری و سامع کو دیر تک مسحور کیے رہتا ہے اور انھیں ایک کیف آگیں لطف و مسرت سے سرشار کر دیتا ہے۔

جہاں بانی عطا کردیں بھری جنت ہبہ کردیں
نبی مختارِ کل ہیں جس کو جو چاہیں عطا کردیں

تبسم سے گماں گزرے شبِ تاریک پر دن کا
ضیاے رُخ سے دیواروں کو روشن آئینہ کردیں

دامنِ دل جو سوے یار کھنچا جاتا ہے
ہو نہ اس نے مجھے آج بُلایا ہوگا

سرفرازیِ ازال اُن کو مِلا کرتی ہے
نخوتِ سر جو ترے در پہ جھکا جاتے ہیں

اپنے در پر جو بُلاؤ تو بہت اچھا ہو
میری بگڑی جو بناؤ تو بہت اچھا ہو
گردشِ دَور نے پامال کیا مجھ کو حضور
اپنے قدموں میں سلاؤ تو بہت اچھا ہو
جہاں کی بگڑی اسی آستاں پہ بنتی ہے
میں کیوں نہ وقفِ درِ آں جناب ہوجاؤں

اختؔر رضا بریلوی کی شاعری تصوفانہ آہنگ کی عکاسی اور حالِ دل کی ترجمانی کرنے میں جمالیاتی طرزِ اظہار لیے ہوئے ہے۔غزلیہ انداز میں تقدیسی شاعری کرتے ہوئے آپ نے بڑی ادیبانہ مہارت اور عالمانہ ہنرمندی کا مظاہرہ کیا ہے؛ کہیں بھی لب ولہجہ بوجھل محسوس نہیں ہوتا اور نہ ہی شریعتِ مطہرہ کے تقاضوں کے برعکس کوئی مضمون آپ کے کلام میں نظر آتا ہے۔داخلیت یعنی عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں والہانہ وارفتگی کے ساتھ ساتھ بے ساختگی ،جذب وکیف، نغمگی وموسیقیت ،سلاست وصفائی،ترکیب سازی،پیکریت،اورسوز وگداز جیسے اعلاترین جوہر کلامِ اختر بریلوی میں پنہاں ہیں۔ جسے پڑھ کر اہلِ نقد ونظر یقیناداد وتحسین کے لیے مجبور ہوجائیں گے۔

جس کی تنہائی میں وہ شمعِ شبستانی ہے
رشکِ صد بزم ہے اُس رندِ خرابات کی رات
پینے والے دیکھ پی کر آج اُن کی آنکھ سے
پھر یہ عالم ہوگا کہ خود کا پتا ملتا نہیں
مہرِ خاور پہ جمائے نہیں جمتی نظریں
وہ اگر جلوہ کریں کون تماشائی ہو
میری خلوت میں مزے انجمن آرائی کے

صدقے جاؤں میں انیسِ شبِ تنہائی کے
دشتِ طیبہ میں گمادے مجھے اے جوشِ جنوں
خوب لینے دے مزے بادیہ پیمائی کے
شامِ تنہائی بنے رشکِ ہزاراں انجمن
یادِ جاناں دل میں یوں دھومیں مچائے خیر سے

چھوٹی بحور میں نعت گوئی کرتے ہوئے مؤثر پیرایۂ اظہار میں معانی آفرینی، تراکیب، پیکریت، روانی اور نغمگی جیسے عناصر کے جوہر دکھانا آسان نہیں۔ مگر علامہ اختؔر رضا بریلوی کو اس وصف میں بھی یدِ طولیٰ حاصل ہے۔ آپ کے چھوٹی بحور پر مشتمل اشعار نہایت معنی خیز ہیں۔ ان میں پوشیدہ غنائیت قاری وسامع کے قلب وذہن کو براہِ راست متاثر کرتی ہے ؂

اے مکینِ گنبدِ خضرا سلام
اے شکیبِ ہر دلِ شیدا سلام
مصطفاے ذاتِ یکتا آپ ہیں
یک نے جس کو یک بنایا آپ ہیں
جانِ گلشن سے ہم نے منہ موڑا
اب کہاں وہ بہار کا عالم
ہر گھڑی وجد میں رہے اختؔر
کیجیے اُس دیار کی باتیں
ہر گلِ گلستاں معطر ہے
جانِ گل زار کے پسینے سے
روے انور کے سامنے سورج
جیسے اک شمعِ صبح گاہی ہے

ہر عاشقِ رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) یہ چاہتا ہے کہ اُسے دربارِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی

زیارت سے شاد کامی حاصل ہو جائے اور وہ اپنی نظروں میں جمالِ جہاں آرائے گنبدِ خضرا بسالے؛ اختؔر رضا بریلوی نے کس درجہ حُسن وخوبی اور والہانہ انداز میں اپنے سوزِ دروں کو پیش کیا ہے۔ نشانِ خاطر ہوشہ پارہ ؂

داغِ فرقتِ طیبہ قلبِ مضمحل جاتا
کاش گنبدِ خضرا دیکھنے کو مِل جاتا

سبحان اللہ! مصرعۂ ثانی ع

'کاش گنبدِ خضرا دیکھنے کو مِل جاتا''

کی بار بار تکرار کرنے کو جی چاہتا ہے؛ ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے یہ صرف اختؔر رضا بریلوی کی آواز نہیں بل کہ ''میں نے یہ جانا کہ گویا یہ بھی میرے دل میں ہے'' کے مصداق ہر عاشق کی آواز ہے۔ اور جب بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی حاضری کا مژدۂ جاں فزا حاصل ہو گیا تو قسمت کو گویا معراج مل گئی؛ فرشِ گیتی سے اُٹھ کر عاشق فرازِ عرش پر پہنچ گیا۔ دل کی بے قراریوں اور اضطراب کو ڈھارس بندھاتے ہوئے چشمِ شوق کو آنسو نہیں؛ بل کہ موتی لُٹانے کا پیغام دیتے ہوئے حضرت اختؔر بریلوی راقم ہیں ؂

سنبھل جا اے دلِ مضطر مدینہ آنے والا ہے
لُٹا اے چشمِ تر گوہر مدینہ آنے والا ہے

اور جب جمالِ سبز گنبد پیشِ نظر ہو گیا تو عاشق کا اندازِ والہانہ یوں نکھر کر سامنے آتا ہے ۔ منظر کشی اور تصویریت کا حُسن متاثر کن ہے ؂

وہ چمکا گنبدِ خضرا وہ شہرِ پُرضیا آیا
ڈھلے اب نور میں پیکر مدینہ آنے والا ہے
مدینہ آگیا اب دیر کیا ہے صرف اتنی سی
تُو خالی کر یہ دل کا گھر مدینہ آنے والا ہے

اختؔر رضا بریلوی نے اپنی نعتوں کے ذریعہ عقیدہ وعقیدت، فضائل وشمائلِ نبوی اور محبت و

اُلفتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاکیزہ اظہار کے ساتھ سیرتِ طیبہ کے اہم گوشوں کو اجاگر کرنے کی سعی فرمائی ہے۔سنت وشریعت سے دوری کی وجہ سے جو تباہی و بربادی ہمارا مقدر بنتے جارہی ہے اس کی طرف اشارا کرتے ہوئے الحاد و بے دینی اور مغربی کلچر کی یلغار سے اُمتِ مسلمہ کو دور رہنے کی تلقین بھی کی ہے۔اور یہ بتایا ہے کہ نبیِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ زندگی پر عمل کرنا،آپ کی تعظیم وتوقیر اور آپ کے اسوۂ حسنہ سے والہانہ وارفتگی ہی ہماری دنیوی اور اُخروی نجات کا وسیلۂ عظمیٰ ہے۔کلامِ اختؔر رضا بریلوی کے مطالعہ کے بعد ماننا پڑتا ہے کہ آپ کے یہاں عصری حسّیت بھی نمایاں ہے جو ایک سچی شاعری کا توصیفی پہلو ہے؛اس لحاظ سے ''سفینۂ بخشش'' کے شاعرِ محترم ہر اعتبار سے لائقِ تحسین وآفرین ہیں

ریت آقا کی چھوڑ دی ہم نے
اپنی مہمان اب تباہی ہے
طوقِ تہذیبِ فرنگی توڑ ڈالو مومنو!
تیرگی انجام ہے یہ روشنی اچھی نہیں
عبث جاتا ہے تُو غیروں کی جانب
کہ بابِ رحمتِ رحماں یہیں ہے
فریبِ نفس میں ہمدم نہ آنا
بچے رہنا یہ مارِ آستیں ہے

الغرض علامہ اختؔر رضا ازہری بریلوی کے موے قلم سے نکلے ہوئے نعتیہ نغمات عقیدت و محبت کا مرقع ہونے کے ساتھ ساتھ شعریت کے بناؤسنگھار سے سجے سنورے ہیں۔یہی وجہ ہے کہ آج عالمِ اسلام میں آپ کے کلام کی دھوم مچی ہوئی ہے،دنیا بھر کے اہلِ عقیدت ومحبت آپ کے نعتیہ اشعار کو ذوق وشوق سے گنگناتے ہیں؛عالمی شہرت یافتہ نعت خواں حضرات بھی علامہ اختؔر رضا بریلوی کے نعتیہ کلام کی نغمگی وموسیقیت اور جذب وکیف سے عاشقانِ رسول کو لطف اندوز کررہے ہیں۔تاہم مقامِ حیرت واستعجاب ہے کہ عالمی مقبولیت کے حامل اس عظیم

نعت گو شاعر کا ادبی دنیا میں کہیں تذکرہ نہیں۔سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ناقدینِ ادب کی تحریریں اس عظیم نعت گو شاعر کے ذکر سے عاری کیوں؟اس موقع پر پہنچ کر ڈاکٹر محمود حسن الہ آبادی کا یہ چشم کشا خیال پیش کرنا غیر مناسب نہ ہوگا:

''اسلام پسند شاعروں کی یہ بدنصیبی رہی ہے کہ اپنے بھی انہیں ایک محدود فکر کا شاعر گردانتے ہیں۔ادب اور فن کا جو وسیع کینوس ہے اس کی رنگ آمیزی میں شاعر کی فکر کے عمق پر ان کی نگاہ نہیں جاتی۔غیر تو ان سے اس لیے صرفِ نظر کرتے ہیں کہ انہیں ایسی فکر کو ابھرنے سے روکنا ہوتا ہے۔اپنے بھی انہیں مذہب اور اسلام کی اعلا قدروں کے ترجمان کی حیثیت سے پیش کرکے مطمئن ہوجاتے ہیں۔اردو کے دو عظیم شاعر حفیظؔ میرٹھی اور شفیقؔ جون پوری اسی تعصب کے شکار رہے۔'' (اردو بک ریویو جنوری تا مارچ ۲۰۰۹ء ص ۴۱)

ڈاکٹر محمود حسن الہ آبادی کی یہ بات بالکل درست اور مبنی بر صداقت ہے۔محض حفیظؔ میرٹھی اور شفیقؔ جون پوری ہی نہیں بل کہ حضرت رضاؔ بریلوی، حسنؔ رضا بریلوی، جمیلؔ بریلوی، نوریؔ بریلوی، اجملؔ سلطان پوری، رازؔ الہ آبادی، نظمیؔ مارہروی جیسے کئی اہم شعرا بھی ہمارے ناقدین کے تعصب کا شکار ہوئے ہیں۔آخر کب تک اسلام پسند شاعروں اور ادیبوں سے ہمارے ناقدین گریز کرتے رہیں گے؟ جب کہ فکر و فن، زبان و بیان کی وسعت اور شعریت کے اعتبار سے ان شاعروں اور ادیبوں نے زبان و ادب کی جو گراں قدر خدمت انجام دی ہے وہ آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہے۔ٹی۔ایس۔ایلیٹ کے نظریہ کے مطابق ''شاعر کا مقام و مرتبہ فن کے وسیع تناظر میں ہونا چاہیے''۔اس لحاظ سے دیکھا جائے تو ہمارے ناقدین کو اپنے تنقیدی رویّوں میں وسعت لاتے ہوئے نعتیہ ادب پر بھی خامہ فرسائی کرنا ضروری ہوجاتا ہے۔اگر ایسا ہوتا ہے تو یہ بھی ایک طرح سے زبان و ادب اور لسانیات کی خدمت ہی ہوگی۔علامہ اخترؔ رضا بریلوی جیسے عظیم نعت گو شاعر کی شعری کائنات پر اپنی طالب علمانہ تبصراتی کاوش کو انہیں کے ایک شعر پر روکتا ہوں ؎

گوش بر آواز ہوں قدسی بھی اُس کے گیت پر
باغِ طیبہ میں جب اخترؔ گنگنائے خیر سے

●●●

حضور تاج الشریعہ: بہ حیثیت مرشد برحق

از: مفتی عبدالمالک مصباحی، چیف ایڈیٹر رضائے مدینہ
جمشید پور 8409987217

آقاے کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس دار فانی سے رحلت فرمانے کے بعد بھی بیعت وارادت کا یہ روحانی وعرفانی سلسلہ جاری رہا، جسے بعد میں سلاسل طریقت کا نام دیا گیا، جن سلاسلِ طریقت کو حق تعالیٰ نے بقاے دوام کا درجہ عطا فرمایا ہے، وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سلاسلِ طریقت ہیں۔ چناں چہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے جو روحانی سلاسل جاری ہوئے وہ جمع ہو کر سلسلۂ نقشبندیہ کی شکل میں ظاہر ہیں اور باقی تین بڑے سلاسل قادریہ، چشتیہ اور سہروردیہ مولاے کائنات حضرت علی رضی اللہ عنہ کے توسط سے سرکار تک منتہی ہوتے ہیں۔

اسی سلسلۂ قادریہ کی ایک عظیم شاخ ہندوستان کی سرزمین پر مارہرہ مطہرہ میں موجود ہیں۔ جہاں سے مجدد ملت، امام اہل سنت، جامع شریعت وطریقت مفتی الشاہ احمد رضا خاں علیہ الرحمہ (۲۸۵۶۔۱۹۲۱ء) کو اجازت وخلافت مرحمت ہوئی۔ آپ نے اپنی خداداد صلاحیت ،خشیت الٰہی اور عشق رسول کی وجہ سے سلسلے کی خوب خوب خدمت کی اور آپ کے فیض یافتگان نے بھی اس سلسلے کو دشت وجبل، خشک وتر کی وسعتوں اور پنہائیوں میں متعارف کرایا۔ آپ کے جام عشق وعرفان سے سرشار ہونے والوں میں جہاں ایک سے بڑھ کر ایک نمایاں نام ہیں انھیں میں ایک بہت ہی روشن وتابندہ نام بدرالطریقہ، تاج الشریعہ، منبع جود وسخا، پیکر خلوص ووفا، نازش زمین وآسماں، فخر اہل سنن، حامی سنن، ماحی فتن حضرت علامہ مفتی

الشاہ اختر رضا خاں نوراللہ مرقدہٗ (۱۹۴۳۔۲۰/جولائی ۲۰۱۸ء) شمس وقمر کی طرح ضو بار نظر آتا ہے۔

حضور تاج الشریعہ نوراللہ مرقدہٗ اس دور قحط الرجال میں علم وفن، تقویٰ وطہارت، زہدوورع میں اپنے اقران میں ممتاز ونمایاں تھے۔شرق وغرب اورشمال وجنوب میں بسیار تلاش وجستجو کے بعد بھی کوئی ایسی ذات نظر نہیں آتی جو بیک وقت شریعت وطریقت ، علم ومعرفت ،تقویٰ وطہارت،عشق ومحبت،اتباع سنت واجتناب کراہیت ،عزیمت واستقامت ،فقہ وحدیث ،زبان وبیان میں مہارت اورشعروادب پر عبور میں آپ کے ہم سرومماثل ہو۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ رب العزت نے آپ کی ذات میں بے شمار خوبیاں ودیعت فرمادی تھی۔علم وعمل کے اس انحطاطی دور میں آپ کی ذات جس نگاہ سے دیکھی جائے بے مثل وبے مثال نظر آتی ہے۔فقہ وافتا کے میدان میں جب آپ کے قدرعنا کو دیکھا جاتا ہے تو جہاں آپ کی تحریر میں حضور مفتی اعظم ہند کا حزم واحتیاط نظر آتا ہے وہیں مجدد اعظم کی دقیقہ سنجی کی لہریں بل کھاتی محسوس ہوتی ہیں۔اگر ایک طرف ابن عابدین کی فکری جولانیت نظر آتی ہے تو دوسری طرف امام اعظم کی عمق نگاہی کا عکس جمیل پوری توانائی کے ساتھ ٹھاٹھیں مارتا دکھائی دیتا ہے۔آپ کی حدیث دانی کا مطالعہ کیا جائے تو بڑے بڑے ماہرین کی صف میں آپ کی شخصیت کا جلوہ پوری شان انفرادیت کے ساتھ چمکتا دمکتا نظر آتا ہے۔اورآپ کی تقویٰ شعار زندگی پر نظر ڈالی جائے تو اس میں بھی آپ کا قد بہت بلند دکھائی دیتا ہے۔سردست آپ کی حیات کے اسی پہلو پر ایک سرسری نظر ڈالی جارہی۔اللہ رب العزت نے چوں کہ آپ کو خلق خدا کی رہنمائی اور باطل کے خلاف حق کی آواز بلند کرنے کے لیے پیدا فرما تھا اس لیے آپ میں تمام بزرگانہ صفات بدرجہ اتم پائی جاتی تھیں۔

حضرت میر عبد الواحد بلگرامی قدس سرہٗ ’’سبع سنابل شریف‘‘ میں جامع شریعت پیر کی تعریف کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

’’پیر کی بنیادی شرطوں میں سے ایک شرط یہ ہے کہ پیر صحیح مسلک رکھتا ہو۔

دوسری شرط یہ ہے کہ پیر شریعت کے حقوق کی ادائے گی میں پیچھے رہ جانے والا اور سستی برتنے والا نہ ہو۔

تیسری شرط یہ ہے کہ پیر کے عقیدے اہل سنت و جماعت کے موافق درست ہوں۔

لہٰذا پیری اور مریدی کی جو رسم باقی ہے، ان تین شرطوں کے بغیر درست نہیں ہوگی۔ ان تین شرطوں کی مختصر وضاحت کرتا ہوں۔

پہلی شرط کہ پیر کا مسلک صحیح ہو، اس کی توضیح یہ ہے کہ سچے مرید کو صحیح سلسلہ تلاش کرنا چاہیے کہ اکثر جگہ خلط اور خبط ہو گیا [یعنی سلسلہ متصل ہونا چاہیے]

پیری کی دوسری شرط یہ ہے کہ پیر جملہ عبادات کا، فرائض اور واجبات اور سنتوں، نوافل اور مستحبات کا عامل و عالم ہو اور ان احکام کی پابندی میں کوتاہ اور سست نہ ہو۔

پیری کی تیسری شرط یہ ہے کہ پیر کے عقیدے درست ہوں، مذہب اہل سنت و جماعت کے مطابق اور متصلب پکا سنی ہو۔

یہی تین شرطیں اصل شریعت ہیں۔ اگر ان سے قدم باہر رکھے گا تو راہ دین سے گرے گا۔ (سبع سنابل اردو ص ۱۱۰-۱۱۶ ملخصا)

پیر کے لیے جن شرائط کا تذکرہ حضرت میر سید عبد الواحد بلگرامی علیہ الرحمہ نے کیا ہے ان کی روشنی میں اگر حضور تاج الشریعہ کی ذات کا تجزیہ کیا جائے تو ان میں کی ہر شرط پر آپ کما حقہ کھرے اترتے ہیں۔ مثلاً: پہلی شرط بتائی گئی کہ ’’پیر صحیح مسلک رکھتا ہو‘‘۔

جہاں تک مسلک کی درستگی کا تعلق ہے یہ حقیقت جگ ظاہر کہ اس دور پر فتن میں حضور تاج الشریعہ کی ذات حق و صداقت کا معیار اور دین و سنیت کی علامت کے طور پر جانی جاتی تھی۔ دین کے کسی سچے اور انصاف پسند خادم نے کبھی آپ کی ذات پر انگلی رکھنے کی جسارت نہیں کی۔ البتہ

جو شیطان کے کٹھ پتلی ہیں ان کا کہنا ہی کیا!

دوسری شرط پر روشنی ڈالتے ہوئے جو انھوں نے یہ کہا کہ ’’ پیر شریعت کے حقوق کی ادائے گی میں پیچھے رہ جانے والا اور سستی برتنے والا نہ ہو‘‘

اس سلسلے میں آپ کی تقویٰ شعار زندگی کا ایک ایک لمحہ شاہد عدل ہے کہ آپ سفر و حضر ،صحت و بیماری اور روز و شب شریعت مطہرہ کی روشنی میں جیسی زندگی بسر فرماتے تھے وہ عزیمت والوں ہی کے نصیبہ کا حصہ تھا۔آپ نے صرف فتویٰ نہیں بلکہ ہمیشہ تقویٰ پر عمل کیا۔رخصت نہیں بلکہ عزیمت پر عمل کر کے حسینی کردار کا مظاہرہ کیا۔اپنے تو اپنے غیروں کے مجمع یہاں تک کہ غیروں کی حکومت میں بھی آپ نے شریعت کی کما حقہ پاسداری کر کے سچے حسینی ہونے کا حق ادا فرمایا۔اس حوالے سے آپ کی زندگی کے بے شمار واقعات موجود ہیں۔

۷۷/۱۹۷۶ء میں نسبندی کے جس مسئلے نے اچھے اچھوں کے پاؤں اکھاڑ دیے تھے اس وقت مجدد اعظم کے علم و فکر،عزم و استقلال اور جاہ و جلال کے وارث، حضور حجۃ الاسلام شجاعت و بہادری، جرأت و بے باکی اور حضور مفتی اعظم کے جاں نشین حضور تاج الشریعہ نے دین و شریعت کی پاسداری، مذہب و ملت کے تحفظ و بقا اور اسلامی احکام و مسائل کی حفاظت و صیانت کے لیے حکومت وقت سے لوہا لیتے ہوئے میدان عمل میں ڈٹ گیے۔وقت آیا تو حکومت کو قدم پیچھے ہٹانا پڑا مگر رضا کے شیر اور مفتی اعظم کے پروردہ نے بانگ دہل اعلان کیا:

آئین جواں مرداں حق گوئی و بے باکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

ہالینڈ کی سرزمین پر جہاں ایک سے بڑھ کر ایک منصب دار اور سرمایہ دار موجود تھے۔ان میں اکثریت کی مشترکہ غلطی یہ تھی وہ ٹائی پہنے ہوئے تھے، جسے اس معاشرہ میں عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔بہت سے لوگ شاید اس وجہ سے کتراتے ہوں کہ کہیں یہ سرمایہ دار ناراض نہ ہو جائیں۔مگر واہ رے عاشق رسول! آپ کی غیرت نے یہ گوارا نہیں کیا کہ مسلمان کہلانے والے اسلامی شعار کی بجائے یہود و نصاریٰ کی تقلید و پیروی کریں۔اس لیے آپ نے مجمع عام

میں شرعی حکم بتا کر ایک طرح سے اس معاشرہ کے لیے چولیں ہلا دیں ۔ بہت سارے آوارہ مزاج لوگوں کو آپ کی یہ روش اچھی نہ لگی نہ انھوں اس حوالے سے استفتا کر دیا۔آپ نے اس مسئلہ کے تمام پہلووں پر بحث کرتے ہوے پوری ایک کتاب تحریر فردای جو''ٹائی کا مسئلہ'' کے نام سے شائع ہوچکی ہے۔

یہ تو آپ کی جرأت و بے باکی کی بات ہوئی اوراب ذراشریعت کی پاسداری کا دوسرا رخ تقویٰ کی حالت ملاحظہ کیجیے۔

صرف دوواقعے پیش کرنے کی جسارت کررہاہوں۔ان میں سے پیلا واقعہ سلطان التارکین حضرت سید مخدوم اشرف، کچھو چھہ شریف درگاہ کے سجادہ نشیں کا تحریر کردہ ہے۔جسے آپ نے اپنے مقالہ بعنوان''تاج الشریعہ اور استقامت علی الحق''،مشمولہ تجلیات تاج الشریعہ ص۲۴۹ میں رقم کیا ہے۔

حضرت تاج الشریعہ کی عظمت و بزرگی کا اندازہ ان کے زہد وتقویٰ کے ایک حسین گوشے شرم وحیا کے ذریعہ بھی لگایا جاسکتا ہے آپ کے شرم وحیا کا عالم یہ ہے کہ آپ استنجا خانہ اور غسل خانہ کے کھلے ہوتے چھت ہونے کے سبب اس وقت تک استنجا اور غسل نہیں فرماتے جب تک کہ اوپر سے بھی پردے کا انتظام نہ ہو۔جیسا کہ مشاہدین کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ علامہ اختر رضا خاں صاحب اپنے نانا جان تاجدار اہلِ سنت سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے ہمراہ مغربی بنگال کے ضلع مالدہ کے کلیا چک کے ایک جلسے میں شرکت کے لیے تشریف لے گیے،آپ کو استنجا کا احساس ہوا، جب آپ استنجا خانہ پہنچے تو اس کا اوپری حصہ کھلا تھا،اسی وقت آپ نے چھتری منگوائی پھر استنجا سے فارغ ہوئے تو اس وقت عرض کیا گیا کہ چھتری کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی تو آپ نے جواباًارشاد فرمایا؛ بھائیوں تاکہ ستر عورت ہو سکے اور حیا کا بھی پاس لحاظ برقرار رہے۔اسی طرح کا ایک اور واقعہ دارالعلوم فیض الرسول جمشید پور جھارکھنڈ میں پیش آیا۔جب آپ نے مدرسے کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے سرفراز فرمایا۔وہاں جب آپ غسل خانہ پہنچے تو اس کی چھت کھلی ہوئی پائی ۔فوراآپ نے فرمایا کسی ایسے غسل خانہ میں اہتمام کیا جائے جس کی چھت کھلی ہوئی نہ ہو

۔سبحان اللہ! کیا شان ہے آپ کے شرم وحیا کی۔ گویا آپ حدیث رسول الحیاء جزمن الایمان کے مظہر کامل ہیں تو دیگر امور میں حضرت تاج الشریعہ کے زہد وتقویٰ کا عالم کیا ہوگا۔ ذالک فضل اللّٰہ یوتیہ من یشاء۔

شریعت پر عمل کا حال بیان کرتے ہوئے آپ کے سیرت نگار لکھتے ہیں:

۱۴۰۷ھ کی بات ہے کہ زنان خانہ میں عورتیں زیارت اور بیعت کے لیے حاضر ہیں، جب آپ زنان خانہ میں تشریف لے گیے تو چند عورتوں نے نقاب الٹے اور منہ کھلے ہوئے تھے، آپ نے فوراً اپنی نگاہیں دوسری جانب پھیرلیں اور فرمایا ''پردہ کرو، بے حجاب گھومنا پھرنا سخت منع ہے نقاب ڈالو'' لاحول ولاقوت الا باللہ العظیم۔ سب عورتوں نے نقاب ڈال لیں پھر بیعت فرمایا، شریعت کی پاسداری ہو تو ایسی ہو، سفر چاہے جیسا ہو ہوائی جہاز سے ہو یا ٹرین سے ہو یا گاڑی سے نماز کا وقت ہوتے ہی نماز کی ادائے گی کے لیے بے چین ہوجاتے۔ اکثر راقم السطور کو حکم دیتے کہ مصلی بچھاؤ نماز پڑھوں گا، چاہے ایئرپورٹ ہو یا اسٹیشن نماز قضا نہیں فرماتے ۔نماز پڑھنے کی سب کو تاکید فرماتے حضرت راقم سے اکثر پوچھتے کہ نماز پڑھی یا نہیں اگر معلوم ہو گیا کہ نہیں پڑھی تو سخت ناراض ہوتے، مجھے خوب یاد ہے کہ ۱۹۹۱ء سے ۲۰۰۶ء تک تقریبا ۱۵ رسال تک میں نے حضرت کے ساتھ پورے ملک کا سفر کیا مگر نماز حضرت کی کوئی نماز قضا نہیں ہوئی۔ اللہ اکبر۔ (حیات تاج الشریعہ ص: ۳۱، ۳۲ مطبوعہ رضا اکیڈمی ممبئی ۲۰۰۸ء)

آپ کی حیات مبارکہ میں یہ صرف یہی ایک دو واقعات نہیں بلکہ آپ کی پوری زندگی تقویٰ کے انھیں گنج گراں مایہ سے منور و تابندہ ہے۔ پیری کی تیسری شرط یہ ہے کہ پیر کے عقیدے درست ہوں، مذہب اہل سنت و جماعت کے مطابق اور متصلب پکا سنی ہو۔

سید موصوف کی اس تشریح کی روشنی میں اگر حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی زندگی کے شب و روز کو دیکھا جائے تو یہ بات اظہر من الشّمس ہے کہ عقیدہ کی درستگی تو دور کی بات ہے حق تو یہ ہے جو محبت کی نظر سے انھیں دیکھ لیتا اگر وہ مومن نہیں تو ایمان لے آتا تھا اور اگر کوئی گمراہ و بدعقیدہ ہوتا تو عقیدہ درست کرلیتا۔ ایمان وعقیدہ کی اس مسموم فضا میں ان کی خوش عقیدگی اور صراط مستقیم پر تصلب

کا یہ حال تھا کہ آوارہ مزاج لوگ انھیں متعصب اور متشدد ہی کہہ کر پکارتے تھے۔ حق تو یہ ہے کہ دست گرفتہ اور وابستگان بھی کبھی کبھار آپ کی طرف سے کبیدہ خاطر ہو جاتے تھے۔ مگر بعد میں انھیں سمجھ میں آتا تھا کہ حق وہی ہے جو حضور تاج الشریعہ فرماتے تھے۔

آپ نے پوری زندگی تقریر و تحریر، وعظ و نصیحت، دعوت و ارشاد اور اپنے کردار و عمل سے لوگوں کے ایمان و عقیدہ کی درستگی کا سامان فراہم کیا۔ آپ کا چہرہ دیکھ کر، کتابیں پڑھ کر اور آپ کی تقریریں سن کر لوگ ایمان و عقیدہ میں پختہ ہوئے پھر آپ کے تصلب کا حال کیا پوچھنا!

ان حقائق کی روشنی میں یہ بات بغیر کسی شک و تردد کے کہی جا سکتی ہے کہ حضور تاج الشریعہ کی شخصیت شریعت و طریقت کی ایسی جامع تھی جس پر زمانہ جتنا ناز کرے کم ہے۔

مدت کے بعد ہوتے ہیں پیدا کہیں وہ لوگ
مٹتے نہیں ہیں دہر سے جن کے نشاں کبھی

مولا تعالیٰ ہم تمام غلاموں اور عالم اسلام کو آپ کے فیوض و برکات سے مالا مال فرمائے۔ آمین ثم آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

✪✪✪

تاج الشریعہ: بہ حیثیت قاضی القضاۃ فی الہند

از: مولانا محمد رضی احمد مصباحی
مدرسہ دار الفرقان کنز الایمان نیلنگہ، لاتور، مہاراشٹرا

انسانیت کی بھلائی اور پر سکون زندگی سے لطف اندوز ہونے کے لیے مسلم اسکالرز نے جس نظم وضبط کے ساتھ علوم وفنون کو مرتب و مدون کیا، یہ فخر مسلمانوں کے علاوہ کسی دوسری قوم کو حاصل نہیں۔ تمام علوم وفنون کو اس زاویے سے تقسیم کیا کہ ساری شاخیں پہلی نظر میں مستقل تناور درخت دیکھائی دیتی ہیں، جب کہ ان کے درمیان ایک مضبوط اوراٹوٹ رشتہ ہےاور سب کا سر چشمہ بھی ایک ہی ہے۔علماے اسلام کا علوم وفنون سے عشق کی حد تک لگاؤ نے تمام علوم عامہ وخاصہ کو پھیلا کر اسلام سے ان کا رشتۂ فیض جس خوبصورتی کے ساتھ باقی رکھا ہے وہ بھی خاصا اہمیت کا حامل ہے۔قرآن واحادیث کی تشریحات، تفہیم وتفہم، اور نور عرفان کو شرح وبسط کے ساتھ پھیلا دیا جائے تو ہزاروں مضامین معرض وجود میں آجاتے ہیں اور اگر ان علوم وفنون کو سمیٹ دیں تو صرف دو عظیم علمی سمندر ”قرآن اور حدیث“ رہ جائیں گے۔فقہ، اصول فقہ، تجوید وقرأت، تفسیر، اصول تفسیر، تاریخ وادب، فصاحت وبلاغت، نحو وصرف، معانی ولغت، علم کلام، اسلوب بیان، نفسیات ومعاشیات، اقتصادیات، طب وجراحت، معاشرت اور علم القانون ان دو علمی سمندر سے نکلی ہوئی مستقل ندیاں ہیں، پھر ان سب کو ملاکر ”علم قانون“ کو وسعت دی گئی تو افتا کا بھاری بھرکم وجود بنا، جو اپنے اجزاے ترکیبی کے لحاظ سے ہی قاری وسامعین کو اپنے عظیم الہیبت ہونے کا احساس دلا دیتا ہے۔

پھر اسلامی علوم وفنون میں فقہ وافتا سب سے مشکل فن ہے، جو بنا مشق وممارست اور

ماہر مربی کے حاصل نہیں ہوتا ،فقہ وافتا کا کام کرنے والے ایک ماہر مفتی کے لیے تمام فنون کے قواعداز بر ہونے کے ساتھ جن علوم پر کامل دسترس کی ضرورت ہے وہ بھی خاصے مشکل ہیں ، جیسے: علم قرآن ،تفسیر ، اصول تفسیر ، حدیث اصول حدیث ،تاریخ وسیر ، فقہ ، اصول فقہ ، معرفت اسلوب ،عربی ادب ، ریاضی ،علم المیراث اور علم ہیئت وتوقیت وغیرہ۔ جہاں ایک مفتی کے لیے ان علوم پر کامل دسترس لازم ہے، وہیں دقت نظر اور وسعت مطالعہ کے ساتھ معاشرے کے بگڑتے اور سنورتے حالات سے واقفیت بھی ضروری ہے۔سائنسی ایجادات واختراعات کی جانکاری بھی ازحد ضروری ہے۔

بلا شبہ یہ تمام باتیں قاضی القضاۃ فی الہند حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ میں بدرجۂ اتم جمع تھیں۔کیوں کہ میں نے تاج الشریعہ کو پڑھا ، ان کو پرکھا ، ان کا علمی جلال دیکھا ، فقہی جزئیات پر ان کی گہری نظر دیکھی ، حدیث ، اصول حدیث ، اسماء رجال اور تاریخ وسیر کی پر پیچ وادیوں میں ان کو شہسوارانہ گھومتے دیکھا ، ادب وبلاغت ، عروض اور آہنگ کی مشکل گلیوں میں ان کی حکمرانی کا سکہ کھنکتے دیکھا ، ریاضی اور علم المیراث کی وحشت پر ان کا رعب ودبدبہ دیکھا۔کھلے لفظوں میں ، میں نے تاج الشریعہ کو 60 / سے زائد علوم وفنون کا بے تاج بادشاہ دیکھا۔آپ کی فقاہت کے اپنے اور غیر سبھی معترف ہیں۔ہم عصر اکابر علمانے آپ کی ذات پر قضاۃ کے باب میں اعتماد کیا۔دنیا کی سب سے بڑی دانش گاہ نے آپ کے علوم وفنون پر فخر کا اعلانیہ اظہار کیا۔

حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ جیسی علمی اور روحانی شخصیت نے اپنی زندگی میں ہی آپ پر بھروسہ کیا اور فتوی کے مطلق قلم دان کا اختیار کلی عطا کر کے علما، مریدین محبین اور معتقدین کو آپ کی طرف رجوع کرنے کا حکم دیا۔ایام جوانی میں مفتی اعظم جیسی جہان دیدہ شخصیت کا اعتماد حاصل کرنا بڑا ہی عظمت خیز ہے، جب کہ اسی زمانے میں دیگر افراد بھی مفتی اعظم ہند رحمہ اللہ علیہ کی نظروں میں رہے ہوں۔آپ نے بھی دیانتدارانہ طریقے سے پوری زندگی اس اعتماد کو قائم رکھا، اس بھروسے کی بنیاد پر تادمِ آخر’’ قاضی القضاۃ فی الہند‘‘ کے منصب باعظمت پر فائز المرام

ہوئے۔ پوری دنیا میں عوام اہل سنت کی اکثریت ہے، ہر جگہ قابل علما اور ماہر مفتیان کرام بھی ہیں پھر بھی سب کے سب مشکل مسائل میں آپ کی طرف متوجہ ہوتے اور آپ سے ہی مسائل دریافت کر کے اس پر عمل پیرا ہوتے، اس ضمن میں آپ کے شائع شدہ فتاوے دیکھ کر دل مشکوک کی تسکین کا سامان فراہم کیا جاسکتا ہے ۔اگر ہندوستان، اس وقت مسلم سلطان کے زیر تسلط ہوتا تو بھی آپ ہی سلطنت اسلامیہ کے مطلق قاضی القضاۃ ہوتے، کیوں کہ فقہ کے ساتھ ساتھ دیگر علوم وفنون میں دور دور تک کوئی آپ کا ہم پلہ نہیں تھا۔ ۶۰ ؍ سے زائد علوم وفنون کو اجاگر کرنے والی آپ کی تحقیقات اس کا بین ثبوت ہے۔

مسلمانوں کے لیے قاضی اور دارالقضا کیوں ضروری ہے ؟ اعلی حضرت علیہ الرحمہ والرضوان سے سمجھتے ہیں۔اعلی حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

مسلمانوں کے معاملات اور اطفال مسلمین کے ولایت میں قاضی کا مسلمان ہونا شرط ہے ،غرض اسلامی ریاستوں میں قاضیان ذی اختیار شرعی کا موجود ہونا واضح اور جہاں اسلامی ریاست اصلاً نہیں ہے وہاں اگر مسلمانوں نے باہمی مشورہ سے کسی مسلمان کو اپنے فصل مقدمات کے لیے مقرر کرلیا تو قاضی شرع ہے۔مسلمانوں پر واجب ہے کہ اپنے معاملات میں اس کی طرف رجوع کریں اور اس کے حکم پر چلیں ۔یتیمان بلاولی پر وصی اس کے مقرر کروائیں ، نابالغان بلاولی کا نکاح اس کی رائے پر رکھیں۔

اپنی ان دینی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لیے اپنے تراضی سے ان امور کا قاضی مقرر اور نصب امام وخطیب جمعہ وعیدین وتفریق لعان وعنین ونزع قاصر وقاصرات بلا ولی وفسخ نکاح بخیار بلوغ وامثال ذلک امور جن میں کوئی مزاحمت قانونی نہیں، اس کے ذمہ دار رکھنا بلاشبہ میسر ہے، گورنمنٹ نے بھی کبھی اس کی ممانعت نہ کی جن قوموں نے اپنی جماعتیں متعین کرلیں اور اپنے معاملات مالی ودینی قسم اول بھی باہم طے کرلیتے ہیں۔

اعلم علماے بلد اپنے شہر کا قاضی ہوتا ہے، اس کا اپنا شہر مع قرب وجوار مضافات کے اس کا دائرہ ولایت وعمل وحدود قضا ہے اور اعلم علما ضلع کا دائرہ ولایت وعمل اس کا اپنا ضلع ہے اور اعلم

علمار یاست کا پوری ریاست جب کہ اعلم علماے بلد کا دائرہ ولایت وعمل مختلف شہروں ،ضلعوں اور ریاستوں کے علما وارباب حل وعقد کی اتفاق راے سے مختلف شہروں، ضلعوں اور ریاستوں بلکہ پورے ملک کو متجاوز ہوتا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۷، ص: ۳۲۸)

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے صدر الشریعہ علیہ الرحمہ اور حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کو متحدہ ہندوستان کا قاضی القضاہ اور نائب قاضی القضاہ مقرر فرمایا۔ حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کو حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ نے افتا کا مطلق قلم دان سونپ کر آپ کو منصب قاضی القضاہ پر فائز ہونے کی طرف اشارہ دے دیا تھا۔ آپ قاضی القضاہ ہونے کے لیے کسی کے اعلان کے محتاج نہ تھے، آپ کا تفقہ فی الدین اور امت اسلامیہ کا آپ کی طرف متوجہ ہونا، نے آپ کو یہ عظیم منصب دلا دیا تھا، پھر بھی عرس رضوی کے مقدس موقع سے عمائدین امت اور اساطین اسلام کی موجودگی میں آپ کے لیے اس منصب کا اعلان ہوا، معدودے چند کم فہم وفراست اور بے علم لوگوں کو چھوڑ کر سب نے بالاتفاق آپ کی قضاۃ تسلیم کی۔ خاص بات یہ ہے کہ ''دار القضاۃ'' سے جو مسائل متعلق ہوتے ہیں، پورے ملک سے ہزاروں مسائل اس باب میں آئے، آپ نے اس پر قضاۃ کی مہر لگائی اور مسلمانوں نے اس پر عمل کیا لیکن کبھی کسی مفتی یا کسی عالم نے اس سے اختلا نہیں کیا۔ جن مسائل میں آپ سے اختلافات ہوئے وہ نہ تو مسلمانوں کی عائلی زندگی سے متعلق ہیں اور نہ اعتقادیات کے باب سے ہیں، وہ سب فروعی اور علمی اختلافات تھے، جو اہل علم کے درمیان مستحسن کا درجہ رکھتے ہیں، ان اختلافات کو عوامی سطح پر لانے والے افراد کسی بھی طور علمی صفوں میں شامل ہونے کے لائق نہیں۔

چلتے چلتے آپ کے ایک فتوے کو پیش کر دیتے ہیں، تاکہ فقہ پر آپ کی دقت نظر، انداز افتا نویسی اور بیان پرزور سب واضح ہو جائے۔ ایک سوال آپ کی بارگاہ میں آیا، جس میں ایک مسلم عورت اپنے شوہر کے انتقال کے بعد ایک ہندو شخص رامو چمار کے ساتھ زندگی بسر کرنے لگتی ہے ،جس سے وہ ایک بچے کو جنم بھی دیتی ہے، رامو کے بعد وہ ایک مسلم شخص کے ساتھ رہنے لگتی ہے۔ وہاں کے مسلمان پوچھتے ہیں کہ اس عورت کا کیا کیا جائے اور جس مسلم کے ساتھ وہ رہ رہی اس

کے ساتھ معاشرہ کیا سلوک کرے؟ قطع نظر اس کے کہ ہمارے سماج میں اس طرح کی برائیاں کیوں جنم لے رہی ہیں اس پر ہمارا عقل مند طبقہ کیوں غور نہیں کرتا۔ ہم تاج الشریعہ علیہ کی فتوی کی زبان کا تیور دیکھ لیتے ہیں۔

ہندہ سخت گنہ گار، سخت بدکار، مستحق عذاب وغضب جبار، ومستوجب نار ہے، اس پر اپنے سابقہ اور حالیہ گناہ سے توبہ لازم ہے۔ خالد نے فی الواقع اگر بے نکاح ہندہ کو رکھا تو وہ سخت مجرم ہے، اس پر بھی توبہ لازم اور اس سے جدائی فرض ہے ورنہ ترک تعلق کا سزاوار ہے۔ علاحدہ ہوکر پھر اس سے نکاح اس کی مرضی سے کرے۔ درمختار میں ہے:

"لو نکحها الزانی حل له وطئها"

اور ہندہ کے اوپر کفر حکم نہ ہوگا جب تک کہ کلمۂ کفر کا اجرا یا رسوم کفریہ کا صدور جیسے بت کو سجدہ کرنا وغیرہ رسوم شرکیہ کا صدور اس سے ثبوت شرعیہ معلوم نہ ہوا اور توبہ بہر حال فرض ہے تجدید ایمان کرے تو بہتر ہے اور بچہ کو اس کی تبعیت سے مسلمان ہی قرار دیں گے "والولد یتبع خیر الابوین دینا" کما فی التنویر۔ فتوے کی زبان، انداز اور پند ونصائح کے خاص جملے تاج الشریعہ کی معاشرے پر کڑی نظر کی عکاس ہے۔

حضور تاج الشریعہ ایک صاحب علم اور صاحب بصیرت ذات تھی، جنہوں نے اپنے جیتے جی اہل سنت کی باگ ڈور سنبھالے رکھا اور ہر موڑ پر قوم کی بہتر قیادت کا فریضہ انجام دیے۔ اسلام اور مسلمانوں کے لیے ہمیشہ اخلاص سے مزین فیصلہ لیا، اہل سنت کی قائدانہ صلاحیت کبھی مجروح نہیں ہونے دی۔ اللہ ہم مسلمانوں کو تاج الشریعہ کے نقوشِ راہ پر چلنے کی توفیقِ ارزانی عطا فرمائے۔

تاج الشریعہ: بہ حیثیت ایک عالمی داعی و مبلغ

از: مولانا فیاض احمد مصباحی شراوستی
استاذ جامعہ اہلسنت نور العلوم عتیقیہ مہراج گنج بازار ترائی ضلع بلرامپور (یو، پی)

اللہ تعالی اپنے دین متین کی حفاظت وصیانت اور تبلیغ وترویج کے لیے ہمیشہ اپنے ایسے چنندہ بندے کو پیدا فرماتا ہے جس پر اس کی محبت اور رحمت کی خاص نظر ہوتی ہے، جو اپنے اخلاق وکردار، صورت وسیرت اور علم وعمل کے ساتھ اس پاکیزہ تر دین کی خدمت میں اپنی زندگی کا ایک ایک لمحہ صرف کر دیتا ہے، جس کی نظر میں پاکیزگی کے ساتھ وسعت اور فکر میں پختگی کے ساتھ قدسی تخیلات موجزن ہوتے ہیں۔ وہ بارگاہ نبوت سے کئی واسطوں سے مربوط ہوتا ہے، ولایت ونبوت کے سرچشمے سے اس کے لیے بلاواسطہ سوتے جاری ہوتے ہیں۔

اللہ رب العزت ایسے بندے کے لیے اپنے کرم کے سارے باب کھول دیتا ہے اور اس کی محبت کو اپنی پاکیزہ محبت بنا کر عالم پر بکھیر دیتا ہے، کائنات کا ہر ذرہ ایسے مخصوص بندے کا متبع وفرماں بردار ہوتا ہے۔ وہ رہتا تو ہے اسی زمین پر لیکن اس کی عظمت کے ترانے عرش بریں پر گونجتے ہیں، زمین پر ہو کر بھی رشک ملائکہ ہوتا ہے، عالم الغیب کے علم سے اس کے حصے میں اس قدر علمی وسعتیں آتی ہیں، کہ علم کا بحر ذخار بھی اس کے علم کی پنہائیوں میں کھو کر خود کو ایک چھوٹا سا پرنالہ تصور کرتا ہے۔ اس کے افکار کی وسعتیں ثریا سے گل بوٹے چنتی ہیں، کردار کی بلندی ملائکہ مقربین کو تقدیس کی قسمیں کھانے پر مجبور کرتی ہیں۔ جس علاقے سے گذر جائے صدیوں وہاں کے بام ودران کے نام کے نغمے گنگناتے ہیں، جن علاقوں کو اپنے قدم ناز سے رشک جنت نہ بنا سکے وہ علاقے اس مقدس بندے کی گلیوں سے آنے والی

پاکیزہ ہوا کی بلائیں لیتے ہیں۔اللہ کا ایسا بندہ ساری کائنات کا مطلوب ومقصود ہوتا ہے اور خود خالق مطلق ایسے بندے کا مطلوب ٹھہرتا ہے، اس کی نظر میں سارے حسن داغدار ہوتے ہیں، ساری عظمتیں اور تمام بلندیاں اس کے لیے دھوئیں کے ایک ہیولے سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتی، اس کی سانسیں رب ذوالجلال کی تقدیس بولتی ہیں، اس کا دھڑکتا ہوا دل اپنے مالک کے پیارے نام کا جاپ آلاپتا ہے۔اللہ تعالی اپنے ایسے بندے کو دعوت وتبلیغ اور رشد وہدایت کے سارے چشمے کا منبع ومرکز بنا دیتا ہے، یعنی ہدایت اور دعوت وتبلیغ کے ہر ندی، نالے سمندر اور پرنالے کو بالواسطہ یا بلاواسطہ اس سے جوڑ دیتا ہے، جس میں جس قدر ظرف ہوتا ہے وہ ہدایت کے آب حیات سے اسی قدر سیراب ہوتا ہے۔کائنات کی ہر مخلوق ایسے عاشق کے دیدار کے لیے تڑپتی ہے اور مچلتی ہے، وہ وراثت رسالت مآب ﷺ کا سچا امین اور ناموس رسالت کا بے باک پاسبان ہوتا ہے۔صدیوں بعد اللہ تعالی اپنے ایسے مخصوص بندے کو پیدا فرماتا ہے پھر اس کے توسط سے اپنا اور اپنی رشد وہدایت کائنات کے ہر فرد تک پہونچاتا ہے، جس کے لئے ”ختم اللہ علی قلوبھم“ فرمان نہیں ہوتا وہ اس کے دامن ہدایت سے لپٹ جاتے ہیں۔جس کے دل پر ہدایت نہ پانے کی مہر ہوتی ہے وہ کنی کاٹ کر گزر جاتا ہے۔

پندرہویں صدی میں عالم اسلام کی سب سے مقبول شخصیت، خدا ترس، مقبول بارگاہ خیر الانام صلی اللہ علیہ وسلم اور عظیم داعی ومبلغ تاج الشریعہ حضرت علامہ اختر رضا خان ازہری محدث بریلوی اس عالم فانی کے لیے محتاج تعارف نہیں ہیں۔حضور تاج الشریعہ کو اللہ نے ان تمام خوبیوں سے نواز رکھا تھا جو ایک عالمی مبلغ اور داعی میں ہونا چاہیے تھی، ظاہری حسن ایسا لاجواب تھا کہ جو دیکھتا بس دیکھتا ہی رہ جاتا، عالمانہ جاہ وجلال اتنا پرکشش تھا کہ پوری دنیا کے اہل علم ہر پیچیدہ مسائل میں آپ کی طرف رجوع کرتے اور آپ کی علمی تحقیق کے سامنے سرخم تسلیم کرتے۔آپ کی نماز جنازہ میں مخلوق خدا جس طرح شمع پر پروانے کی طرح نثار ہونے کے لیے ٹوٹی اسے پوری دنیا نے کھلی آنکھوں سے دیکھا۔ہندوستان کے مسلمان جس طرح اپنے ایک عظیم داعی اور مبلغ کا آخری دیدار کرنے کے لیے اکٹھا ہوئے اسے کوئی بھی صاحب عقل وخرد نظر انداز نہیں کرسکتا۔

ساتھ ہی ایک اخباری رپورٹ کے مطابق 127 رملکوں سے آپ کے عشاق اور آپ کے میخانے کے رندوں نے ساری بندشیں توڑ کر آپ کا آخری دیدار کیا۔ یہ بھی وطن عزیز ہندوستان کے لیے فخر کی بات ہے کہ اس کے سپوت کو آخری سفر پر الوداع کہنے کے لیے پوری دنیا ہندوستان میں سمٹ آئی تھی۔ تاریخ میں یہ شرف ومنزلت اللہ تعالیٰ نے اب تک کسی بندے کو عطا نہیں کیا تھا۔ دور ودراز کا سفر طے کر کے جو لوگ آپ کو الوداع کہنے پہونچے تھے ان پر آپ نے دنیاوی احسان نہیں کیا تھا، وہ سب ایک عالمی داعی کے دینی احسان تلے دبے ہوئے تھے، انسانی سمندر کی موجیں زبان حال سے کہہ رہی تھیں کہ حضور تاج الشریعہ نے نسلوں پر دینی احسان کیا ہے اور اس فریضے کو بحسن وخوبی انجام دیا، جو اللہ نے آپ کے سپرد کیا تھا۔ تبلیغ دین اور ترویج شریعت کو آپ نے ایک بہت ہی اہم فریضے کے طور پر ادا کیا، دنیا کے جس خطے میں جس وقت جیسی ضرورت ہوئی آپ نے اسے پورا کیا، دنیا کے ہر حصے کے علما سے آپ کے مضبوط روابط تھے، ہر علاقے اور خطے پر آپ کی گہری نظر تھی، جس ملک میں جیسے فرد کی ضرورت ہوتی بھیج دیتے، جہاں آپ کی ضرورت ہوتی خود تشریف لے جاتے۔ کئی بڑی زبانوں پر ملکہ حاصل ہونے کی وجہ سے کبھی بھی آپ نے تبلیغی میدان میں کوئی دقت محسوس نہیں کی۔ ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاسبانی کے لیے آپ نے کبھی کسی بات کی پرواہ نہیں کی نہ ہی اہل ہوس واہل دول کو کبھی خاطر میں لائے۔

تاریخ اس بات کی بھی گواہ ہے کہ بہت سے دنیا دار اپنی دنیا سمیٹے تاج الشریعہ کے قدم مبارک میں پہونچے اور قدم بوسی کی اجازت طلب کی لیکن آپ نے ان لوگوں پر نظر بھی ڈالنا مناسب نہیں سمجھا۔ آپ کی مقدس ذات کے علاوہ کوئی بھی ہوتا اس موقع کو غنیمت جان کر ان کی آؤ بھگت کرتا اور ان کے قدموں میں بچھ جاتا۔ لیکن آپ نے اپنے کردار سے ثابت کیا کہ ایک مبلغ کی نظر صرف دین کی تبلیغ پر ہوتی ہے، وہ کبھی بھی دنیا کو اور اہل دنیا کو خاطر میں نہیں لاتا۔ ایک داعی کو کیسا ہونا چاہیے آپ اس کی زندہ تصویر تھے۔ اس زمانے میں دینی ٹھیکیداری کا ڈھنڈورا پیٹنے والے ہزار جتن کرتے ہیں کہ دین کے ہی نام پر سہی اہل منصب سے تال میل

ہوجائے، چھوٹے موٹے سیاسی لیڈران سے تعلق پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں، جب کوئی دین نما دنیاوی جال میں پھنس جاتا ہے تب خوب اتراتے ہیں اور شیخی بگھارتے ہیں کہ میری پہونچ فلاں دنیا دار لیڈر تک ہے۔ میں بہت سے ایسے اہل ہوا وہوس کو بھی جانتا ہوں جو''دینی رہنما'' کا چولہ پہن کر اپنی خانقاہوں اور اداروں میں کسی صاحب اقتدار کو لانے کے لیے رات کی تاریکی اور دن کے اجالے میں اپنے شرکیہ عقیدے کا بت توڑ کر ان صاحبوں کے چوکھٹ پر سجود نیاز لٹاتے ہیں۔

حضورتاج الشریعہ کی تبلیغ اور دعوت دین متین کی جو شہرت آفاق میں پھیلی تو باد صبا کے جان فزا جھونکوں نے آپ کی محبت کی خوشبو گھر گھر پہونچا دی اور ہر زبان از ہری میاں کے نغمے گنگنا نے لگی، جسے دیکھ کر آپ کا مادر علمی اور عالم اسلام کا سب بڑا علمی مرکز الجامعہ الازہر نے آپ کے روحانی اور علمی فرزند ہونے پر فخر کا اظہار کرتے ہوئے آپ کو'' فخراز ہر'' کے ایوارڈ سے نوازا۔ آپ کو دینی حمیت اور دعوت وتبلیغ کے عالمی تناظر میں''کعبہ معظّمہ'' کے غسل کے لیے دعوت دی گئی۔ ہندوستان کے کسی اہل سنت عالم کو اس اعزاز سے نوازا یوں ہی نہیں تھا بلکہ آپ کی دعوت وتبلیغ اور تقوی وطہارت نے چہاردانگ عالم میں جو اسلامی بیداری پیدا کی تھی اسی سے متاثر ہوکر بلکہ مجبور ہوکر اہلِ عرب کے نے آپ کو اس اعزاز سے نوازا۔

حضورتاج الشریعہ کے بین الاقوامی تبلیغی اسفار کی تعداد دیکھ کر ہی اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ آپ دنیا کے کس خطے میں کس قدر مقبول تھے۔ جب تک تاج الشریعہ کے سفر کی مکمل روداد سامنے نہیں آجاتی آپ کی دعوت وتبلیغ پر کما حقہ روشنی نہیں ڈالی جاسکتی۔ نظر بینا تو دیکھ لے گی کہ جن کے جانے پر ہر سو سناٹا چھا گیا تھا وہ کیسا عظیم مبلغ ہوگا البتہ کور چشمی کے لیے بین الاقوامی اسفار کی تفصیل اہمیت کی حامل ہوگی۔ تاج الشریعہ دعوت وتبلیغ کے ہر اسلوب سے کما حقہ واقف تھے، تقریر وتحریر سے تو آپ نے دلوں کا زنگ دور کیا ہی ساتھ ہی اخلاق حسنہ کے ایسے جلوے بکھیرے کہ جامعہ الازہر کے شیخ اور اساتذہ تک نے اپنے موقف سے رجوع کیا اور اکابر علمانے آپ کی طرف مراجعت کی، بیعت ہوئے، بہتوں نے شرف تلمذ

حاصل کیا۔ 2009ء میں آپ نے جامعہ الازہر میں خصوصی درس دیا، جس میں بے شمار طلبا کے ساتھ اساتذہ نے بھی شرکت کی۔ علما کا آپ کے درس میں شامل ہونا صرف آپ کے علمی طنطنے کی وجہ سے نہیں ہوسکتا، علمی اعتبار سے وہ اس وقت قابل لحاظ سمجھتے ہیں جب عالم کا علم، دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کے پھریرے لہرا رہا ہوتا ہے۔ حضور تاج الشریعہ کے کردار اور تقوی کی قسمیں کھائی جاتی ہیں، کوئی بھی چاہے آپ کا جیسا بھی شدید مخالف رہا ہو لیکن آپ کے کردار کی بلندی کے قصیدے پڑھتا ہے۔ ایک کامیاب مبلغ اور داعی کو بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے خوبصورت اخلاق کا جس قدر حصہ ملنا چاہیے آپ کو اس سے بڑھ کر عطا کیا گیا تھا، آپ سے قرب رکھنے والے اور آپ کی غلامی میں رہنے والے اس کے بہتر گواہ ہیں۔

میں ماہ نامہ سنی دنیا جنوری 2012ء میں آپ کے سفر کے متعلق شائع ہوئے ایک مضمون سے صرف ایک اقتباس پیش کرتا ہوں، اس امید کے ساتھ کہ معاصر کی گواہی اس باب میں بڑی حجت ہوتی ہے۔ مضمون نگار لکھتے ہیں:

”ہند و بیرون ہند میں کروڑوں کی تعداد میں مریدین ومتوسلین، سیکڑوں کی تعداد میں خلفا، ہزاروں کی تعداد میں تلامذہ ہیں جو براعظم کے مختلف ممالک میں مسلک اعلی حضرت کی ترویج واشاعت میں مصروف عمل ہیں۔ آپ براعظم ایشیا، یورپ، امریکہ اور آسٹریلیا وغیرہ کے متعدد ممالک میں تبلیغی دورے فرماتے ہیں۔ 2009ء میں آپ نے مصر وشام کا دورہ فرمایا، ایک ہفتے کا یہ سفر ایک ایک لمحہ مصروف رہا، جس میں عرب کے علما وشیوخ نے آپ کی خوب خاطر مدارت کی اور شایان شان استقبال فرمایا۔ اس سفر کی مکمل تفصیل ہند و پاک کے کئی مذہبی ماہناموں نے شائع کی ہے۔“

مولانا مونس اویسی صاحب آپ کے سفر شام کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”حضور تاج الشریعہ کو اعلم علمائے شام الشیخ عبدالرزاق حلبی (آپ کی عمر تقریبا 100 سال ہے اور آپ شام میں ثانی امام اعظم کے لقب سے مشہور ہیں) نے عشائیہ پر مدعو کیا۔ حضور تاج

الشریعہ کو لینے کے لیے مفتی دمشق الشیخ عبدالفتاح البزم (۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔) کے صاحبزادے الشیخ وائل البزم تشریف لائے تھے اس موقع پر شیخ عبدالرزاق حلبی، شیخ عبدالفتاح البزم ودیگر نے آپ کا والہانہ استقبال کیا۔مفتی دمشق نے حضورتاج الشریعہ کا تعارف کرایا۔بقول مفتی دمشق شیخ عبدالفتاح البزم جب حضورتاج الشریعہ اورالشیخ عبدالرزاق حلبی معانقہ فرمارہے تھےتو یوں محسوس ہورہا تھا کہ 2 روحیں مل رہی ہوں اورمدتوں کی شناسائی ہوحالاں کہ دونوں بزرگ کی یہ پہلی ملاقات تھی۔رات گئے تک یہ علمی محفل جاری رہی۔اللہ تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کے درجات بلندفرمائے اور ہم سب کوآپ کی دعوت وتبلیغ کا صدقہ عطا کرے۔آمین یارب العالمین!

۞۞۞

حضورتاج الشریعہ: بہ حیثیت پاسبانِ مسلک اعلیٰ حضرت

از: مولانا محمداختر علی واجد القادری، (ایم اے، ڈی ایس ایم،)
جامعہ اسلامیہ یتیم خانہ میرا روڈ ممبئی

آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات طیبہ کے سب سے نمایا پہلوؤں میں ایک پہلو یہ بھی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گم گشتگان راہ کو ہدایت کا سیدھا راستہ دیکھایا اور خوب دیکھایا، اپنے حسن کردار اور بہترین گفتار سے بندگان خدا کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی ضیاے وحدانیت سے منور ومجلی کیا ،آپ کے بعد آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم یہی کام کرتے رہے اور اکناف عالم کے کونے کونے تک اسلام کی دعوت وتبلیغ میں پوری زندگی بھر کوشاں رہے، دعوت وتبلیغ کا فریضہ کتنا اہم ہے، اس کا اندازہ اس امر سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ کو خیر امت ’’تامروں بالمعروف وتنہون عن المنکر‘‘ کے سبب کے ساتھ بیان فرمایا اور اپنے حبیب دونوں جہاں کے طبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ’’بلغوا عنی ولو آیۃ ‘‘ایک جگہ یوں بھی ارشاد فرمایا ہے: ’’فلیبلغ الشاھدالغائب‘‘

مذکورہ بالا احکام طیبہ سے واضح ہے کہ دعوت وتبلیغ کا کام بہت ہی ضروری ہے، یہی وجہ ہے کہ ہر زمانے میں مخصوصان خدا اور مقربان بارگاہ صمدیت نے اپنے اپنے طور پر اس امر خیر پر خوب عمل کیا، اپنے وطن کو چھوڑ دیا مگر اس امر خدا سے کبھی منہ نہیں موڑا، تاریخ گواہ ہے کہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور حضرت مخدوم اشرف جہاں گیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ ایسے اولیاے کرام ہیں، جو اپنے رب کی راہ کی طرف لوگوں کو بلانے کے لیے اپنے وطن کو چھوڑ کر غیروں کے علاقوں کو آباد کیا اور گمراہوں کو راہ ہدایت دیکھانے کی

پوری کوشش کی۔

تاریخ ہند کا مطالعہ رکھنے والے بخوبی واقف ہیں کہ اٹھارہویں تا بیسویں صدی عیسوی میں غیر منقسم ہندوستان میں جن عظیم بزرگوں نے دعوت وتبلیغ کا اہم فریضہ خوب انجام دیا، ان میں دو خاندان کے نام ایسے ہیں جو سنہرے حروف سے لکھے جانے کے قابل ہیں، ان دو خاندانوں میں ایک کو خاندان ''ولی اللہی'' اور دوسرے کو خاندان ''رضویہ'' کے نام سے جانا اور پہچانا جاتا ہے ۔شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ کے بعد غیر منقسم ہندوستان میں مسلمانان ہند کی ان دونوں خاندانوں نے ملی، مذہبی، مسلکی، مشربی اور خانقاہی رہنمائی فرمائی، مسلمانان ہند پر غیروں کے جتنے حملے ہوئے ان تمام کا قلع قمع کرنے میں کلیدی اور انفرادی کردار ادا کیا، حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (ولادت ۲۱ رفروری ۱۷۰۳ء روصال ۲۰ راگست ۱۷۶۲ء) خاندان ولی اللہی کے سربراہ کے طور پر مانے جاتے ہیں۔آپ کے افکارونظریات تاریخ میں ''افکارونظریات ولی اللہی'' کے نام سے یاد کیے جاتے ہیں، یہ خاندان ائمۂ اربعہ میں مشہور امام، حضرت نعمان بن ثابت امام اعظم رضی اللہ عنہ کا مقلد تھا، اور تقلید کے ساتھ ساتھ تصوف وطریقت کا علمبردار بھی رہا ہے، یہ اسلام کی سربلندی کے لیے اپنی جانوں کو نچھاور کرنے والے اسلاف کرام کے اقدار وروایات کا امین وارث کے طور پر بھی متعارف رہا ہے۔

ولی اللہی خاندان نے مسلمانان ہند کو آقاے دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا جام محبت پلانے میں اہم کردار ادا کیا، اس خاندان کے شہزادگان اور درشہزادگان یعنی نبیرگان کی اکثریت ان کے سچے وارث وجانشین کی شکل میں اپنے مورثوں کی وراثت علمی کی حفاظت کرنے میں اپنی سی کوشش کیے اور سواد اعظم اہل سنت و جماعت کے اکابر علماے کرام، مشائخ عظام اور صوفیاے کرام کی روش پر قائم رہتے ہوئے اپنی خاندانی علمی، فکری، دینی، ملی، مذہبی، مسلکی اور مشربی یعنی دینی حمیت کو برقرار رکھنے کی پوری کوشش کیے، مگر شاہ محمد اسماعیل دہلوی (م ۱۷۸۱ء ر ۶ مئی ۱۸۱۳) جو حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے بدنام زمانہ پوتے نے اپنے ہی جد امجد کے بہتوں اہم افکارونظریات سے بغاوت کیا، اسلاف کی فکری، اعتقادی اور جمہور امت کے

متوارث ورائج اسلامی عقائد سے بغاوت کا تیور اپنایا، جس کی وجہ سے خاندان ولی اللہی کے علمی ،فکری، مذہبی ،مسلکی ،مشربی اور اعتقادی وقار بہت متاثر ہوا، بلکہ یوں کہئے کہ مجروح ہوا، شاہ اسمٰعیل دہلوی نے حوس زر کا شکار ہو کر خود ساختہ اصول وقوانین کو فروغ دیا اور اپنے خدان کے بزرگوں سے کھلی بغاوت کیا، جس کی وجہ سے خاندان ولی اللہی کی عزت وعظمت پر لوگوں نے حرف زنی کیا، شاہ اسمٰعیل دہلوی نے اپنے ابا واجداد کا واسطہ دے کر عامۃ المسلمین کو اپنے دام فریب میں کرنے کی بہت کوشش کی اور کچھ حد تک کامیاب بھی ہوا، طرفہ یہ کے اس کے معتقدین ومتوسلین نے خاندان ولی اللہی کے شہزادگان ونبیرگان کی تصنیفات وتالیفات میں بھی تحریف کر کے حضرت کے اصل عقائد ونظریات اور معمولات کو مسخ کرنے میں مکمل بے ایمانی سے کام لیا اور دوسرے لوگوں کو اسلام مخالف عقائد ونظریات کے مطابق بنانے کی مکمل کوشش کی ۔شاہ عبدالوہاب نجدی اور ابن تیمیہ کے افکار فاسدہ ونظریات باطلہ کا داعی بن گیا، اسمٰعیل دہلوی کے بعد پھر اس خاندان میں میں کوئی ایسا عالم دین پیدا نہیں ہوا جو ان تحریفات کو اصل عقائد حقہ و نظریات صادقہ اور معمولات صحیحہ سے ممتاز کر کے فکر ولی اللہی کو فروغ دیتا۔المختصر یہ کہ خاندان ولی اللہی کی مقبولیت اور انفرادیت چلی گئی، شاہ اسمٰعیل دہلوی کی فتنہ پروری نے ایک نیا رخ اختیار کر لیا، جب کہ خاندان رضویہ میں امام عشق ومحبت، اعلیٰ حضرت، امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن (۱۸۵۶ء/۱۹۲۱ء) کے وصال کے بعد یہ سلسلۂ تسلسل جاری وساری رہا۔

کتب تواریخ کی ورق گردانی سے عیاں ہوتا ہے کہ خانوادۂ رضویہ بعدِ وصال سرکارِ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کبھی بھی اپنے خاندانی تقدس، علمی وراثت ،فکری قیادت اور عملی اقدام سے محروم نہیں رہا، بلکہ حسب سابق فیضان رضا کی جھما جھم بارش میں دن دونی رات چوگنی کام کرتا رہا اور اکناف عالم کے ہر خطے کو ہمیشہ اپنے وجود مسعود کا احساس دلاتے ہوئے باور کرتا رہا کہ عشق رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حفاظت کرنا ہمارے دائرۂ فکر کا اصلی مرکز ہے۔اس سے کبھی بھی سمجھوتہ نہیں ہوگا۔اعلی حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے خون جگر سے جس چمن محبت رسول کے باغ کو سینچا اور سنوارا تھا، اس کے ہر شاخ کے ہر پتے سے عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ہوا

آرہی تھی، جس سے ہر منافق کا دماغ ظاہر ہے خراب ضرور ہوا ہوگا مگر اچھے لوگوں پر اثر انداز نہیں ہو پایا،، اعلی حضرت کے وصال کے بعد جن عظیم المرتب پاکبازان خدا نے اپنے مورث کے مشن ومسلک کی پاسبانی کی ان کے نام اور کام کی تفصیل لکھی جائے تو ایک دفتر نہیں بلکہ کئی ایک دفتروں کی ضرورت پڑے گی۔ راقم ان میں سے صرف ۵ ناموں پر اکتفا کرتا ہوا ابھی حال ہی میں داعیِ اجل کو لبیک کہنے والے اپنے مرشد سرکار تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی الشاہ محمد اختر رضا خان قادری بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک حق کی پاسبانی کی چند مثالیں پیش کرنے کی سعاد حاصل کرے گا۔ وہ پانچ نام یہ ہیں:

(۱) اعلیٰ حضرت کے شہزادۂ اکبر، حجۃ الاسلام، حضرت مفتی محمد حامد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۶۲ھ/ ۱۹۴۳ء)

(۲) اعلیٰ حضرت کے شہزادۂ اصغر، مفتی اعظم عالم اسلام، حضرت علامہ ومولانا محمد مصطفی رضا خان رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۴۰۲ھ/ ۱۹۸۱ء)

(۳) اعلیٰ حضرت کے پوتے، مفسر اعظم ہند حضرت علامہ ومولانا محمد ابراھیم رضا خان رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۷۵ھ/ ۱۹۵۶ء)

(۴) اعلیٰ حضرت کے پر پوتے، ریحان ملت، حضرت علامہ ومولانا محمد ریحان رضا خاں، رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۴۰۵ھ/ ۱۹۸۵ء)

(۵) تاج الشریعہ بدر الطریقہ، حضرت علامہ الشاہ مفتی اختر رضا خان قاری بریلوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۴۳۹ھ/ ۲۰۱۸ء)

معزز رقائین! آپ نے ابھی ملاحظہ فرمایا کہ خانوادۂ رضویہ پر اللہ کا یہ بھی خاص فضل وکرم رہا اور ہے کہ اس خانوادے میں کبھی اپنے اباوجداد کے افکار ونظریات کی ترسیل کے لیے مردان پاکباز کی کمی نہیں رہی بلکہ اس خانوادے میں ہر دور میں کوئی نا کوئی مرد مجاہد باقی رہا جو اپنے مورثوں کی وراثت علمی کی پاسبانی کرنے میں کسی طرح سستی وغفلت سے کام نہیں لیا بلکہ ہمیشہ سینہ سپر ہو کر اپنے اپنے دور میں امام عشق ومحبت کا یہ شعر پڑھتے رہے:

کلک رضا ہے خنجر خونخوار برق بار
اعداء سے کہہ دو خیر منائیں نہ شر کریں

سرکارتاج الشریعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ(۱۳۶۱ھ/۱۹۴۲ء م۱۴۳۹ھ/۲۰۱۸ء)

سرکار تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت ۱۴/ذیقعدہ ۱۳۶۱ ہجری مطابق ۲۳/نومبر ۱۹۴۲ء بروز منگل محلہ سوداگران، بریلی شریف میں ہوئی، آپ کے والد ماجد، مفسر اعظم ہند حضرت علامہ ابراہیم رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ نے چار سال چار ماہ چار دن کی عمر میں بڑے اہتمام سے بسم اللہ خوانی کی مجلس کا انعقاد کیا، حضور مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ نے بسم اللہ خوانی کرائی، آپ باضابطہ پڑھنا شروع کیا اور اپنے گھر سے پڑھنا شروع کیا والدہ سے ناظرۂ قرآن پڑھا، والد سے کچھ کتابیں پڑھیں، منظر اسلام کے بڑے بڑے علما سے پڑھا، وہاں سے فارغ ہوئے تو جامعہ ازہر مصر گئے، وہاں کلیہ اصول الدین میں داخلہ لیا اور تقریباً ۳/سال پڑھا، ازہر سے فارغ ہوئے وطن واپس آئے، نانا جان نے بریلی اسٹیشن پر والہانہ استقبال کیا، حصول تعلیم کے بعد آپ اپنے علوم وفنون کا گوہر اس قدر لٹانے لگے کہ جو آپ کے قریب ہوتا قریب ہی ہوکر رہ جاتا، جہاں جاتے وہاں کے لوگ آپ کی بہت تعظیم کرتے۔ مشاہر علما و مشائخ نے آپ کو متعدد القابات ''تاج الاسلام'' صدر المفتیین، سند المحققین، فقیہ اسلام، مفکر اہل سنت، فقیہ اعظم، شیخ المحدثین، تاج الشریعہ، مرجع العلما والفضلا اور قاضی القضاۃ فی الہند سے نوازا۔

آپ ۶/ذیقعدہ ۱۴۳۹ھ مطابق ۲۰/جولائی ۲۰۱۸ء کی شام اپنے مالک حقیقی سے جا ملے یعنی شمسی اعتبار سے ۷۶/سال اور قمری اعتبار سے ۷۸/سال کے مختصر عرصے میں آپ کی خداداد صلاحیتوں کا ڈنکا پوری دنیا میں بجا، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد مسلک اعلیٰ حضرت کی حفاظت و صیانت میں خانوادۂ رضویہ میں عالمی عبقری شخصیت، یگانۂ روزگار محقق، صاحب بصارت و بصیرت، فقیہ عصر، وارث علوم امام اہل سنت اعلی حضرت، ماہر و کامل

ِسہ لسانی ادب، قاطع کفر و ضلالت و صلح کلیت، صاحب حسن و وجاہت، مترجمِ المعتقد المنتقد اور المستند المعتمد بناء نجاۃ الادب، باعث خیر و برکت، پاسبان مسلک اعلی حضرت، ترجمان اہل سنت ،مفخر صاحبان رفاقت و معیت، اعلم علماے دہر، فخر ازہر، دین متین کے عظیم داعی، مصنف نموذج حاشیۃ الازہری علی صحیح البخاری، افضل العلما، افقہ الفقہا، ولی ابن ولی، مفتی ابن مفتی، مفسر ابن مفسر ،محدث ابن محدث، شیخ الاسلام والمسلمین، عمدۃ الواعظین، عالم باعمل، جانشین مفتی اعظم عالم ،حضور تاج الشریعہ، بدر الطریقہ، حضرت محمد اسماعیل رضا خان المعروف بہ حضرت علامہ و مولانا الحاج الشاہ مفتی محمد اختر رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات کس قدر اعلی و ارفع ہے، اس کا غائرانہ جائزہ لینے کے لیے جہاں وقت کی ضرورت ہے وہیں سرکار تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ کے گلستاں حیات کے ہر چپے کی سیر کرنے کی بھی ضرورت ہے اور دوران سیر ان کے گلستان حیات کے ہر شجر ثمر آور سے اپنی تشنۂ تحقیق کی پیاس بجھانی ہوگی اور یہ کام یقیناً ایک دو ہفتے کا نہیں بلکہ مہینوں کا ہے۔

سر دست محب گرامی وقار، مدیر اعلی رسالۂ انوار ہاشمی، حضرت مولانا محمد محسن رضا ضیائی صاحب کی فرمائش پر چند سطور بیش خدمت ہے، آئندہ کبھی وقت ملا تو اس موضوع پر مفصل گفتگو ہوگی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

آیئے پہلے مسلک اعلیٰ حضرت کو سمجھ لیں:

اسلام نام ہے توحید و رسالت کے اقرار باللسان و تصدیق بالقلب کے مجموعے کا، اس سے واضح ہے کہ جو بندہ مسلمان ہوگا وہ اللہ تعالی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گستاخی نہیں کرے گا بلکہ اپنے اللہ تعالی کی عبادت کرے گا اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم و توقیر کرے گا ،یہی حکم قرآن و احادیث میں صراحت کے ساتھ مذکور و مشہور اور ہر بندۂ خدا کے نظر میں یہ عمل محبوب ہے، امام عشق و محبت اعلی حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ نے انہی امور کو کچھ اس طرح عرض کیا ہے:

دل ہے وہ دل جو تری یاد سے معمور رہا
سر ہے وہ سر جو ترے قدموں پہ قربان گیا

انہیں جانا انہیں مانا نہ رکھا غیر سے کام
للہ حمد میں دنیا سے مسلمان گیا

(حدائق بخشش)

وہابیوں کے افکار و نظریات کا مطالعہ رکھنے والے بخوبی جانتے ہیں کہ ان لوگوں نے اپنی تصنیفات و تالیفات میں جگہ جگہ اللہ و رسول کی شان میں گستاخیاں کیں،

اور تم پر مرے آقا کی عنایت نہ سہی
نجدیو! کلمہ پڑھانے کا بھی احسان گیا

اور چوری و سینہ زوری کے مصداق چودہ سو سالہ روایات قدیمہ صحیحہ کو مانتے آرہے اہل سنت و جماعت کے ماننے والے مسلمانوں پر شرک و کفر کے فتوئے لگائے، جس کی وجہ سے ملت اسلامیہ کا شیرازہ بکھر گیا اور امت مسلمہ فرقوں میں تقسیم ہوئی، نجدیوں اور وہابیوں کے اسی طرح خرافات کے سد باب کے لیے جن مشائخ نے اپنی زندگیوں کو اس کے سد باب کے لیے صرف کیا ان میں امام عشق و محبت، سرکار اعلی حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کا وافر حصہ رہا، تاریخی اوراق شاہد ہیں کہ اعلیٰ حضرت نے ان تمام افکار باطلہ، فاسدہ اور خبیثہ کا سب سے زیادہ سد باب کیا اور وہابیوں کے بنام حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی ہونے کے مکروہ چہرہ کو ''امت محمدیہ'' کے سامنے پیش فرمایا، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ اپنے اسلاف کے اس مشن و مسلک کی اس قدر حفاظت کی کہ پوری دنیا کے مسلمانوں کو ان کے مشن و مسلک میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی صداقت، حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی عدالت، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی سخاوت، حضرت علی مولائے کائنات رضی اللہ عنہ کی ولایت و شجاعت، حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کے جذبۂ شہادت، حضرات ائمۂ اربعہ کی پرہیزگاری و سیادت وغیرہ کے جلوئے نظر آئے اور یہ جلوئے اس قدر منور و تاباں تھے کہ امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دور میں پوری امت مسلمہ کے عقائد و نظریات کی حفاظت فرما کر عقائد و نظریات کی تمام تر تاریکیوں کو ختم فرما دیا، ایک ہزار سے زائد کتابیں تصنیف فرمائی، عرب و عجم میں چودہ سو سالہ اسلامی عقائد و نظریات میں در آئی خرافات کی تجدید

فرمائی، یہی وجہ ہے کہ اس دور کے عوام وخواص کو ان کے اِس مشن ومسلک کو اسلاف کے مشن و مسلک کا مجموعہ پایا، اس لیے ان کے افکار ونظریات کو''مسلکِ اعلی حضرت'' کا نام دیا جاتا ہے جو کہ حقیقت میں کوئی نیا مسلک نہیں بلکہ عقائد میں صحابہ، ائمۂ اربعہ، امام ماتریدی اور امام اشعری رضی اللہ عنہم کا سچا پکا ترجمان ہے اور اس کی ضرورت بھی حق و باطل کی شناخت کے لیے پیش آئی تھی۔

اہل علم جانتے ہیں کہ وہابیوں کو جب اپنے عقائد کے فروغ میں امت کے صالحین کا علمی تعاقب ہوا تو ان لوگوں نے اپنے مکر کے طریقے بدل دیے تھے، عقائد میں پوری امت کے مخالف ہونے کے باوجود اپنے آپ کو بھی حنفی شافعی، مالکی اور حنبلی کہلانا شروع کیے اور آج بھی وہابیوں کے کئی ایسے برانچ ہیں، جو اپنے آپ کو حنفی، مالکی، شافعی اور حنبلی کہلاتے ہیں جب کہ جن ائمہ کی تقلید کرنے کا دعویٰ ہے وہ سب کے سب اہل سنت و جماعت کے تھے، عوام مغالطے میں پڑ رہی تھی، اس لیے حق و باطل کے مابین حد فاصل قائم کرنے کے لیے'' اہل سنت و جماعت'' ہی کو ایک نیا نام'' مسلک اعلی حضرت'' دیا گیا، جس سے وہابی اور سنی کی صحیح شناخت کل بھی ہوتی تھی اور آج بھی ہو رہی ہے، چودھویں صدی کے اکابر علماے کرام نے اپنی تقریرات وتحریرات پر میں اس کا ذکر کیا اسے مانا اور اپنے ماننے والوں کو ماننے کا حکم دیا ،اس مسلک کا دائرۂ کار کتنا وسیع ہے اس کو معلوم کرنے کے لیے اعلی حضرت امام احمد رضا کے دس نکاتی پروگرام اور ان کی تصنیفات وتالیفات کا مطالعہ بہت مفید رہے گا جسے میں یہاں طوالت کے خوف سے نقل نہیں کرسکتا۔

اب آیئے! تاج الشریعہ کے گلشنِ حیات کی سیر کرتے چلیں:

حضور تاج الشریعہ، بدر الطریقہ کے گلشن حیات کی خدمات کے مہکتے ہوئے پھولوں کے دل آویز خوشبوں اور عشق رسول کا گیت گانے والے چہکتے ہوئے بلبلوں کے حسین مناظر کی سیر کرتے چلیں اور انہوں نے اپنے جد امجد سرکار اعلیٰ حضرت کی تعلیمات ومسلک کی حفاظت کرنے میں کیا کردار ادا کیا ہے اس کا سرسری جائزہ لیں۔

حضرت تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کا مطالعہ کرنے والا ادنی طالب علم بھی میری اس بات پر متفق ہوگا کہ سرکار تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے جد امجد کے مسلک کی حفاظت میں دنیا کے

بڑے بڑے تاجوروں کی مخالفت برداشت تو کی مگر کسی حال میں بھی سمجھوتہ نہیں کیا، جہاں جیسی ضرورت پڑی ویسی خدمات کے ذریعہ مسلک اعلیٰ حضرت کی حفاظت کرنے میں صرف پورے خاندان ہی میں نہیں بلکہ پوری دنیا میں کلیدی کردار ادا کیا، اس کی تصدیق کے لیے ان کی تالیفات وتصنیفات، مقالے، بیانات، اسفار، ارشادات اور اشعار وغیرہ کو جتنی بار پڑھیں گے ان کی خدمات کی روشن تاریخ قاری کے سامنے نکھر کر آئے گی۔ یوں تو ان کی ہر تصنیف وتالیف کا اپنا ایک حسین پس منظر ہے وہ یہاں بیان نہ کرتے ہوئے صرف تصنیفات وتالیفات کو شمار کر کے آگے نکل جاتا ہوں۔

سرکار تاج الشریعہ کی تصنیفات وتالیفات کی ایک مختصر فہرست آپ کی خدمت میں پیش ہے اسے ملاحظہ فرمائیں:

(۱) [مراۃ النجدیہ بجواب البریلویۃ] عربی زبان میں

(۲) [تحقیق ان ابا ابراھیم تارخ لا آزر] عربی زبان میں

(۳) [الحق المبین] عربی اردو دونوں زبانوں میں

(۴) الصحابۃ نجوم الاھتداء] عربی زبان میں

(۵) [تعلیقات الازہری علی صحیح البخاری] عربی زبان میں

(۶) [دفاع کنز الایمان] دو حصے اردو زبان میں

(۷) [ازہر الفتاوی] مجموعہ فتاوی ۵ر جلدوں میں

(۸) [ازہر الفتاویٰ] مجموعہ فتاویٰ ۲ر حصے انگریزی میں

(۹) [سد مشارع علی من یقول ان الدین یستغنی عن الشارع] عربی زبان میں

(۱۰) [صیانۃ القبور] عربی زبان میں

(۱۱) [ٹی وی ویڈیو کا شرعی آپریشن] اردو زبان میں

(۱۲) [ہجر رسول] اردو زبان میں

(۱۳) [شرح حدیث نیت] اردو زبان میں

(۱۴) [تین طلاقوں کا شرعی حکم] اردو زبان میں

۔(۱۵) [ٹائی کا مسئلہ] اردو زبان میں

(۱۶) [کنزالایمان کا دیگر تراجم سے تقابلی جائزہ] اردو زبان میں

(۱۷) [آثار قیامت] اردو زبان میں

(۱۸) [جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم] اردو زبان میں

(۱۹) [چلتی ٹرین میں فرض وواجب نمازوں کی ادائیگی کا شرعی حکم] اردو زبان میں

(۲۰) [جدید ذرائع ابلاغ سے رویت ہلال کے ثبوت کی شرعی حیثیت] اردو زبان میں

(۲۱) [الفردہ شرح قصیدہ البردہ] عربی زبان میں

(۲۲) [سفینۂ بخشش] نعتیہ دیوان اردو زبان میں

(۲۳) [نغمات اختر] نعتیہ دیوان عربی زبان میں

مسلک اعلی حضرت کی حفاظت کے لیے آپ نے صرف زبانی آمد وخرچ نہیں کیا بلکہ خود بھی کتابیں لکھیں اور اپنے جد امجد، سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کی متعدد کتابوں کا ترجمہ اردو سے عربی اور عربی سے اردو میں بھی کیا، اہل وعلم دانش بخوبی جانتے ہیں کہ ترجمہ نگاری کا میدان علمی دنیا میں کتنا سخت میدان ہے مگر سرکار تاج الشریعہ جب اس سخت میدان میں اپنا سہ لسانی ادب کا علمی وزنی قدم رکھتے ہیں تو اس سخت میدان کو بھی نرم بنا دیتے ہیں، آپ کی ترجمہ نگاری کے باب میں ۲۰۰۸ء میں مطبوعہ حضرت مولانا شہاب الدین رضوی صاحب کی کتاب ''حیات تاج الشریعہ'' میں حضرت مفتی نفیس احمد صاحب نے درج ذیل تراجم پر مختصرے تبصرہ کیے ہیں، جس سے صاف واضح ہے کہ آپ نے ان کتابوں کے ذریعہ مسلک اعلی احضرت کی ترویج واشاعت کی کوشش فرمائی۔

(۱) المعتقد المنتقد والمستند المعتمد (عربی سے اردو زبان میں)

(۲) الزلال الانقی من بحر سبقۃ الاتقی (عربی سے اردو

(۳) فقہ شہنشاہ بان القلوب بید المحبوب بعطاء اللہ (اردو سے عربی)

(۴)عطایا القدیر فی حکم التصویر (اردو سے عربی)

(۵)شمو الاسلام لاصول الرسول الاکرام (اردو سے عربی)

(۶)الھادالکاف فی احکام الضعاف (عربی سے اردو)

(۷)اھلاک الوھابیین (اردو سے عربی)

(۸) تیسر الماعون (اردو سے عربی)

قارئین ! یہ فہرست حضرت کے وصال سے ۱۰؍سال پہلے کی ہے،۲۰۱۸ء میں حضرت مفتی یونس رضا مونس اویسی صاحب کی مطبوعہ کتاب میں اس کی تفصیل دیکھی جا سکتی ہے،آپ صرف مذکورہ بالا فہرست اور درج ذیل خدمات سے ہی بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ سرکار تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ نے مسلکِ حق ''مسلک اعلیٰ حضرت'' کی حفاظت میں کس قدر اہم کردار ادا کیا ہے ،آپ کے سوانح نگاروں نے لکھا ہے کہ:

حضرت سید العلماء رحمۃ اللہ علیہ کی صدارت میں ۱۹۷۰ء میں قائم شدہ'' آل انڈیا سنی جمیعت العلما'' کی ۱۹۸۰ء تا قبل وصال کل ہند فعال صدر رہ کر آپ نے مسلک اعلی حضرت کی خدمت کی۔

کچھ لوگ یوپی، ممبئی، کراچی اور لندن وغیرہ میں اتحاد بین المسالک والمذاہب کی ضرورت کا دعوی کرنے لگے اور اس بے جا دعوی پر دلیلیں بھی دیے، اتحاد کے نام پر کئی تنظیمیں معرض وجود میں آئیں ،ان اتحادیوں کا حال اس سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ یہ لوگ صبح جن بدمذہبوں کے خلاف اپنی نشستوں میں تقریر کرتے تھے،شام میں انہیں بدمذہبوں کے ساتھ ایک ہی اسٹیج پر جلوہ بار ہوتے تھے،عوام مغالطے میں پڑ جاتے تھے کہ وہ کیا کریں اور کیا نا کریں ،اس اتحاد کی شرعی حیثیت پر بہتوں فقہا کے اقوال موجود ہیں مگر راقم کا اپنا نظریہ، یہ ہے کہ ایسے اتحادیوں سے مخالفین کو بہت فائدے ہوئے ،وہ عوام کو یہ بہکانے میں کامیاب رہے کہ علما و دانشوروں کا اپنی مسجدوں اور نشستوں میں حق بیان کرنا ، بدمذہبوں کے عقائدِ باطلہ کا پردہ فاش کرنا ،مذہبی حقائق پر مبنی نہیں بلکہ محض فکری اور نظریاتی اختلاف ہے، جب کہ یہ اختلافات محض فکری نہیں بلکہ اصل

عقائد کی خرابی کی بنیاد پر تھے اور ہے، جسے پوری دنیا کے لوگ جانتے بھی ہیں اور مانتے بھی ہیں، ایسے پرفتن اور پر آشوب ماحول میں دین حنیف کی تبلیغ کے لیے حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ نے مسلکِ حق مسلک اعلیٰ حضرت کی ترجمانی کرتے ہوئے کلک رضا، خنجر رضا، اور سخن رضا کے ذریعہ اس اتحاد کے خلاف فتویٰ جاری کیا اور امت محمدیہ کے لیے رہنمایانہ اصول مرتب فرمایا ،اس علمی مخالفت کے تناظر میں آپ پر کئی قلمی ولسانی حملے بھی ہوئے مگر آپ جبل استقامت بن کر ڈٹے رہے۔سن ۲۰۰۲ء آزاد انٹر کالج بریلی میں آل انڈیا جماعت رضائے مصطفی کے بینر تلے عظمت مصطفی کانفرنس منعقد ہوئی اس میں آپ نے اپنے مریدوں ومعتقدوں سے فرمایا:

”آپ لوگوں کو نصیحت اور وصیت کرتا ہوں کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے مسلک پر قائم رہنا ، وہابیوں اور دوسرے فرقوں سے میل، جول، کھانا ، پینا، کسی بھی طرح کا اتحاد جائز نہیں، ان فرقہائے باطلہ سے تاقیامت اتحاد نہیں ہوسکتا، میرے خاندان کے لوگ ہوں یا میرا بیٹا ہی کیوں نہ ہو، آگر آپ (میرے بیٹے کو بھی) دیکھیں کہ مسلک اعلیٰ حضرت سے ہٹ گیا ہے تو دودھ سے مکھی کی طرح نکال باہر کر دیں اور چھوڑ دیں“

(ملحضا حیات تاج الشریعہ،ص ۸۶، از مولانا شہاب الدین رضوی، اسلامک ریسرچ سینٹر ، بریلی، یوپی)

• ۳۰ر مئی ۱۹۹۳ء میں غیر مقلدین نے میڈیا میں یہ شوشہ چھوڑا کہ ایک مجلس میں تین طلاق دینے سے تین طلاق واقع نہیں ہوتی بلکہ ایک ہی واقع ہوتی ہے، اس شوشہ ومہم کی تشہیر کے لیے ان لوگوں نے حکومتی سطح کے افراد کی مدد حاصل کی، جب سرکار تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ کو یہ کمر اہ کن خبر ملی تو آپ نے اس شوشہ ومہم کے خلاف ایک عظیم علمی و تحقیقی فتویٰ قلم بند فرمایا۔(ملحضا حیات تاج الشریعہ،ص ۹۵، از مولانا شہاب الدین رضوی، اسلامک ریسرچ سینٹر، بریلی، یوپی)

یوں تو عرس رضوی میں خواتین کی آمد پر روز اول سے ہی پابندی تھی ،سرکار مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ اس کے لیے خاص اہتمامِ ممانعت فرماتے تھے مگر چند معتقدین اپنی عقیدت کی حدیں

توڑنے کی کوشش کر رہے تھے کہ ۲۶/جولائی ۱۹۹۵ء میں سرکار تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ نے خواتین کو مزار شریف پر آنے سے روکنے کے لیے ایک مدلل و محقق مضمون لکھا اور اس کی تقسیم کرائی اور معتقدین مزار پاک کے لیے ہدایت جاری فرمایا کہ ''عرس میں اپنے ساتھ ہر گز خواتین کو نہ لائیں'' (ملخصا حیات تاج الشریعہ، ص۸۶، از مولانا شہاب الدین رضوی، اسلامک رسرچ سینٹر، بریلی، یوپی)

حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ نے صرف ہند و پاک ہی میں نہیں بلکہ عرب مما لک میں بھی مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج و اشاعت کے لیے متعدد سفر فرمایا، اس کی مثال پیش خدمت ہے ملاحظہ فرمائیں:

رمضان المبارک ۱۴۰۴ھ میں روز نامہ ''الہدیٰ'' ابوظہبی نے خصوصی نمبر شائع کیا، جس میں یہ لکھا کہ بریلویت ایک نیا فتنہ ہے، نیا مذہب ہے، سرکار تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ کو یہ خصوصی نمبر پڑھ کر شدید بے چینی ہوئی کہ عرب دنیا میں اعلیٰ حضرت قدس سرہ کو بدنام کیا جا رہا ہے، آپ نے متحدہ عرب امارات سے شائع ہونے والے گیارہ (۱۱) ملکی اخبارات سے رجوع کیا اور روز نامہ ''الہدیٰ'' کا جواب عربی میں ترتیب دے کر شائع کرایا، اور باضابطہ برصغیر میں ایک مہم چلائی کہ ان اخبارات میں دباؤ بنے اور اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے مسلک کو بدنام کرنے والوں کی سازش ناکام ہو جائے، اس دوران آپ نے اس اخبار کے خلاف ہندوستان، پاکستان اور بنگلہ دیش میں دستخطی مہم بھی جاری کی۔

(حیات تاج الشریعہ، ص۹۶، از مولانا شہاب الدین رضوی، اسلامک رسرچ سینٹر، بریلی، یوپی)

مسلک اعلیٰ حضرت کے دس نکاتی پروگرام میں سے یہ بھی ایک ہے کہ اچھے مدارس قائم کیے جائیں اور باقاعدہ تعلیم کا انتظام کیا جائے، یہ کام بیرون بریلی جاری تو تھا ہی مگر خاص بریلی میں اس پر بڑا کام کرنے کے لیے اسباب کی قلت تھی، سرکار تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ جانشین مفتی اعظم ہند اور پاسبان مسلک اعلیٰ حضرت کا حق ادا کرتے ہوئے اپنے برادر اصغر حضرت

مولانا منان رضا خان منانی میاں مدظلہ العالی کی معیت میں ۱۹۸۲ء میں جامعہ نوریہ قائم کیا ،۱۹۹۹ء میں امام احمد رضا ٹرسٹ قائم کیا اور اس کے زیر اہتمام اسّی (۸۰) بھیگہ زمیں پر سن ۲۰۰۰ء میں ’’مرکز الدراسات الاسلامیہ جامعۃ الرضا‘‘ قائم فرمایا، یہ وہ خدمات ہیں جنہیں صبح قیامت تک یاد کیا جائے گا۔

حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ نے جب لوگوں میں تھے تب بھی اور آج لوگوں کے درمیان سے چلے گئے ہیں تب بھی کس قدر ہلچل مچایا کہ ۶/ذی القعدہ ۱۴۳۹ھ مطابق ۲۰/جولائی ۲۰۱۸ء کی شام شمسی اعتبار سے ۷۶/سال اور قمری اعتبار سے ۷۸/سال کی مختصر زندگی گزار کر اپنے مالکِ حقیقی سے جا ملے تو یہ خبر جنگل کے آگ کی طرح چند منٹوں میں پوری دنیا میں پھیل گئی اور ملک و بیرون ملک کے مشاہر علما و محققین سیکڑوں القابات کے ساتھ تعزیتی پیغامات جاری کیے اور یہ سلسلۂ خیر آج تک جاری ہے، اس لیے ہر خود دیدہ محوے حیرت ہیں، حاسد کا کلیجہ پاش پاش ہو رہا ہے کہ آخر یہ کیا ہو رہا ہے، لیکن ان سب کو معلوم ہونا چاہیے کہ سرکار تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ محض بنے بنائے مرجع عوام و خواص نہیں تھے بلکہ ’’سیجعل لھم الرحمٰن ودا‘‘ کے مصداق تھے، اس لیے حاسد حسد کرتے رہے، جلنے والے جلتے رہے، افواہ پھیلانے والے پھیلاتے رہے مگر دنیا نے دیکھا کہ حضور سرکارِ تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ کی علمی ،فکری، دینی ،مذہبی ،مسلکی اور مشربی خدمات اس قدر مقبول بارگاہ خداوندی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی محبت لوگوں کے دلوں میں ڈال دیا، اس لیے حضرت کے وصال پر ملال کی خبر سنتے ہی عوام و خواص میں ہلچل مچ گئی، عوام تو عوام خواص کی آنکھیں نم ہو گئیں، خبر وصال کے تھوڑی ہی دیر کے بعد ہر کسی کے زبان میں یہ تھا کہ:

اختر قادری خلد میں چل دیا
خلد واہے ہر ایک قادری کے لیے

المختصر یہ کے محافظ مسلک اعلیٰ حضرت حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ کے آخری دیدار کے لیے ملک و بیرون ملک کے بے شمار لوگ ، بریلی شریف پہونچے ،جس کو جو ملا ، جہاں سے ملا ، جیسے ملا ،جب ملا، اپنے گھر بار اور کاروبار کو چھوڑ کر آخری دیدار کے لیے بڑی مسافتیں طے کیا اور حاضری

کی سعادتوں وبرکتوں سے مال مال ہوکراپنی فیروز بختیوں اور سعادت مندیوں پر نازاں ہوا۔

حضورتاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ کے نماز جنازہ میں لاکھوں افراد نے شرکت کی، گویا آپ کا جنازہ تاریخ ہند کا سب سے بڑا جنازہ بن گیا۔اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ آپ بریلی شریف میں پیدا ضرور ہوئے مگر آپ صرف بریلی والوں کے لیے ہی محدود نہیں رہے بلکہ علوم وفنون کا ابر باراں بن پوری دنیا کو خوب سیراب کیا،عرب وعجم میں آپ کے تلامذہ وخلفا کی ایک بڑی تعداد دنیاے سنیت کی ترجمانی کرررہی ہے اور اپنوں کے ساتھ غیروں کو بھی دعوت دین متین اور سنن شفیع المذنبین کی برکات وحسنات سے فیضیاب کررہی ہے،متعدد تحقیقات سے عیاں ہے کہ سرکار تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ نے متعدد مسائل دینیہ کی تفہیم میں درآئی خرافات کا سد باب کرنے میں کلک رضا کے تیور میں معاصر مخالفین کو دلائل و براہین سے خاموش کیا اور دنیا کے سیکڑوں مستند مانے جانے والے بااثر موثرین میں سبقت لے گئے تھے،اور ہو بھی کیوں نا کہ آپ پر فیضان مفتی اعظم عالم اسلام رحمۃ اللہ علیہ اور مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد خان رحمۃ اللہ علیہ کی خاص نگاہ عنایت تھی، جسے آپ نے اپنے اشعار میں یوں عرض کیا ہے :

مفتی اعظم کا ذرہ کیا بنا اختر رضا
محفل انجم میں اختر دوسرا ملتا نہیں

نگاہ مفتی اعظم کی ہے یہ جلوہ گری
چمک رہا ہے جو اختر ہزار آنکھوں میں

کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ:

مدت کے بعد ہوتے ہیں پیدا کہیں وہ لوگ
مٹتے نہیں ہیں دہر سے جن کے نشاں کبھی

راقم نے اپنے مرشد کے مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج واشاعت کے بارے میں جو کچھ بیان کیااس سے کئی گنا زیادہ آپ کی خدمات ہیں، صرف اتنا کہتے ہوئے کہ آپ نے مسلک اعلیٰ حضرت کی جس قدر خدمات کیں اسی طرح لوگ آپ کی عقیدت سے سرشار ہوئے جس کا زندہ ثبوت آپ کی نماز جنازہ میں شرکا کی بے مثال تعداد ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دست بہ دعا ہوں کہ مولیٰ کریم آپ کے مزار پاک پر، اپنی رحمتوں کی بارش برسائے، فیضان کرم کو جاری رکھے، آمین یارب العلمین، بجاہ حبیبہ سید المرسلین، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

●●●

حضور تاج الشریعہ اور درسِ بخاری

(حسین یادوں کے روشن جھروکوں سے)

از: مفتی محمد رضا مرکزی، استاذ و مفتی: الجامعۃ القادریہ نجم العلوم مالیگاؤں

اس دنیا میں ان گنت لوگ آتے اور جاتے رہتے ہیں۔ کسی کو یاد رکھا گیا کسی کو بھلا دیا گیا ۔کوئی بعد موت بھی حیات کی طرح ہے۔اور کوئی حیات میں بھی موت کی طرح۔لیکن حضور تاج الشریعہ، بدر الطریقہ، حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری برکاتی علیہ الرحمہ ان سب میں ممتاز نظر آتے ہیں۔آپ کی عوام وخواص میں بے پناہ مقبولیت کا ذکر کرتے ہوئے نائب مفتی اعظم ہند شارح بخاری مفتی محمد شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

''حضور مفتی اعظم ہند کو اپنی زندگی کے آخری پچیس سالوں میں جو مقبولیت و ہر دل عزیزی حاصل ہوئی وہ آپ کے وصال کے بعد ازہری میاں کو بڑی تیزی کے ساتھ ابتدائی سالوں ہی میں حاصل ہوگئی اور بہت جلد لوگوں کے دلوں میں ازہری میاں نے اپنی جگہ بنالی''۔

حضور مفکر اسلام علامہ قمر الزماں اعظمی صاحب فرماتے ہیں۔

''حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ ایک شخصیت کا نام نہیں۔ایک زمانے کا ایک عہد کا نام ہے ایک دم سے زمانے پر چھا جانے والی ذات کا نام ہے''۔

الحمد للہ ثم الحمد للہ! راقم کو یہ شرف حاصل رہا کہ نو سال کا ایک سنہرہ زمانہ حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کے قدموں میں ایک خادم و تلمیذ کی حیثیت سے گزارنے اور مرشد برحق کو دیکھنے سمجھنے کا موقع میسر آیا۔ بخاری شریف، الاشباہ والنظائر، رسم المفتی اور دیگر تخصص فی الفقہ کی کتابیں اور افتا کی مشق کا درس وتربیت حاصل کرنے کا زرین موقع ملا۔اور

راقم کے کئی مقالوں کو حضور تاج الشریعہ نے سماعت کیا اور اصلاح فرماتے ہوئے اپنی پسند خفگی کے ساتھ خوب خوب دعاؤں سے بھی نوازا۔ الحمدللہ ثم الحمدللہ! جیسا دیکھا اور کیسا پایا؟؟۔۔تو سنو!!! ایک مشفق معلم، ایک روحانی مرشد، ایک باوقار مربی، ایک مایۂ ناز مفسر، ایک کامیاب مترجم، ایک بلند پایہ شاعر، ایک منفرد مصنف، ایک مخلص ناقد، ایک عظیم زاہد، ایک شب زندہ دار عابد، ایک باعمل عالم، ایک ممتاز فقیہ، ایک سچے عاشق، ایک پروانۂ شمع رسالت۔

منفرد اور گوناگوں خصوصیات کے حامل حضور تاج الشریعہ اس ذات کا نام ہے جنھیں مولانا رضا علی خان سے شجاعت ملی۔ مولانا نقی علی خان سے علم تفسیر ملا۔ امام احمد رضا خاں سے قلم ملا۔ حضور حجت الاسلام سے حسن ملا۔ مفتی اعظم ھند سے تقویٰ ملا۔ والد ماجد حضور ابراہیم رضا سے قرآن فہمی کا اندازہ ملا۔ ایک تنہا ذات میں کتنی انجمنیں سمٹ آئی تھیں۔ پیش نظر مضمون میں اپنے مشاہدات کی بنیاد پر آپ کے درسِ حدیث کے اندازِ دل ربائی کو قلمبند کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔

مرکز الدراسات الاسلامیہ جامعۃ الرضا بریلی شریف کا وہ حسین وجمیل اور ناقابل فراموش دن آج بھی مجھے اچھی طرح یاد ہے، جو میرے لیے کسی بہت بڑی نعمت سے کم نہ تھا۔ جب دل کو قرار دینے والی ذات، ہمدم ودمساز، حسن وجمال کے پیکر، شفقت ومحبت کے بیکراں سمندر میرے مرشد واستاذ حضور تاج الشریعہ قدس سرہٗ کی زبان فیض ترجمان سے بخاری شریف کی پہلی حدیث کا درس حاصل کرنے کا شرف ملنے والا تھا۔ وہ وقت سعید جس کا ہم جماعت ساتھیوں سمیت مجھے بے چینی سے انتظار تھا ہماری قسمت کی معراج کہ آ بھی گیا اور ایک عظیم علمی وروحانی درس جس کی حسین یادوں کی ٹھنڈک آج بھی قلب وذہن میں موجود ہے۔ مذکورہ درس راقم الحروف نے اپنے موبائل میں ریکارڈ کر لیا تھا۔ افتتاحِ بخاری شریف کے بعد روز آنہ کاشانۂ تاج الشریعہ علیہ الرحمہ میں بخاری شریف کے درس کے لیے جانا ہوتا تھا۔ حضرت نے کرم فرمایا اور اجازت حدیث ودلائل الخیرات وقصیدہ بردہ ودیگر اوراد سے نوازا۔ ایک مشفق ومہربان استاد

کی ساری صفات آپ میں بدرجۂ اتم موجود تھیں۔

آپ سمجھ سکتے ہیں کہ جو طلبہ روز ۱۲ر کلومیٹر سے آتے ہیں ان کا خرچ بھی ہوتا ہوگا۔اور مدارس کے طلبہ کا جیب خرچ بھی کم ہوتا ہے اس بات کو حضور تاج الشریعہ نے محسوس کیا اور اپنی جیب خاص سے ہمیں ہر ماہ دن کے اعتبار سے آنے جانے کا کرایہ دے دیا کرتے تھے۔میں اپنی اس سعادتِ عظمٰی پر جتنا ناز کروں کم ہے کہ ان گنت مرتبہ قدم بوسی اور دست بوسی کے علاوہ ناچیز نے حضور تاج الشریعہ کی خدمت کا شرف حاصل کیا ہے۔

حضور تاج الشریعہ کا طریقۂ تعلیم بڑا منفرد، جامع اور ایسا حسین ہوتا تھا کہ ہمیں یوں لگتا جیسے کوئی ہمیں پڑھا نہیں رہا ہے بلکہ پلا رہا ہے۔آپ کا طرزِ فہمایش اللہ اللہ! کیا کہنے دقیق سے دقیق مسائل بڑی آسانی اور سہل طریقے سے یوں حل فرما دیا کرتے کہ ہمیں ذرا بھی مشکل پیش نہیں آتی۔آپ درسِ حدیث میں اس بات کا التزام فرماتے تھے کہ محض مفہوم حدیث سے واقفیت نہ ہو بل کہ اس کے ما علیہ و مالہٗ کے تمام نشیب و فراز ذہن نشین ہو جائیں۔پہلے تفاسیر کی روشنی میں شرح کرتے، پھر اصولِ حدیث سے اس کی وضاحت فرماتے، راویانِ حدیث کے بارے میں فہمایش کرتے ہوئے فن اسماء الرجال کے دریا بہاتے۔

ہم جملہ طلبا سے مشفقانہ و مربیانہ اور محبت آمیز رویہ رکھتے تھے۔سبھی پر نہایت مہربان تھے ،انھیں شفقت و محبت سے نوازتے اور ہر طرح ان کی خدمت کرتے حتیٰ کہ غریب و نادار طلبا کو خفیہ طور پر خرچ کے لیے رقوم بھی عنایت فرماتے۔یوں ہی درس و تدریس کے ذریعہ ان کی خدمت کرتے، نہایت شفقت و محبت سے ان کو پڑھاتے، علمِ نافع حاصل ہونے کی دعائیں دیتے، کوئی طالب علم مسئلہ دریافت کرتا یا حدیث یا فقہ کی کتاب کے آغاز کے وقت تبرکاً پڑھنے کے لیے آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا، آپ نہایت شفقت سے جواب دے کر مطمئن فرماتے، جلسۂ دستارِ فضیلت کے موقع پر علما و طلبا کے لیے خصوصی دعوت کا اہتمام فرماتے تھے۔خوشی کے موقع پر کھانے پکوا کر طلبا کو کھلاتے۔بیش تر طلبا ایسے تھے جو دونوں وقت آپ کے یہاں کھاتے تھے۔بعض طلبا کو ان کے ذوقِ علمی کی بنا پر آپ خود اپنے مکان پر ٹھہراتے اور نہایت لطف و کرم

سے قیام وطعام کا بندوبست فرماتے نیز ان کو اپنے علمی وروحانی فیضان سے مالا مال کرتے۔غرض یہ کہ علما کی توقیر،طلبا سے شفقت ومحبت جو آج کل بڑی بڑی ہستیوں میں مفقود ہوتی جارہی ہے ۔وہ آپ کا طرۂ امتیاز تھا۔

حضور تاج الشریعہ کا ایک یادگار درسِ حدیث نذر قارئین کیا جاتا ہے۔پڑھیں اور علم حدیث وفقہ واسماء الرجال کے ایک جبل شامخ کی ذات کو پہچانیں:

”باب:رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی کی ابتدا کیسے ہوئی (حدیث نیت کی درستگی کے بارے میں)

وقول الله جل ذكره إنا أوحينا إليک كما أوحينا إلى نوح والنبيين من بعده

اور اللہ عزوجل کا یہ فرمان کہ ”ہم نے بلاشبہ (اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ کی طرف وحی کا نزول اسی طرح کیا ہے جس طرح حضرت نوح (علیہ السلام) اور ان کے بعد آنے والے تمام نبیوں کی طرف کیا تھا“۔

حدیث نمبر 1 حدثنا الحميدي عبد الله بن الزبير،قال حدثنا سفيان،قال حدثنا يحيى بن سعيد الأنصاري،قال أخبرني محمد بن إبراهيم التيمي،أنه سمع علقمة بن وقاص الليثي،يقول سمعت عمر بن الخطاب۔رضى الله عنه۔على المنبر قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول "إنما الأعمال بالنيات،وإنما لكل امرئ ما نوى،فمن كانت هجرته إلى دنيا يصيبها أو إلى امرأة ينكحها فهجرته إلى ما هاجر إليه"

ہم کو حمیدی نے یہ حدیث بیان کی،انھوں نے کہا کہ ہم کو سفیان نے یہ حدیث بیان کی،وہ کہتے ہیں ہم کو یحییٰ بن سعید انصاری نے یہ حدیث بیان کی،انھوں نے کہا کہ مجھے یہ حدیث محمد بن ابراہیم تیمی سے حاصل ہوئی۔انھوں نے اس حدیث کو علقمہ بن وقاص لیثی سے سنا،ان کا بیان ہے کہ میں نے مسجد نبوی میں منبر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی زبان سے سنا،وہ فرما رہے تھے کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما رہے تھے کہ تمام اعمال کا دارومدار نیت پر ہے اور ہر عمل کا نتیجہ ہر انسان کو اس کی نیت کے مطابق ہی ملے گا۔پس جس کی ہجرت (ترک وطن) دولت دنیا حاصل کرنے کے لیے ہو یا کسی عورت سے شادی کی غرض ہو۔پس اس کی ہجرت ان ہی چیزوں کے لیے ہوگی جن کے حاصل کرنے کی نیت

سے اس نے ہجرت کی ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ علیہ کا محدثین میں بہت بڑا مقام ہے۔اور آپ کی جامع صحیح جس کو آپ نے حضور ﷺ کی احادیث مثلاً ضعیف ،مطرد، معلل اور دیگر اقسام حدیث کو ترک کرکے جو صحت کے صحیح درجہ پر پہنچی اسی کو لیا۔اوران احادیث سے مجرد رکھا جو درجہ صحت پر نہیں تھی ۔اور حضرت امام بخاری رحمہ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت سن ۱۹۴ ہجری میں ہوئی اور وصال شریف ۲۵۶ ہجری میں ہوا۔عمر شریف ۶۲ سال ہوئی کسی شاعر نے اس کو ابجد کے حساب سے ایک شعر میں جمع کیا ہے ۔مادہ تاریخ ''صدق'' ہے ۔جس کے ۱۹۴/ بنتے ہیں ۔اور مدت موت کا مادہ تاریخ ''حمید'' جس کے ۶۲/ بنتے ہیں ۔اور وفات کا مادہ تاریخ ''نور'' ہے جس کے ۲۵۶/ بنتے ہیں ۔آپ نے یہ کتاب نایاب ۱۶/ برس میں تصنیف فرمائی اوراس کی ابتدا بخارا میں کی اور بعض لوگون نے یہ کیا کہ امام بخاری نے اپنی بخاری کی ابتدا مکہ مکرمہ میں کی ۔اور امام بخاری فرماتے ہیں کہ روضہ رسول ﷺ اور ریاض الجنہ کے درمیان میں بیٹھ کر میں نے یہ کتاب تصنیف کی ۔اور جب بھی میں نے کوئی حدیث اپنی کتاب میں جمع کی میں نے استخارہ کیا دو رکعت نماز پڑھی اور غسل کے بارے میں بھی آتا ہے۔اس طرح آپ نے اہتمام تدوین حدیث رسول ﷺ کیا۔

ابتدا کے بارے میں جو مختلف روایات ہیں اس کی تطبیق اس طرح ہے کہ آپ نے بخارا میں اپنی کتاب کی تصنیف کو شروع کیا پھر مختلف بلاد کا جس میں مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ اور بصرہ شامل ہیں ۔وہاں پر آپ اس کی تصنیف میں لگے رہے اوراس کی تکمیل مدینہ امینہ میں سرکار ابد قرار ﷺ کے روضۂ پاک کے سامنے یہ کتاب مکمل ہوئی ۔۱۶/ سال میں آپ نے اس کتاب کو مرتب کیا اور شرق سے لے غرب تک تمام علماے محدثین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ قرآن عظیم کے بعد اصح الکتب دو کتابیں ہیں ۔ایک صحیح بخاری اور دوسری صحیح مسلم اب اس میں اختلاف ہے کہ صحیح بخاری افضل ہے کہ مسلم، جمہور اس طرف گئے ہیں کہ بخاری افضل ہے اس لیے کہ اس میں امام بخاری رضی اللہ تبارک وتعالی عنہ کی شان فقاہت اوران کے اجتہادی نکات زیادہ ہیں جو

قاری کومطالعہ کے دوران پتہ چلے گا کہ امام بخاری رضی اللہ تبارک وتعالی عنہ نے کبھی حدیث کو مختصراور کبھی طویل اور کبھی مقرراور ایک ہی حدیث کو متعدد طرق سے نقل کرتے ہیں ۔ یہ سب آپ احکام کی وجہ سے لے کر آتے ہیں ۔کبھی کوئی حدیث سے سند کا فائدہ ہوتا ہے،کبھی متن سے فائدہ مقصود ہوتا ہے ۔ پھراس پر جو احکام مرتب ہوتے ہیں اس کے اعتبار سے امام بخاری رضی اللہ تبارک وتعالی عنہ حدیث کو لے کر آئیں ۔اسی وجہ سے امام بخاری رضی اللہ تبارک وتعالی عنہ کبھی حدیث مختصر ذکر کرتے ہیں اور کبھی مکمل ۔اور بعض لوگ تطبیق یہ کرتے ہیں کہ باعتبار شرائط بخاری افضل ہے ۔اور باعتبار فضائل مسلم افضل ہے ۔اور شرط یہ ہے کہ جو راوی اپنے سے اوپر والے سے روایت کررہا ہے اس کی ملاقات بالفعل متحقق ہوئی ہو کہ اس کی اس سے ملاقات ہوئی ہو جب ہی اس کو امام بخاری رضی اللہ تبارک وتعالی عنہ درجۂ صحت پر مانتے ہیں ۔امام مسلم رضی اللہ تبارک وتعالی عنہ نے اس شرط میں امام بخاری رضی اللہ تبارک وتعالی عنہ سے اختلاف کیا اور جمہور محدثین اور علماے حدیث اس میں امام مسلم کے ساتھ ہیں ان کے نزدیک بالفعل ملاقات ہونا شرط نہیں ہے ۔ان دونوں کے روایت کی شرط یہ بھی ہے کہ یہ مشہور صحابی سے روایت کرتے ہیں اس شرط پر کہ اس مشہور صحابہ سے کم سے کم دو تابعین محدثین نے روایت کیا ہو۔لیکن دونوں حضرات نے خود بعض جگہ اپنی کتاب میں ان شرائط کی مخالفت بھی کی ہے ۔ چناں چہ یہی حدیث:

"انما الاعمال بالنیات"

یہ حدیث فرد ہے ہر طبقے میں ۔ حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ تعالی عنہ سے اس حدیث کو روایت کیا جاتا ہے ۔اس حدیث کو علقمہ ابن وقاص لیثی تابعی نے روایت کیا۔تنہا عمر ابن خطاب سے ۔اور علقمہ ابن وقاص لیثی تابعی سے تنہا روایت کیا ابراہیم تیمی نے ، یہ بھی تابعی ہیں ۔یحیٰی بن سعید انصاری نے یہ حدیث بیان کی ۔ سفیان سے ۔ان کے بعد روایت کیا ہے شیخ امام بخاری حمیدی عبد اللہ ابن زید نے ۔تو یہ پورے سلسلہ سند میں ایک مشہور تابعی ایک صحابی سے روایت کررہا ہے تو یہ خود ان کی شرط کے خلاف ہے ۔لیکن یہ حدیث دین کی اصل عظیم ہے کہ سند کے اعتبار سے اگر چہ یہ حدیث فرد ہے مگر اس حدیث کو ہر زمانے میں علما نے ہاتھوں ہاتھ لیا۔اب یہ

حدیث تلقی بالقبول سے تلقی بالقبول کے اعلیٰ درجہ پر فائز ہے ۔کہ حضرت عمر ابن خطاب نے مدینہ میں اس حدیث کو منبر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بیان کی تو اس وقت کتنے صحابی و تابعین ہو گے اور اس کے بعد سے آج تک علما و محدثین وغیرہ کتابوں میں لکھتے پڑھتے آرہے ہیں ۔تو اگر چہ یہ حدیث سند کے اعتبار سے فرد ہے مگر یہ اب اس تلقی کے اعتبار سے مشہور اور متواتر کے درجہ میں ہے ۔اور امام بخاری رضی اللہ تبارک وتعالی عنہ نے یہاں باب یہ باندھا:

یہ باب اس بات کی کیفیت بتانے کے بارے میں ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف وحی کی ابتدا کیسے ہوئی ؟؟

وحی یہ عربی لفظ ہے، جس کے مختلف معنی آتے ہیں، زیادہ تر اس کے معنی میں ''آہستہ طور پر بتانا'' وحی کتابت کے معنی میں بھی آتا ہے اور الہام کے معنی میں بھی آتا ہے ۔اور وحی کا معنی اشارہ بھی آتا ہے ۔اور زبان شرع میں وہ ایک خاص پیغام ہے، جو اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے اس خاص بندے کو بتاتا ہے، جو منصب نبوت پر فائز ہوتا ہے ۔اور وہ پیغام جو انبیاے کرام کی طرف اللہ کی جانب سے آتا ہے ۔اور اس کے علاوہ وحی کا اطلاق غیر انبیا کے لیے قرآن پاک میں شہد کی مکھی کے لیے وحی کا لفظ استعمال ہوا ہے وہاں پر اس سے مراد آہستہ بتانا مراد ہے ۔اور وحی جو انبیا کو ہوتی ہے وہ کئی طریقے سے ہوتی ہے ۔کبھی فرشتہ اپنی اصل صورت میں تشریف لاتا ہے اور کبھی کسی انسان کی صورت میں آتا ہے ۔اور کبھی یہ ہے کہ اللہ تعالی نبی کے دل میں کوئی پیغام ڈال دیتا ہے ۔اور کبھی یہ ہوتا ہے کہ خواب میں اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے برگزیدہ نبی کو پیغام سناتا ہے کہ انبیاے کرام کے جتنے منامات ہیں، سب کے سب وحی ہیں ۔اور اس معاملے میں وہ ہم سے جدا اور ممتاز ہیں کہ ان کا خواب عام انسانوں کی طرح نہیں ہوتا ان کو جو کچھ خواب میں بتایا جاتا ہے وہ کرنے کا حکم من جانب الرب ہوتا ہے ۔اب یہاں پر جو حدیث ''انما الاعمال بالنیات'' ذکر کی گئی ہے، بہ ظاہر تو اس کی باب سے کوئی مناسبت نظر نہیں آتی ۔

حضرت عمر نے حدیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو منبر پر بیان کرتے ہوئے دیکھا اس لیے خود بھی منبر پر حدیث بیان کی ۔

یہاں پر امام بخاری نے اپنی عادت کے مطابق حدیث کا ایک ٹکڑا حذف کر دیا اس سلسلے میں ان پر اعتراض ہوا کہ ان کے شیخ حمیدی نے اس حدیث کو پورا نقل کیا ہے امام بخاری رضی اللہ تبارک وتعالی عنہ نے اس کو یہاں ذکر نہیں کیا دوسری جگہ ذکر کیا ہے۔امام بخاری رضی اللہ تبارک وتعالی عنہ کے نکات اور رموز بہت دقیق ہیں۔ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ علیہ نے یہاں پر ایک فائدہ نقل کیا ہے کہ امام بخاری رضی اللہ تبارک وتعالی عنہ حدیث اخلاص کے سلسلے میں نقل کر رہے ہیں تو انھوں نے تزکیہ نفس سے اپنے آپ کو دور رکھنے کے لیے کہ اپنی تعریف خود کریں یا اس کا شائبہ ہو اور اشارہ کریں نیک تو وہ جملہ حذف کر دیا وہ جملہ ہے یہ:

فمن کانت ھجرتہ الی اللّٰہ ورسولہ فھجرتہ الی اللّٰہ ورسولہ

جو اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہجرت کرے تو اس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہے یعنی مقبول ہے۔

اب یہاں پر ایک بات یہ کہ امام بخاری رضی اللہ تبارک وتعالی عنہ نے اس حدیث کو اس باب کے تحت ذکر کیا۔باب یہ باندھا۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی کی ابتدا کیسے ہوئی؟اور حدیث وہ ذکر کر رہے ہیں جو باب سے بالکل بیگانہ ہے تو اس کا ایک جواب تو یہ دیا جاتا ہے کہ امام بخاری رضی اللہ تبارک وتعالی عنہ نے اس حدیث کو خطبۂ کتاب کے طور پر جیسا کہ مصنفین دیباچہ، پیش لفظ لکھتے ہیں، کے طور پر پیش کی۔اور اس میں امام بخاری رضی اللہ تبارک وتعالی عنہ کی عادت دوسرے مصنفین سے الگ ہے کہ جب دوسرے مصنفین جب کوئی کتاب شروع کرتے ہیں تو اس میں ان کے اپنے الفاظ ہوتے ہیں لیکن امام بخاری رضی اللہ تبارک وتعالی عنہ نے چاہا کہ میں حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اقوال اور ان کے افعال کا میں احاطہ کر رہا ہوں اور میں ان کی حدیث لکھ رہا ہوں لھذا انھوں نے چاہا کہ کوئی بھی لفظ جہاں تک ہو سکے حتی الامکان وہ میرا نہ ہو جو کچھ ہو وہ اللہ کا ہو اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہو۔لھذا وہ خطبۂ کتاب کے طور پر قاری کو تنبیہ کے لیے حدیث نیت ذکر کی تاکہ تحصیل حدیث کرنے والا ہشیار ہو جائے کہ وہ کسی دنیاوی شہرت کے لیے حدیث کا حصول نہ کرے بلکہ خالص لوجہ اللہ تحصیل حدیث کرے۔ایک بات اور ہے اس

حدیث اخلاص میں سمجھنے والی کہ اخلاص کے ساتھ ساتھ ہجرت کا بھی ذکر ہے جو باب سے مناسبت نہیں ہے لیکن اگر تامل کیا جائے تو مناسبت ہو سکتی ہے۔ کہ اس حدیث میں جس طریقے سے آیت کریمہ میں بتایا کہ ہم نے بلاشبہ (اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ کی طرف وحی کا نزول اسی طرح کیا ہے جس طرح حضرت نوح (علیہ السلام) اور ان کے بعد آنے والے تمام نبیوں کی طرف کیا تھا''۔ نوح علیہ السلام اور تمام انبیاے کرام کی طرف جو وحی کی گئی ایک قوم کے مطابق اس سے مراد نیت اور اخلاص سے بھی اس لیے امام بخاری نے حدیث کے شروع میں یہ آیت کی۔''

یہ تھا حضور تاج الشریعہ نور اللہ مرقدہٗ کا وہ یادگار درسِ حدیث جو ناچیز کے بشمول میرے جملہ ہم سبق ساتھیوں مفتی عبدالباقی مرکزی (مدرس جامعۃ الرضا بریلی شریف) ،مفتی فیصل رضا مرکزی (مدرس جامعۃ الرضا بریلی شریف)اور مفتی محمد طیب رشیدی مرکزی (مدرس دارالعلوم غوث الوریٰ ، اورنگ آباد) وغیرہ کو آپ نے دیا تھا۔آج بھی اس درس کی چاشنی ، حلاوت ، مٹھاس اور میرے اپنے شیخ و مربی ، مرشدِ طریقت حضور تاج الشریعہ کا شفقت و محبت بھرا انداز بار بار یاد آرہا ہے ،فکر و قلم اور ذہن و قلب اس وقت بوجھل بوجھل سے اور درد و الم سے مملو ہیں پھر بھی یہ چند سطریں آپ کے عقیدت مندوں کی صف میں بشکل تحریر مؤدبانہ حاضری کے لیے پیش کی گئی ہیں۔

●●●

حضور تاج الشریعہ کی علمی اور بابرکت "صحبت"

از: مولانا محمد افروز قادری چریاکوٹی
دلاص یونی ورسٹی، کیپ ٹاون، ساؤتھ افریقہ

شیخ الاسلام، برکۃ الانام، تاج الشریعہ، حضور علامہ ازہری میاں علیہ الرحمہ کے چلے جانے سے علمی وروحانی دنیا میں ناقابل تلافی نقصان ہوا ہے۔ ایسے لوگ زینت زمین وآسمان اور برکت مکین ومکان ہوتے ہیں۔ اور ایسے ہی لوگوں کی رحلت پر اَرض وسما اشک بار اور گریہ کناں ہوتے ہیں۔ یہ سچ ہے کہ عارف باللہ علامہ اختر رضا خان جیسی عبقری الزمان اور محبوب الخلائق شخصیت کو پانے کے لیے اَب صدیاں راہ تکیں گی اور زمانے چشم بہ راہ رہیں گے؛ کیوں کہ ایسے دیدہ ور، معارف پرور اور اللہ بھاتی صورت کے مالک لوگ' نرگس کے اپنی بے نوری پر ہزاروں سال رونے کے بعد ہی کہیں چمن عالم میں وجود پذیر ہوتے ہیں۔ اور خونِ صد ہزار انجم کے بعد ہی کہیں ایسی سکون پرور سحر طلوع ہوتی ہے۔ حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کا سانحہ ارتحال بلا مبالغہ ایک عہد اور ایک تحریک کا خاتمہ ہے۔

غور طلب اَمر یہ ہے کہ پہلے کوئی ایک عالم ربانی دنیاے فانی سے کوچ کرتا تھا تو اپنے پیچھے ہزاروں جید خلفا وتلامذہ اور مرشدین ومسترشدین کا سرگرم وفعال گروہ اپنی نیابت کرنے، اپنی تحریک ومشن کو آگے بڑھانے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دین حسن کی رکھوالی کرنے، اور بھٹکے ہوئے آہوؤں کو سوے حرم لے جانے کے لیے چھوڑ جاتا تھا؛ لیکن اس قحط العلم والعلماء کے دور میں ہزاروں میں جاکر تو کوئی ایک ملتا ہے، اَب اگر وہ بھی راہی ملک بقا ہوجائے تو دنیاے علم وعلما کے لیے یہ کتنا زبردست جھٹکا اور جماعت اہل سنت کے لیے یہ کتنا بڑا خسارہ ہوگا، اس کا اندازہ

نہیں کیا جا سکتا!۔

نہایت اَفسوس کی بات ہے کہ علماے ربانیین تیزی سے اُٹھتے جا رہے ہیں، نتیجتاً علم کا گراف بھی گھٹتا جا رہا ہے۔آثار بتاتے ہیں کہ قربِ قیامت میں علم؛ اہل علم کے سینوں سے محو نہیں کر دیا جائے گا، دلوں کے محراب تو علم کے اَنوار و تجلیات سے روشن ہوں گے؛ ہاں! علماے ربانیین اُٹھا لیے جائیں گے، اور اُن کی رحلت سے انجمنیں بے رونق ہو جائیں گی، علمی خانوادوں کی چہل پہل کم ہو جائے گی، درسگاہوں کا جمال وجلال پھیکا پڑ جائے گا، اور پھر جہالت و بے دینی سر کھولے سرِ راہ دندناتی پھرے گی۔

حضور تاج الشریعہ خالص ایک علمی، فکری، فقہی اور روحانی شخصیت کا نام ہے۔ وہ اپنی ذات میں ایک کائنات تھے۔اور اُن کی حیاتِ مستعار کا لمحہ لمحہ کارہاے نمایاں سے عبارت رہا۔ خاندانِ اعلیٰ حضرت سے اُٹھنے والے اس فردِ فرید نے اپنی پشتینی روایتوں کا بھرپور پاس ولحاظ کیا اور اپنے علوم ومعارف سے دین وسنیت کی خدماتِ جلیلہ انجام دے کر اکابرواعاظم خاندان کی زرّیں یادیں تازہ کر دیں۔ تاریخ گواہ ہے کہ خانوادۂ امام احمد رضا محدث بریلوی کئی صدیوں سے علم وکمال کی حقیقی خدمات اَنجام دیتا چلا آ رہا ہے۔ اس گھرانے کی علمی وفکری فتوحات کا دائرہ بہت وسیع ہے۔آبا وَاجداد سے لے کر اَولاد وَاَحفاد تک مسلسل علم وفکر کی آبیاری ہوتی دکھائی دیتی ہے، اور معتقدات ونظریاتِ اہل سنت کو مہر نیم روز کی طرح واضح وشفاف کر دکھانے میں اس خاندان کے نوابغ رجال نے جو سعی متواتر اور جہدِ پیہم کیے ہیں وہ بلاشبہہ آب زر سے رقم کرنے کے لائق ہیں۔ اعلیٰ حضرت کے جدِ اَمجد، والد ماجد، اور عظیم بیٹوں کے ساتھ آپ کے مایۂ ناز نبیرے بھی کشت علم وکمال کی آبیاری میں اَپنا قائدانہ کردار اَدا کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ خدا کرے یہ سلسلہ صدیوں برقرار رہے اور پروردگار مرکز اہل سنت کے اس سرچشمۂ علم وکمال پر اپنا خصوصی فضل وامتنان فرماتا رہے۔

اعلیٰ حضرت، مجدد دین وملت، امام احمد رضا خاں محدث بریلوی اور خانوادۂ رضویت سے ہمارا تعلق بڑا گہرا اور اٹوٹ ہے؛ کیوں کہ شعور کی آنکھیں کھولنے کے بعد ہم نے اپنے گھرانے

سے زیادہ اس خانوادے کا چرچا سنا، اور اپنے آباؤ اجداد سے بڑھ کر اس گھر کے اکابرین کی عظمتیں ہمارے کانوں میں پڑیں، گویا اس خانوادے سے تعلق خاطر ہماری گھٹی کا حصہ بن گیا ہے، اس مرکز اہل سنت سے رشتۂ عقیدت کی لہر ہماری نس نس میں دوڑ گئی ہے، اور اس گھر کے اکابرین کی ناموس پر جذبۂ فدائیت قلب ونظر کی گہرائیوں تک اُتر گیا ہے؛ اور کیوں نہ ہو کہ یہ ہمارے تحفظ ایمان کی چھاؤنی اور ہمارے عشق وعقیدت کی راجدھانی ہے۔ تاج الشریعہ علامہ مفتی اختر رضا خان معروف بہ اَزہری میاں قبلہ چوں کہ اسی خانوادے کے لاڈلے چہیتے اور چشم و چراغ ہیں؛ اس لیے اُن سے اُنس ولگاؤ فطری بات ہے۔

قبلہ اَزہری میاں کون ہیں؟ کیا ہیں؟؟ اور ان کی خدمات کا دائرہ کتنا وسیع ہے؟؟؟ اِس حوالے سے اس وقیع نمبر میں آپ کو بہت کچھ پڑھنے کو ملے گا۔ مجھے حضرت کو قریب سے پڑھنے دیکھنے اور سننے کے مواقع بہت کم میسر آئے، جس کا مجھے کافی قلق رہا تھا؛ مگر پھر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا کچھ ایسا کرنا ہوا کہ ۲۰۰۴ء میں تقرریِ اَساتذہ کے سلسلے میں جامعۃ الرضا میں ہوئے انٹرویو کے بعد مجھے وہاں مدرسِ اوّل کی حیثیت سے شرفِ تدریس نصیب ہو گیا، تو وہ حسرت وکسک جاتی رہی۔ اور پھر بہت قریب سے حضرت کو سننے، دیکھنے، پڑھنے اور لکھنے کا موقع ہاتھ آ گیا۔ 'جامعۃ الرضا' کے علاوہ بھی حضرت سے میری ملاقاتیں کیپ ٹاؤن ساؤتھ افریقہ وغیرہ میں رہیں؛ مگر وہ سب بس زیارت واکتسابِ برکت تک ہی محدود رہیں۔ تفصیلی ملاقاتیں اور اِستفادے کے مواقع دراصل حضرت کے قائم کردہ ادارہ جامعۃ الرضا کی دین ہیں۔

حضرت جامعۃ الرضا کو مدارس کی موجودہ سطح سے ہٹ کر کچھ انوکھے انداز میں منصۂ شہود پر لانا چاہتے تھے۔ جامعہ کی فلک شگاف اور نادرِ روزگار عمارتیں جس طرح اپنی انفرادیت وجدیدیت کا منہ بولتا ثبوت ہیں، کچھ اسی انداز میں حضرت اس کے تعلیمی وتربیتی سفر کی اُٹھان بھی دیکھنے کے آرزومند تھے، اور اس تعلق سے آپ کافی فکرمند بھی رہا کرتے تھے، یعنی حضرت جامعہ کو جدید نافع اور قدیم صالح کا سنگم بنانا اور دیکھنا چاہتے تھے۔ اور شاید یہی احساس' نقاہت کے باوجود بار بار آپ کو جامعہ کے رحاب تک کھینچ کر لانے پر مجبور کرتا تھا۔ جامعہ آتے ہی

حضرت تعلیمی سرگرمیوں کی بابت تفصیلات معلوم کرنا شروع کر دیتے، جملہ شعبوں کا جائزہ لیتے اور پھر ان میں بہتری لانے کے زرّین اصول بیان فرماتے تھے۔

یوں ہی طلبائے مدارس میں اخلاق وکردار کی گراوٹ کا بھی حضرت کو کافی احساس تھا اور اس کی تدارکانہ کوششوں میں کوئی کسر روا نہ رکھتے تھے۔ کبھی جھنجھلا کر گویا ہوتے کہ مولانا! تعلیم پر ہم جتنا زور دیتے ہیں اگر تربیت اَطفال اور کردار سازیِ طلبہ پر اس کی عشر عشیر محنت بھی صرف کرتے تو کب کا جماعت میں انقلابِ صالح آچکا ہوتا، اور دعوت وتبلیغ کی کمی کا احساس' ندامت سے ہمارے سر نہ خم کراتا۔ اس لیے میری دیرینہ خواہش ہے کہ یہ جامعہ جہاں تعلیم کے میدان میں اپنی نظیر آپ ہو وہیں تربیت کے حوالے سے بھی اسے طاق ہونا چاہیے؛ تاکہ یہاں ظاہری علوم کے ساتھ ساتھ باطنی سج دھج کا بھی یہاں سنہرا اہتمام وانتظام ہو کہ یہی ثمر علم اور مغز حکمت ہے۔

ایک مرتبہ حضرت دہلی سے اپنی واپسی پر عصر کے وقت خلافِ معمول اَچانک جامعہ کی چہار دیواری میں وارد ہو گئے اور اس وقت ہم جملہ طلبہ کی معیت میں بیٹھ کر مخصوص انداز ولَے میں 'افضل الذکر' کا ورد، اور ساتھ ہی قصیدۂ بردہ کے منتخب اَشعار پڑھ پڑھ کر فکر ونظر کی جلا سامانی کر رہے تھے اور خداوند قدوس سے دلِ بینا طلب کر رہے تھے؛ کیوں کہ دل کا نور آنکھ کے نور سے مختلف ہوا کرتا ہے۔ بقول عارف مشرق ؎

دلِ بینا بھی کر خدا سے طلب
آنکھ کا نور دل کا نور نہیں

یقین مانیں حضرت اتنے لمبے سفر کی تکان کے باوصف باہر کھڑکی سے لگے کھڑے ہمارا ذکر دیر تک سنتے رہے، پھر اِختتام پر اندر تشریف لا کر ارشاد فرمایا: مولانا! مجھے خوشی ہے کہ آپ نے تعلیم کے ساتھ ساتھ تربیت وتزکیہ کی بھی خشت اوّل رکھ دی ہے، مجھے اُمید ہے کہ یہ ورد -ان شاء اللہ- دلوں کے زنگ چھڑا دے گا، جہالت کی تاریکیاں مٹا دے گا اور قلب وباطن کو علم نافع کے ساتھ عمل صالح کے لیے آمادہ وتیار کر دے گا۔ بس آپ اسے تسلسل کے ساتھ

کرتے رہیں، باقی تاثیروتوفیق اللہ کے ہاتھ میں ہے۔حضرت کی خواہش وفرمائش کے مطابق اوراپنی ذاتی دلچسپی پر جامعۃ الرضا میں اپنے قیام کے آخری دن تک میں نے اس عمل خیرکو بلا ناغہ قائم ودائم رکھا۔

اس ورد کے روحانی فوائد کے ساتھ ظاہری فائدے یہ تھے کہ اس کی برکت سے ہر کسی کونمازِ مغرب تکبیراولیٰ کے ساتھ پڑھنے کی سعادت حاصل ہوجاتی تھی۔ورنہ ہمارے یہاں مدارس میں عصر کے بعد چہل قدمی کی کہنہ روایت کتنوں کی نماز مغرب سرے سے ہڑپ کرجاتی ہے یاکم ازکم تکبیراولیٰ توضرورچھڑوادیتی ہے۔(وجہ اس کی یہ ہے کہ یہ کہنے کوتوچہل قدمی ہے مگرحقیقت میں ہزارقدمی ہوتی ہے،صرف چہل قدمی پراکتفا کیاجائےتو شایداس کی نوبت نہ آئے)۔اس کے تدارک کی یہ ایک کامیاب کوشش تھی۔اورجنوبِ ہند کے بیشتر مدارس میں آج بھی یہ عمل خیر پوری تب وتاب کے ساتھ جاری وساری ہے۔نہیں معلوم کہ اس اَنمول ذکرکی مدھرمدھرآوازوں سے مرکز کے درودیوارآج بھی محظوظ ہورہے ہیں یانا۔اللہ ہمیں ظاہروباطن کی تطہیروتزکیہ اوردونوں جہان کی سعادتیں بٹورنے والے اعمال کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔آمین

میں نے بریلی میں اپنے قیام کے دوران یہ بات نوٹ کی کہ اگرحضرت کوکوئی باذوق اورعلم دوست شخص مل جاتاتوآپ اپنی عالمانہ،فقیہانہ اورحکیمانہ گفتگوکی برکت سے نقاہت کے باوجودجوانِ رعنا معلوم ہونے لگتے تھے،اورپوری خندہ پیشانی کے ساتھ معرفت وحکمت کے ایسے ایسے رازہائے سربستہ کی گرہ کشائی فرماتے کہ حیرتوں کو پسینہ آجائے،بس سنتے رہیے،جی چاہے کہ بس انھیں کے قدموں میں پڑے رہیے۔میں یہ بات بلاخوفِ لومۃ لائم کہہ رہا ہوں کہ حضرت کوبھی اگراعلیٰ حضرت جیسے رفقاے کار،شرکاے اَفکاراوراصحابِ اخیار وابرارِخیرسے میسرآجاتے توآج پیری ومریدی سے کہیں زیادہ تحریری وتحقیقی میدان میں حضرت کاطوطی بول رہاہوتا؛مگربراہوکچھ عاقبت نااندیشوں کاجنھوں نے خوفِ خدااورشرمِ نبی کودونوں کوبالائے طاق رکھ کرحضرت کومحض اورمحض پیربناکررکھ دیا،اوراُن کے زیرسایہ

رہ کر زندگی بھر صرف اور صرف اپنا اُلو سیدھا کرتے رہے۔ یہ نہ صرف میرا بلکہ پوری جماعت کا درد وشکوہ ہے۔

اِس بات کا حضرت کو بھی شدت سے اِحساس تھا،جس کا اظہار دو چند نہیں درجنوں بار حضرت نے بڑے درد انگیز اور حسرت آمیز انداز میں فرمایا۔ مجھے یاد آتا ہے کہ جس وقت اہلاک الوہابیین اور احکام التصویر کی تعریب مکمل ہوئی تو حضرت کا روے انور ایک طرف جہاں خوشی سے تمتمار ہا تھا وہیں دوسری طرف غم والم کی لکیریں بھی جبین نیاز پر ابھری ہوئی تھیں، جس کا صاف مطلب یہی تھا کہ مجھ سے اس طرح کے علمی کام میرے عہد شباب میں کیوں نہیں لیے گئے، مجھے پیر محض بنا کر کیوں رکھ دیا گیا!۔

خانوادۂ رضویت صدیوں سے عالم اسلام کو سلف صالحین کے سچے افکار وعقائد کی کمک فراہم کرر ہا ہے۔ یہ گھرانہ علم وفکر، حکمت و بلاغت، فقہ وافتا اور درس وتدریس کے اعتبار سے ممتاز گھرانہ رہا ہے۔ حضرت مستقل درِ دولت پر درسِ بخاری دیا کرتے تھے،اور یہ مبارک سلسلہ برسوں سے چلا آرہا ہے۔ میں اس درس سے استفادے کی ہر ممکن کوشش کرنے کے باوجود اُس سے محروم رہا جاتا تھا۔ وجہ یہ تھی کہ حضرت کا درس سرِ صبح ہوا کرتا تھا اور یہ وقت جامعہ میں خود ہمارے دروس اور کلاسیز کا ہوتا تھا۔ ہاں! جب ششماہی نصاب مکمل ہو گیا اور فراغت کے کچھ لمحات ملے تو ہم بلاناغہ حضرت کے درس میں شریک ہونے کی غرض سے درِ دولت پر حاضر ہونے لگے۔

درس کیا ہوتا تھا جیسے علم وحکمت کی نہریں بہہ رہی ہوں، دلائل وشواہد کے دھارے چھلک رہے ہوں اور اَسرار ورموز کی بھرنیں برس رہی ہوں۔ بخاری شریف کے علاوہ بھی کئی منتہی کتابیں حضرت کے درس میں شامل تھیں۔ہم جیسے کم سوادوں کے مبلغ علم کو دیکھتے ہوئے حضرت کے یہ دروس اُردو میں ہوا کرتے تھے۔ ورنہ حضرت کی عربی دانی کا کیا پوچھنا۔ بخاری شریف پر حضرت کا بزبانِ عربی زوردار حاشیہ حضرت کی جودتِ طبع، مکانت علمی اور قوتِ استحضار کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ ہر زبان میں حضرت کی طوطی بولتی تھی۔ اردو وفارسی وعربی اور انگلش میں الفاظ کے دروبست اور جملوں کی سجاوٹ دیدنی اور شنیدنی ہوا کرتی۔ ایک

شہادت دیکھیں۔

کسی موقع پر میں نے حضرت سے قصیدۂ بردہ شریف پڑھنے کی اجازت طلب کی، تو حضرت نے زبانی عنایت کرتے ہوئے فرمایا کہ 'میں نے جملہ اوراد و وظائف، ادعیہ واذکار اور قصائد کی اجازت جو مجھے اپنے مشائخ واکابر سے ملی ہے آپ کو عطا کی'۔ میں نے عرض کی: حضور! صرف زبانی نہیں، اگر تحریری مل جائے تو زہے نصیب! ۔ فرمایا تب لکھئے میں اس پر دستخط کیے دیتا ہوں۔ میں نے لکھنا شروع کیا، حضرت نے فی البدیہہ ایسا مقفّع اور مسجع اجازت نامہ املا کروایا کہ میں تو عش عش کر اُٹھا۔ ذرا جملوں کے زیر و بم دیکھیں بلکہ سیاق وسباق کی تفہیم کے لیے پورا اجازت نامہ ہی نقل کیے دیتا ہوں:

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم ، الحمد للّٰہ الملک المنعام ، و الصلوٰۃ و السلام علی سیدنا محمد النعمۃ المھداۃ رحمۃ للأنام ، و علیٰ آلہ الکرام ، و صحبہ العظام ، و من تبعھم باحسان الی قیام الساعۃ و ساعۃ القیام ، و بعد!

فقد استجزت لقراءۃ 'بردۃ المدیح' فھـا أنـا ذا اجیز المستجیز - مولانا محمّد افروز القادری الجریاکوتی - بھا و بکل ما اجزت من مشائخی الکرام - رحمھم اللّٰہ تعالیٰ -

و أسئل اللّٰہ - سبحانہ و تعالیٰ - أن یسدد خطای و خطاہ و یوفقنا بما یحبہ و یرضاہ و اوصیہ بملازمۃ السنۃ و مصاحبۃ أھلھا و مجانبۃ البدعۃ و مفارقۃ أھل الھویٰ و الاستقامۃ علی نھج الھدیٰ۔

علاوہ ازیں حضرت کی درجن کے قریب تعریبات بھی زبان و بیان کے قیمتی گہنوں سے سجی دھجی ہیں۔ ان کے مطالعہ سے بھی عربی آشنا اپنے ذوق سلیم کی سیرابی کا سامان کرسکتے ہیں۔

درس میں سعادتِ شرکت حاصل کرنے کے بعد پھر حضرت نے مجھ پر خصوصی توجہ فرمانا شروع کردی۔ اور مستقل طور پر میں طلب کیا جانے لگا۔ اب ہر روز درِ دولت پر حاضری ہوتی۔ عموماً حضرت اِملا کرواتے تھے۔ میں نے 'اہلاک الوہابیین' کی تعریب شروع کی اور ابھی چند ہفتے بھی نہ بیتنے پائے تھے کہ پایۂ تکمیل کو پہنچ گئی۔ اِدھر ہماری تعطیل بھی مکمل ہوگئی اور ہم پھر جامعہ کے اُمور تعلیم وغیرہ میں اُلجھ کر حضرت کی صحبت سے محروم ہوگئے۔ اس بیچ حضرت

طلبائے دار الافتا کی مدد سے شاید المعتمد المستند کے ترجمے میں لگے رہے۔ نیز ''اخلاص نیت'' وغیرہ کچھ اپنی کتابیں تعریب فرمائیں۔ پھر جب ہمارا نصابِ تعلیم انتہائے سال کے قریب پہنچ گیا تو ایک بار پھر ہمیں حضرت کے قرب کی دولت نصیب ہوگئی اور ہم شاید احکام التصویر یا فقہ شہنشاہ کی تعریب میں جٹ گئے، یہ کام بھی الحمد للہ چند ہی دنوں میں تکمیل آشنا ہوگیا۔

بلاشبہہ خدائے بخشندہ نے حضرت کو خزانۂ علم وعزت سے حصۂ وافر عطا کرنے کے ساتھ ان کے وقت میں بے پایاں برکتیں بھی رکھی تھیں۔ کہتے ہیں کہ جہاں صالحین کا صرف ذکر چھڑ جائے وہاں رحمتوں کی پروائیاں چلنے لگتی ہیں، تو پھر جہاں بندۂ صالح تشریف فرما ہوکر حکمت وآگہی کی خیرات بانٹے جا رہا ہو، بھلا وہاں رحمت وبرکت کی کیفیت کو کون بیان کرسکتا ہے!۔اس وقت جب کہ میں حضرت کی کچھ یادیں اور کچھ باتیں لکھنے بیٹھا ہوں تو پھر وہی کیفیت اور خمار مجھ پر طاری ہے۔ سچی بات یہ ہے کہ حضرت کے قرب نے جو کچھ مجھے عطا کیا، نہ قلم کو یارائے تحریر ہے اور نہ زباں کو تابِ بیاں۔

اس دوران میں خود بھی حضرت کی معرکۃ الارا تصنیف 'مرآۃ النجدیۃ' کو اُردو میں منتقل کررہا تھا، اور اس کے مغلق مقامات حضرت کی رہنمائی حل ہورہے تھے۔ ابھی کوئی نصف تک پہنچا ہوں گا کہ بریلی سے واپس لوٹ آیا، اور پھر آج تک کچھ دیگر مصروفیات اور بے توجہی کی وجہ سے اس کی تکمیل کی توفیق نہ ہوئی۔ خیر! پھر ایک دن آیا کہ حضرت نے مجھے بطورِ خاص بلوایا اور جبہ ودستار کے ساتھ سندِ خلافت عطا فرما کر مجھے مفتخر کیا۔اس وقت حیرت ومسرت کی جو کیفیت مجھ پر طاری تھی اس کی تعبیر حرف وصوت سے ممکن نہیں۔ حیرت اس لیے کہ اسی سوداگران میں کتنے لوگ لبادۂ علمی اوڑھے خلافت کی بھیک لینے کے لیے مدتوں سے حضرت پر نگاہیں گاڑے ہوئے تھے؛ مگر ابھی حضرت کی ان پر نگاہِ رحمت نہیں پڑی، اور مسرت یوں کہ مجھ سے حقیر بے توقیر کو دور سے بلوا کر ایسا عظیم وجلیل اعزاز بخشے جا رہے ہیں۔ فالحمد للہ علی ذالک

گرچہ خردیم نسبتے ست بزرگ
ذرّہ آفتاب تابانیم

الغرض! حضور تاج الشریعہ کی خدمت میں بیتے ہوئے لمحات میری زندگی کی قیمتی متاع اور انمول اَثاثے ہیں۔ اس مضمون میں جس بات پر میرا ارتکاز تھا اس کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت خالص علمی، تحقیقی اور روحانی شخصیت تھے۔ اللہ جل مجدہ الکریم نے آپ کی ذات بابرکات میں بہت سے جواہر و محاسن ودیعت فرما دیے تھے؛ مگر افسوس اس کا ہے کہ آپ کی شخصیت جتنی بڑی تھی آپ سے اس پائے کا اور آپ کے شایانِ شان کام نہیں لیا جا سکا۔ جس کا قلق ہمیں تو ہے ہی، حضرت کو بھی اس کا درد و کسک برابر مضطرب و بے قرار رکھتا تھا۔ اس سے بھلا کس کو انکار ہو سکتا ہے کہ آپ کی تصنیفات 'بقامت کہتر و بقیمت بہتر' کی آئینہ دار ہیں؛ تاہم اگر حضرت کو وسائل و مواقع میسر کرائے گئے ہوتے، تو اس سے بہت وقیع و جلیل کارنامے آپ کی ہمہ جہت شخصیت سے انجام پذیر ہوئے ہوتے۔ خیر! دعا گو ہوں کہ پروردگار عالم جماعت اہل سنت کو قبلہ ازہری میاں علیہ الرحمہ کا نعم البدل عطا فرمائے اور ان کے علمی و فکری وارثین کو ان کی تحریک و مشن کو بحسن و خوبی کامیابیوں کے منازل سے ہمکنار کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین الحلیم الکریم علیہ وعلیٰ آلہ اکرم الصلوٰۃ وافضل التسلیم

❁❁❁

حضورتاج الشریعہ کی فقہی مجلس

(آنکھوں دیکھا اور کانوں سنا مشاہدہ)

از: مفتی محمد رضا مرکزی۔ استاذ و مفتی: الجامعۃ القادریہ نجم العلوم مالیگاؤں

وہ محافل جو ہر جمعرات کو ازہری گیسٹ ہاؤس میں منعقد ہوتی تھیں۔ الحمد للہ! جامعۃ الرضا بریلی شریف کے میرے تعلیمی نو سال میں بے شمار مرتبہ اس محفل علم و فضل میں حاضری کا شرف میسر آیا اور راقم کے استاد ماسٹر عتیق شجاع ملک سر نعت پڑھنے کے لیے مجھے مائک دے دیتے تھے اور حضور تاج الشریعہ کی موجودگی میں کئی مرتبہ نعت خوانی کا شرف ملا۔ ہر جمعرات کو بے شمار لوگ مغرب کی نماز رضا مسجد میں ادا کر کے فوراً مہمان کھانے میں آکر بیٹھ جایا کرتے تھے۔ انتظار رخِ تاج الشریعہ ہوتا رہتا تھا۔ جیسے ہی آپ کی آمد ہوتی سب ادب سے کھڑے ہو جاتے۔ راقم کی ہمت نہیں ہوتی تھی کہ استقبالیہ نعرہ لگائے اور نہ ہی حضرت کی موجودگی میں کچھ پڑھنے کی۔ لیکن کرم ہو جائے تو پھر کیا کہنا۔

مجھے بہت اچھی طرح یاد ہے کہ ایک مرتبہ سرکار مفتی اعظم کا کلام ’’کچھ ایسا کر دے میرے کردگار آنکھوں میں‘‘ پڑھ رہا تھا کہ حضور تاج الشریعہ کی تشریف آوری ہوگئی۔ حضرت نے کیف آگیں انداز میں فرمایا پڑھو پڑھو اور ایک شعر ’’وہ نور دے مرے پروردگار آنکھوں میں‘‘ حضرت نے اس کی کئی بار تکرار کروائی۔ اور اس وقت محفل پر رقت طاری ہوگئی۔ جب حضرت خود اس شعر کو بار بار پڑھنے لگے اور ہم لوگ بھیگی پلکوں کے ساتھ حضرت کی آنکھوں کی

طرف دیکھنے لگے اور یہ سوچنے لگے کہ ''بصارت کھو گئی لیکن بصیرت تو سلامت ہے''۔اس روحانی ماحول میں مسند رشد وہدایت پر رونق افروز علم وفن اور استقامت وعزیمت کا جبل شامخ پیکر حجۃ الاسلام کا سوال وجواب کا سلسلہ شروع ہوتا۔ایسی ہی کئی علمی محافل کی ریکارڈنگ راقم الحروف کے پاس موبائل (طالب علمی کے زمانے میں میرے پاس کوئی خاص موبائل نہیں تھا اور جامعۃ الرضا میں اس کی اجازت بھی نہیں تھی) میں محفوظ ہوگئی آج ماضی کے جھروکوں سے اس کی یاد تازہ ہوگئی، خیال آیا کہ اس حسین یاد میں آپ سب کو بھی شریک کرلوں، لہٰذا ریکارڈ شدہ سوال وجواب ملاحظہ کریں اور تسلی بخش جواب دینے کا انداز دیکھیں۔ ہر طرح کے سوالوں کا جواب برجستہ اور فوراً دینا یہ آپ ہی کا خاصا ہے۔ یہ محفل ابھی حضرت کے وصال سے چند سال قبل ہی سے سونی سونی ہوگئی تھی۔اب تو آپ کی آخری آرام گاہ بھی وہاں ہے جہاں زندگی میں مخلوق خدا کی دادرسی فرمارہے تھے اور اب آپ کا مزار مبارک قیامت تک متلاشیان حق کے دلوں کا قرار بن گیا ہے۔ مجھے ایک بات اور یاد آتی ہے حضور تاج الشریعہ ہم لوگوں سے اکثر فرمایا کرتے تھے کہ''جب کوئی کتاب یاد نہ ہو یا سمجھنے میں دقت ہوتو صاحب کتاب کی مزار پر جاکر اس کو سمجھنے کی کوشش کرو،ان سے استعانت چاہو''اور ہم لوگوں نے ایسا کیا اور الحمدللہ کامیاب بھی ہوئے۔اب یہی قول مجھے بار بار رلا رہا ہے اور مضطرب وبے قرار کررہا ہے کہ اب جو مسائل حل نہ ہوں تو ان کے حل کے لیے مزار تاج الشریعہ علیہ الرحمہ پر جانا ہوگا۔اور مجھے امید قوی ہے کہ جب دنیا میں انھوں نے فراموش نہیں کیا تو اب اور نوازیں گے یہی نہیں بلکہ آخرت میں بھی اپنے ساتھ رکھیں گے۔ان شاءاللہ آمین!

آیئے !اب چند سوال جواب کے نمونے پڑھیے اور اپنے پیر کامل کے علم کو دیکھیے۔

سوال: مردے کے غسل کے وقت اگر اس کے پیر قبلہ رو ہوں تو کیا حکم ہے؟

جواب: اس کو اس طور پر لٹانا چاہیے کہ منھ اس کا قبلہ کی طرف ہو یا آسمان کی طرف ہو قبلہ کی طرف (پیر کرکے) نہیں لٹانا چاہیے۔

سوال: مردے کو قبر میں کس طریقے سے تلقین کی جائے؟

جواب: تلقین شرعاً مستحب ہے۔ امام احمد رضا علیہ الرحمہ نے اپنے فتاوی میں اس کا ذکر فرمایا ہے کہ سب سے بہتر طریقہ جو اس زمانے میں رائج ہے اہل سنت و جماعت کے نزدیک کے دفن کے بعد مؤذن اذان کہے یہ کلمات برکت ہیں، کہ انھیں کلمات کو دنیا میں سنتے تھے اور عمل بھی کرتے تھے اور آج بھی اب اسی کو سن رہا ہے۔ جس عہد پر تم نے دینا کو چھوڑا یعنی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔

سوال: اشعری اور ماترودی کیا ہیں؟

جواب: اشعری اور ماترودی اہل سنت و جماعت کے دو گروپ ہیں اسی کی مناسبت سے ماترودیہ اور اشعریہ کیا جاتا ہے۔ اشعریہ امام ابوالحسن اشعری رضی اللہ تبارک وتعالیٰ اور ماترودیہ امام ابومنصور ماترودی رضی اللہ تبارک وتعالیٰ عنہ۔

سوال: جبرائیل علیہ السلام کا فرشتوں میں کیا مقام ہے؟

جواب: رسول ملائکہ میں سے ہیں جس طرح سے انسانوں میں رسول کا مرتبہ افضل ہے ۔اور رسول اس کو کہتے ہیں جس کی طرف اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی فرشتے کے ذریعے یا براہ راست دی یا اس کے دل میں بات ڈال دی۔ رسول وہ عام انبیا سے افضل ہے۔

سوال: یہ جملے کہنا کیسا؟ اللہ کو پیارے ہو گئے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کو اوپر والا کہنا وغیرہ

جواب: اس میں کوئی حرج معلوم نہیں ہوتا۔ یعنی جب لوگ مرتے ہیں تو کہا جاتا ہے کہ اللہ کو پیارا ہو گیا کہ اللہ نے اسے اٹھا لیا اور یہاں اللہ کو پیارے ہو گئے یہ بطور فعل حسن اور امید کے طور پر ہے کہ اس نے اس کو اٹھا لیا اب اللہ اس کی مغفرت فرمائے یہ مراد ہوتا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کو اوپر والا کہنا۔ یہ جہت متعین کرنا ہے یہ اللہ کی شان کے خلاف ہے۔

سوال: ہفتہ کے دن کو سنیچر کہنا کیسا ہے؟

جواب: لوگ سنیچر بھی کہتے ہیں اور ہفتہ بھی اس میں بظاہر کوئی خرابی نہیں ہے۔

سوال: رات میں ناپاکی ہو گئی لیکن جسم پر ناپاکی نہیں لگی تو کیا غسل فرض ہوگا؟

جواب: غسل اس صورت میں فرض ہوگا جب احتلام ہو اور مادۂ منویہ خارج ہو اور ایسے ہی

احتلام یاد ہو اور وہ کپڑے پر تری دیکھتا ہے تو احتیاطاً! غسل کا حکم دیا جاتا ہے۔ تو غسل کر لے۔

سوال: عقیقہ کے گوشت کی تقسیم کا طریقہ کیا ہے؟ کیا بچے کے والدین اس کو کھا سکتے ہیں؟

جواب: عقیقہ کے احکام وہی ہیں جو قربانی کے جانور کے ہیں۔ اور اس کا طریقہ بہار شریعت وغیرہ میں موجود ہے۔ اس کے بھی تین حصے کیے جائیں اور والدین بھی اپنے بچے کے عقیقے کا گوشت کھا سکتے ہیں۔

سوال: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حسن وجمال کے بارے میں کچھ ارشاد فرمائیں۔

جواب: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حسن وجمال کے بارے میں، میں کیا عرض کروں سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمہ کے کچھ شعر پڑھو اس سے پہلے مجھے حضرت حسان ابن ثابت رضی اللہ تبارک وتعالیٰ عنہ اور حضرت جامی علیہ الرحمہ کے اشعار یاد آتے ہیں۔ حضرت حسان ابن ثابت رضی اللہ تبارک وتعالیٰ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھ کر

وأحسن منک لم تر قط عيني
وأجمل منک لم تلد النساء
خلقت مبرأ من کل عيب
کأنک قد خلقت کما تشاء

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حسین تر کوئی دیکھا نہیں گیا
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سا جمیل بھی کسی ماں نے نہیں جنا
ہر عیب سے بری آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیدا کیا گیا
گویا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ویسا ہی تخلیق کیا گیا
جیسا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چاہا

اور حضرت عبدالرحمن جامی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

یا صاحب الجمال و یا سید البشر
من وجھک المنیر لقد نور القمر

لا یمکن الثناء کما کان حقہ
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

ترجمہ: اے صاحب الجمال ﷺ اور اے انسانوں کے سردار ﷺ
آپ ﷺ کے رخِ انور سے چاند چمک اٹھا
آپ ﷺ کی ثنا کا حق ادا کرنا ممکن ہی نہیں
قصہ مختصر یہ کہ خدا کے بعد آپ ﷺ ہی بزرگ ہیں۔

اوراعلیٰ حضرت علیہ السلام فرماتے ہیں:

اللہ کی سر تا بقدم شان ہیں یہ
ان سا نہیں انسان وہ انسان ہیں یہ
قرآن تو ایمان بتاتا ہے انہیں
ایمان یہ کہتا ہے مِری جان ہیں یہ

سوال: ہندوستان میں انٹرنس لینا کیسا ہے؟

جواب: ہندوستان ہو انگلستان کہیں بھی انٹرنس یا کہیں کے بھی آج کل کے کافروں سے یہ معاملہ ہو کہ ایک روپیہ دے کر دو روپیہ لے تو یہ سود نہیں ہے اور دینے کا معاملہ یہ ہے کہ ان کو زیادہ روپیہ دینا ان کی مدد کرنا ہوگا اگر چہ یہ بھی سود نہیں ہے، کہ کفار کو بے ضرورت زیادہ دینا یہ ناجائز وحرام ہے۔ اس لیے کہ ان کو نفع پہنچانا حرام ہے۔ اور اگر ضرورت ہے مثلاً تجارت کے لیے یا گھر کے لیے اگر لون لے رہا ہے تو یہ جائز جب کہ اس بات کا یقین ہو کہ اس کو وقت پر دے دے گا۔ اور بینک کی زیادتی کی بات نہیں آئے گی تو اس میں مسلمان کا فائدہ زیادہ ہے اور ان کا کم اس طور پر اس کو اجازت ہے۔ (یعنی بینک سے ضرورت کے طور پر لون لینا اور انٹرنس لینا جائز ہے جب کہ واپسی مدت معینہ میں کر دے۔ اگر بینک کو زیادہ دینے کی نوبت آ گئی تو اب یہ سود ناجائز وحرام ہو گیا)۔

سوال: اگر ہندوستان کو دار السلام مانا جائے تو بینک کی سودی رقم کیسے جائز ٹھرے گی؟

جواب: یہ سوال ساقط ہے اور سائل نے اس میں سود کی بنا جائز ہونے کی دار الحرب ہونے اور نہ ہونے پر رکھی ہے معاملہ یہ نہیں ہے۔ سائل یہ تصور کرتا ہے کہ دار السلام میں حربی کافر موجود نہیں ہو سکتے اور جو دار السلام میں ہوگا وہ غیر حربی ہوگا اور غیر حربی سے سود کا معاملہ جائز نہیں، یہ مبنیٰ غلط ہے۔ بادشاہوں کے زمانے میں ہندوستاں دار السلام تھا اور حضرت ملا جیون علیہ الرحمہ نے تفسیر احمدی میں جہاں یہ بتایا ھدایہ کے حوالے سے کہ حربی کا مال مسلمان کے لیے جس طرح سے ملے اگر چہ عقود فاسدہ کے ذریعے سے وہ اس کے لیے خالص مباح ہے۔ جب کہ اس مال کے حاصل کرنے میں غدر اور بدعہدی سے کا ارتکاب نہ ہو یہ کافر کے ساتھ بھی جائز نہیں ہے۔ اور کافر حربی سے جو مال مسلمان کو حاصل یا اس کی رضامندی سے ہو تو اس کا لینا جائز ہے، اس سلسلے میں کتب فقہا میں ایک روایت فقہا درج کرتے ہیں۔ تفسیر احمدی اور احکام القران میں نقل کرتے ہیں۔ سورہ روم کے حوالہ سے کہ اس زمانے میں دو سپر پاور تھے ایک روم اور ایک ایران۔ ایرانیوں نے جب رومیوں کو شکست دے دی تو حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شرط رکھی کے رومیون کو غلبہ ہوگا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا جو شرط تم نے رکھی ہے اس کی رقم بڑھاؤ اور یہ ایک اللہ والے کی زبان سے نکلی ہوئی بات تھی اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر توثیق رکھ دی اور کہا کہ رقم بڑھاؤ تو یہ صورت حربی کے ساتھ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی اجازت دی اور رومیون کو غلبہ ہوا۔ اس سے فقہا نے مسئلہ نکالا کہ حربی کے ساتھ عقود فاسدہ کے ذریعے جو مال رقم ملے وہ جائز ہے۔ یہ رقم کی حد تک ہے اور عقد فاسد کسی سے جائز نہیں ہے۔ اس سے قطع نظر اگر مسلمان کو کافر حربی سے کوئی رقم حاصل ہو سکتی ہے تو وہ اس کے لیے خالص مباح ہے اور یہ حکم اب جہاں یہ معاملہ ہو دار الحرب یا دار الاسلامجہاں کافر حربی کے ساتھ یہ معاملہ ہے رضامندی سے بغیر غدر و بدعہدی کا تو یہ رقم مسلمان کے لیے مباح جائز ہے۔ اور ربا کا مطلب یہ نہیں کہ کافر دار الاسلام میں ہے تو اس کے ساتھ عقد ربا جائز نہیں ہے اور اگر دار اللحرب میں ہے تو جائز ہے۔ اور ربا کی شرط یہ ہے کہ مال معصوم ہو ہمارے دار الافتا کے

ہیڈ مفتی قاضی عبدالرحیم صاحب کا ایک رسالہ ’’رسالۂ بینک‘‘ شایع ہو کر آ گیا ہے اس میں اعلی حضرت نے جد الممتار کے حاشیہ میں جو لکھا اس کا نچوڑ ذکر ہے اور میں نے بھی اس سوال کے جواب میں اس کا خلاصہ ذکر کر دیا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالحق والصواب

سوال: کیا شوہر اپنی بیوی کو سلام کر سکتا ہے؟

جواب: کچھ علاقے میں اسے معیوب سمجھا جاتا ہے لیکن معاملہ ایسا نہیں ہے شوہر اپنی بیوی کو اور بیوی اپنے شوہر کو سلام کر سکتی ہے۔

سوال: پرائز باؤنڈ حکومت کی طرف سے مقرر ہوتے ہیں اور اگر ہم اسے اسٹال سے خریدنے جاتے ہیں تو وہ مقررہ قیمت سے زیادہ روپیہ لیتے ہیں اور بیچنے جاتے ہیں تو قیمت سے دس روپیہ کم۔ تو ایسا کیسا؟

جواب: بظاہر اس میں کوئی حرج معلوم نہیں ہوتا۔

سوال: میری والدہ کی تیس سال کی قضا نماز باقی ہے اب وہ نماز کھڑی ہو کر پڑھتی ہے تو پیٹھ میں درد ہوتا ہے۔ اور وہ چاہتی ہے کہ پہلی رکعت کا قیام کھڑے ہو کر کرے اور دوسری کا بیٹھ کر کرے تو۔ کیا وہ ایسا کر سکتی ہے؟؟

جواب: جب تک کھڑی رہ سکتی ہے کھڑے رہ کر پڑھ سکتی ہے اور جب کھڑے ہونے پر قدرت نہ ہو تو بیٹھ کر نماز پوری کر لے۔

سوال: ایک حاملہ عورت کو پیلیا کی بیماری ہوگئی اور اگر اب وہ روزہ رکھے گی تو آنے والے بچے کو نقصان ہو سکتا ہے اور ڈاکٹر نے روزہ رکھنے سے منع بھی کیا ہے تو اب وہ کیا کرے؟

جواب: اگر کسی مسلمان طبیب حاذق ماہر ڈاکٹر نے یہ کہا ہے اور واقعی ایسا ہو جائے گا تو فرض رمضان کے روزہ وہ حاملہ عورت نہ رکھے بعد میں اس کی قضا کرے سوال: میری چکن کی دوکان ہے چمڑی اور بغیر چمڑی کا گوشت فروخت ہوتا ہے اور بغیر چمڑی والا گوشت بنا پیٹ صاف کیے مشین میں ڈال کر بال صاف کیے جاتے ہیں ایسا کرنا کیسا؟

جواب (مشین میں ڈالنے سے پہلے) پیٹ کی گندگی کا صاف کرنا ضروری ہے۔

سوال: میں نے ایک غیر مسلم سے ۱۰۰۰۰/روپیہ لیا اور ہر ماہ رتین سو روپیہ بیاض کے حساب سے دیتا ہوں تو میں گناہ گار تو نہیں؟

جواب: اگر حاجت شدیدہ ہے اس کے علاوہ کوئی اور دینے والا نہیں تو کوئی حرج نہیں اور اگر بے وجہ کرے تو گناہ گار ہوگا۔

سوال: میں نے ایک عالم سے سنا کہ حاملہ عورت کے پیٹ پر اگر انگلی سے یا رسول اللہ لکھا جائے گا تو لڑکا پیدا ہوگا اور میں نے کیا اور لڑکا ہی پیدا ہوا تو کیا میرا یہ کرنا صحیح ہے؟ اور میں ایک عام آدمی ہو؟؟

جواب: اگر وہ آدمی اس کا محرم یا اس کا شوہر ہے، اور درمیان میں کپڑا حائل ہو تو کوئی حرج نہیں۔

سوال: کچھ سنی علما کی آسان کتابوں کی طرف رہنمائی فرما دیں جس سے عقیدے کی حفاظت ہو سکے؟

جواب: بہار شریعت، کتاب العقائد (صدر الافاضل) سنی بہشتی زیور وغیرہ پڑھے۔

۞۞۞

حضورتاج الشریعہ: نادرِزمن ہستی

از: غلام مصطفی رضوی، نوری مشن مالیگاؤں

اللہ اللہ ! کردارایسا روشن و تابناک کہ طبیعتیں کھل اُٹھتی ہیں۔ پرنور چہرے پر جمالیات کا پہرہ ہوتا ہے۔ نگاہیں ایسی کہ جن پر پڑ جائے دل کی دنیا بدل جائے۔ شباہت ایسی کہ مفتی اعظم کا پیکر دل پذیر یاد آ جائے۔ ہم نے مفتی اعظم کو نہیں دیکھا لیکن ان کے جانشین کو دیکھا ہے؛ جن کی ذات مظہر مفتی اعظم ہے؛ اور جن کی یاد آتی ہے تو دل کی کلیاں کھل اُٹھتی ہیں۔ اللہ اللہ! حضورتاج الشریعہ علامہ اختر رضا خاں قادری ازہری کی ذات اس قدر محبوب کیوں بن گئی ہے۔ ہاں! سبب ہے کچھ اس کا۔ وہ ہے شریعت پر استقامت اور اسوۂ مصطفی جان رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عمل اور ظاہر و باطن، کردار و عمل کی یک رنگی۔ جس نے ان کی ذات کو چہار دانگ عالم میں مقبول بنا دیا ہے اور ان کا ذکر ہر بزم میں محبت و عشق کی ایک جوت جگا دیتا ہے وہ سراپا عشق ہیں کیوں کہ ان کے عشق کا محور ذات سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور اس عشق کی ملاحت نے انھیں دنیا کی طلب سے بے نیاز کر دیا ہے۔ سچ ہے محبت رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں بڑی کشش ہے اور عظیم کامیابی ؎

دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو
عجب چیز ہے لذت آشنائی

حضورتاج الشریعہ کی ذات مرجع العلما ہے۔ ان کا سراپا دل آویز ہے۔ ان کا کردار بڑا تابندہ و مثالی ہے۔ وہ جس جگہ جاتے تھے؛ عقیدے کی سلامتی کا پیغام دیتے تھے۔ دل کے

رشتے بارگاہ سرورکائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جوڑ دیتے تھے۔ اور پھر نگاہوں کا قبلہ بدل جاتا تھا افکار دَمک اُٹھتے تھے۔ عشق ہی عشق نظر آتا ہے۔ آپ کے دیدار کی برکت سے ایمان وایقان ایسا پختہ ہوجاتا کہ زباں پر آپ کا یہ شعر دل کی کیفیت کا پتہ دیتا ہے ؎

نبی سے جو ہو بیگانہ اسے دل سے جدا کر دیں
پدر، مادر، برادر، مال و جاں ان پر فدا کر دیں

راقم نے علما کے جلوے دیکھے، لیکن حضور تاج الشریعہ علامہ اختر رضا ازہری جیسا متقی نہ دیکھا۔ راقم نے مفتیان کرام دیکھے لیکن آپ کے جیسا محتاط نہ پایا۔ محب دیکھے لیکن عشق و عرفان کی جس بلندی پر آپ فائز ہیں؛ وہ منفرد ہے۔ آپ مقبول ہیں مگر یہ مقبولیت وہ نہیں جو مول لی جائے بلکہ یہ تو عطاے ایزدی ہے۔ اور جسے اللہ تعالیٰ مقبول بنادے، اس کی عظمت کو کون کم کرسکتا ہے۔ جس پر رسول کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عنایت خاص ہو؛ اسے جہاں کی باطل قوتیں کیسے اسیرِ گردش دوراں کرسکتی ہیں۔ ان کے نقوشِ دل آویز کو دلوں کی بزم تاباں سے کیسے مٹایا جاسکتا ہے۔ حضور تاج الشریعہ جہاں جاتے دین پر استقامت کا درس دیتے۔ ہاں ایمان ہی تو بڑی چیز ہے اگر یہ نہ رہا تو زندہ رہ کر بھی انسان مردہ اور ناکارہ ہے۔ ایمان سے ہی حسن آدمیت ہے...... وہ ایمان والا کیسے ہوسکتا ہے! جو بارگاہِ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں بے ادبی و توہین کی جسارت کرتا ہو۔ اسی وجہ سے آپ جہاں جاتے: ایسے رہزنوں سے بچنے کی تلقین فرماتے جو ایمان کی تاک میں ہیں۔ ایسے افراد سے اتحاد کی ممانعت سختی سے کرتے؛ جن کی صحبت میں عقیدے کا خسارہ ہو، نقصان کا اندیشہ ہو۔

حضور تاج الشریعہ علامہ اختر رضا ازہری کا پیغام ہے کہ اللہ و رسول کی شان عظمت میں جسے جرأت کرتا دیکھو اس سے دور ہوجاؤ اور جو عاشق رسول ہے؛ اسے گلے لگاؤ۔ آپ جب بولتے ہیں تو ایسا لگتا ہے جیسے سخن کی معراج ہو رہی ہو۔ جیسے بہاریں چھا رہی ہوں۔ جیسے مینھ برس رہا ہو۔ جیسے تشنہ سیراب ہو رہے ہوں۔ جیسے پھوار پڑ رہی ہو۔ جیسے کلیاں چٹک رہی ہوں۔ جیسے پھول کھل رہے ہوں۔ جیسے فکر کے غبار دُھل رہے ہوں۔ جیسے غنچے کھل رہے ہوں۔

جیسے ایمان کی فصل سبز وشاداب ہورہی ہو۔ جیسے اداسی چھٹ رہی ہو۔ جیسے خوشبو پھیل رہی ہو۔ اور عقیدہ پختہ ہورہا ہو عقیدت بڑھ رہی ہو۔ ایمان کی بزم نور سجی ہو۔

حضور تاج الشریعہ کا نعتیہ کلام کیف وسرور کو بڑھا دیتا ہے اور ایسے اشعار بھی درِ دل پر دستک دے کر ذہن کے تار کو متحرک کر دیتے ہیں اور محبت کا نصیبہ بیدار ہو جاتا ہے ؎

گل ہو جب اخترؔ خستہ کا چراغ ہستی
اس کی آنکھوں میں تیرا جلوۂ زیبائی ہو

درد الفت میں دے مزا ایسا
دل نہ پائے کبھی قرار سلام

اسی بے قراری اور محبوب پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے محبت والفت کی قندیل فروزاں کیے حضور تاج الشریعہ ۷رذی قعدہ ۱۴۳۹ھ/ ۲۲رجولائی ۲۰۱۸ء کو واصلِ حق ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

جس کی نگاہوں میں خاک حجاز کا سرمہ ہو اس کو باطل کی چیرہ دستیاں کس طرح بھلا لرزہ بر اندام کر سکتی ہیں۔ جسے محبوب کی محبت وعشق کا درد ہو؛ اسے حوادث وفتن کس طرح مبتلائے آلام بنا سکتے ہیں۔ جس کا دل محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی یاد میں کھویا ہو اور اسی میں اسے راحت میسر ہو اس کے قلبِ روشن کو کون مضمحل کر سکتا ہے! اور جب دل کی دنیا طیبہ کی ثنا سے آباد ہو تو کوئی اسے پژمردہ نہیں کر سکتا؛ ایسے عاشق صادق کی نگاہوں میں شفق کا حسن نہیں بس سکتا اور چمن کی جلوہ آرائی اس کی نگاہوں کو اپنا اسیر نہیں بنا سکتی ہے، تو جب اس گام پر کوئی شخصیت مطلع انوار نظر آتی ہے تو وہ حضور تاج الشریعہ کی ہے؛ جن کی فکر وبصیرت نے کتنے آزردہ دلوں اور شوریدہ فکروں کو گنبد خضرا کی بہاروں کا مشتاق بنا دیا۔ وہ سر جس میں ہوا و ہوس کا سودا سمایا تھا اس میں ایک انقلاب کا سماں پیدا کر دیا۔ یادِ شہ بطحا نے دل ودماغ کو روشن کر دیا ؎

نظر میں کیسے سمائیں گے پھول جنت کے
کہ بس چکے ہیں مدینے کے خار آنکھوں میں

بندہ جب اللہ کا ہو جاتا ہے تو مخلوق اس کی شان ورفعت کی قائل ہو جاتی ہے اور اس کی

طرف مائل۔ ہم نے دیکھا کہ جب حضور تاج الشریعہ کسی بزم میں پہنچ جاتے تو پروانے ٹوٹ ٹوٹ پڑتے، دل فدا ہو جاتے ہیں۔ سچ ہے جو شریعت کے اصولوں کا عامل ہو جاتا ہے مخلوق اس کی تعظیم میں عجلت کرتی ہے اور لوگ پروانہ وار اس کے دید کو اُمڈ پڑتے ہیں اور یہ شہرت وعطا تو اس بارگاہ کی ہے جہاں دل کا حال کھلا ہوا ہے اور جہاں جود وعطا کے دھارے چلتے ہیں، امام بوصیری علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے ؎

كَالزَّهْرِ فِيْ تَرَفٍ وَالْبَدْرِ فِيْ شَرَفٍ

وَالْبَحْرِ فِيْ كَرَمٍ وَالدَّهْرِ فِيْ هِمَمِ

ترجمہ: آپ تازگی میں کلی کی مانند ہیں، اوج ورفعت میں ماہ کامل کے مثل، جود وسخا میں سمندر کی طرح، اور عزم وحوصلہ میں زمانہ کی مانند ہیں۔

جسے بارگاہ رسالت سے عطا ونوازش کا وافر حصہ ملا ہو اس کی شان تو دوبالا ہوگی ہی؛ اس کی رفعت وبلندی کے ترانے گنگنائے جائیں گے۔ آج جو شہرت ودوام حضور تاج الشریعہ کو حاصل ہے یہ وہ نہیں کے جسے گھٹا دیا جائے یا اس میں کوئی کمی آ جائے بلکہ یہ تو عطائے خاص ہے، اب کوئی چاہے تو اس پر مبتلائے رنج ہو اور کوئی مسرور۔

الٰہی عزوجل! جب تک چمن میں مرغ نوا سنجی کرتے رہیں حضور تاج الشریعہ کی لحد پر رحمت وانوار کی بارانِ مبارک برستی رہے۔ جب تک بلبل کی خوش خرامی گلشن میں اپنی آواز کا جادو جگاتی رہے اختر کی تابندگی روز افزوں ہوتی رہے۔ جب تک آبشاروں کا ترنم جمالیات کی بزم کو آراستہ کرتا رہے اور افق کا جمال نگاہوں کو تازگی دیتا رہے حضور تاج الشریعہ کے فیضانِ علم کی مہک پھیلتی رہے۔ جب تک ستاروں کی انجمن میں روشنی رہے اختر خوش نوا کی رعنائی ایمان کی دمک بڑھاتی رہے۔ جب تک آسمان نیلگوں پر ماہ تاب کی چمک باقی رہے اور جب تک جام محبت چھلکتے رہیں حضور تاج الشریعہ کے علم وفضل کی کرنوں سے کائنات عالم کے مسلماں سیراب و فیض یاب ہوتے رہیں۔

تاج الشریعہ: ایک جامعِ کمالات شخصیت

از: محسن رضاضیائی۔ چیف ایڈیٹر' ماہ نامہ انوارِ ہاشمی

ہندوستان کی سرزمین پر اپنے وقت کے ایسے ایسے باکمال اور جلیل القدر علما و مشائخ پیدا ہوئے ہیں، جن کے علم وفن، زہد وتقویٰ ،عبادت و ریاضت ، اخلاق و کردار اور تصوف وطریقت کا ایک زمانہ معترف ہے۔ بالخصوص ہندوستان کے صوبۂ اتر پردیش کے معروف شہر بریلی شریف کو یہ سب سے زیادہ شرف وفخر حاصل رہا کہ وہاں اخیر کے ان دوسوسالوں میں کئی ایک نادرزمن ہستیوں اور یکتاے روز شخصیتوں نے جنم لیا اور اپنے دینی، علمی، فقہی، سماجی، اصلاحی اور تعمیری کارناموں سے سارے عالم پر چھاگئے۔ان ذات ستودہ صفات ہستیوں میں مولانا رضاعلی خاں، رئیس الاتقیا حضرت مولانا مفتی نقی علی خاں، مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں ، حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا خاں، مفتی اعظم علامہ الشاہ مصطفیٰ رضا خاں اور مفسرِ اعظم علامہ ابراہیم رضا خاں علیہم الرحمۃ و الرضوان خاص طور سے قابلِ ذکر ہیں، جنھوں نے درس وتدریس، تصنیف وتالیف، دعوت وتبلیغ ،فتویٰ نویسی ،وعظ وتقریر، مناظرہ ومباحثہ اور خدمت انسانیت جیسے اہم میدانوں اور شعبوں میں وہ کارہاے نمایاں سرانجام دیے ،جوآبِ زر سے لکھنے کے قابل ہیں۔

بریلی شریف کی اسی سلسلۃ الذہب کی ایک اہم کڑی وارث علوم اعلیٰ حضرت ، جانشین حضور مفتی اعظم ، جامعِ علوم وفنون ،غواصِ بحر معرفت وحقیقت ، قاضی القضاۃ فی الہند تاج الشریعہ حضرت علامہ اختر رضا خان المعروزف بہ ازہری میاں علیہ الرحمہ کی

ہے، جنھوں نے اسی علمی اور روحانی گھرانے میں آنکھ کھولی اور اپنے خاندان کی علمی جاہ و جلالت ، دینی شوکت وسطوت اور روحانی طاقت وقوت کو نہ صرف باقی رکھا، بلکہ دوام واستحکام بھی بخشا۔ حضور تاج الشریعہ گرچہ آج ہمارے درمیان نہیں ہیں، لیکن ان کی بے پناہ محبتوں اور عقیدتوں کے چراغ ہمارے تاریک دلوں میں روشن ہیں، جس کی شعائیں ہماری نسلوں کو بھی روشن ومنور کرتی رہیں گی۔

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ بہ وقت ایک متبحر عالم وفاضل، ممتاز فقیہ ومحدث، بلند پایہ محقق ومفکر، مفسر ومترجم، مناظر ومتکلم، ایک مایہ ناز شاعر وادیب، عظیم مصنف ومؤلف، محشی وشارح، داعی ومبلغ اور مسلک اعلیٰ حضرت کے سچے وحقیقی داعی وترجمان تھے۔

آپ خانوادۂ رضویہ کے ایک عظیم چشم و چراغ اور خانقاہ کی علمی، تہذیبی اور روحانی وراثتوں کے امین و جانشین تھے۔ آپ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں، مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خاں اور مفسر اعظم علامہ ابراہیم رضا خاں علیہ الرحمۃ والرضوان کے علوم وفضل کے سچے اور حقیقی وارث تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کے اندر اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے علوم وفنون، مفتی اعظم ہند کے تقویٰ واستقامت اور والد گرامی مفسر اعظم علامہ ابراہیم رضا خاں کے فضل و کمال کی مکمل جھلک موجود تھی۔ آپ کو علوم وفنون ،تقویٰ واستقامت اور عشقِ رسالت جیسی چیزیں اپنے آبا واجداد سے ورثہ میں ملی تھیں۔

آپ صحیح معنوں میں اپنے آبا واجداد کے طریقِ کار اور نقشِ قدم پر گامزن تھے۔ان کی علمی، فقہی، تحقیقی، تدقیقی، تجدیدی، دعوتی، اصلاحی، عملی، سماجی اور تعمیری فکروں اور کاوشوں پر مکمل طور سے عمل پیراں رہے اور ان کے چھوڑے ہوئے مشن اور کاموں کو بڑی محنت وجاں فشانی اور نہایت ہی خوش اسلوبی کے ساتھ آگے بڑھاتے رہے۔ بسا اوقات نا مساعد اور نا موافق حالات سے بھی گزرنا پڑا، مخالفتوں اور ریشہ دوانیوں کا بھی سامنا ہوا، لیکن آپ ان سب کے آگے سد سکندری بن کر کھڑے رہے اور آپ کے پائے استقامت میں ذرہ برابر بھی لغزش نہیں آئی۔ آپ نے پوری ذمہ داری کے ساتھ اپنی خانقاہی اقدار وروایات کو دنیا کے

طول وعرض میں نہ صرف پہنچایا بلکہ پوری دنیا کو اپنی خانقاہی روایتوں، قدروں اور تہذیبوں سے بھی روشناس ومتعارف کرایا۔ اس کے علاوہ اہل دنیا کے سامنے مسلک اعلیٰ حضرت کا ایک جامع ترین تعارف بھی پیش فرمایا۔ آپ مسلکِ اعلیٰ حضرت پر سختی سے قائم بھی تھے اور اپنے تمام مریدین، متوسلین اور متعلقین کو مسلکِ اعلیٰ حضرت پر قائم ودائم رہنے کی سخت تاکید وتلقین بھی فرماتے تھے۔ آپ مسلک سے انحراف کرنے والوں اور اس کو بدنام کرنے والوں سے بیزاری اختیار فرماتے رہے اور مسلک اعلیٰ حضرت کے متبعین کو ان کی صحبت ومعیت سے بھی روکتے رہے۔ آپ کا چلنا پھرنا، اٹھنا بیٹھنا، کھانا پینا اور لکھنا پڑھنا سب مسلکِ اعلیٰ حضرت کی تعلیمات کے عین مطابق وموافق ہوا کرتا تھا۔ اسی طرح آپ کی حیات مستعار کا پورا حصہ دین ومسلک کی خدمت واشاعت کرتے ہوئے گزرا۔

آپ زہدوتقویٰ، علم وعرفان، عمل وکردار، عبادت وریاضت، رشدوہدایت، حسنِ اخلاق وسلوک اور دیگر محاسن وکمالات کی جامع ترین شخصیت تھے۔ ہر ایک وصف آپ کی شخصیت کے لیے جزو لاینفک کی حیثیت رکھتا تھا۔ ان تمام اوصاف ومحامد میں آپ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں علیہ الرحمہ کے پرتو، مفتیِ اعظم ہند الشاہ مصطفیٰ رضا خاں نوری علیہ الرحمہ کے مظہرِ کامل اور والدِ گرامی مفسرِ اعظم ہند علامہ ابراہیم رضا خاں علیہ الرحمہ کے عکسِ جمیل تھے۔ آپ ان تمام اوصاف میں اپنے تمام ہم عصروں میں ممتاز ونمایاں تھے۔ اسی طرح علمی وفنی صلاحیت وقابلیت میں بھی آپ کا کوئی مماثل نہیں تھا۔ آپ کی بلند پایہ اور عالم گیر شخصیت کے گوناگوں اور مختلف پہلو ہیں، جن پر کئی ایک دفتر تیار ہو سکتے ہیں، پھر بھی آپ کی ہمہ جہت شخصیت کے تمام گوشوں کو احاطۂ تحریر میں لانا قدرے مشکل کام ہے۔ تاہم یہاں آپ کی قدآور شخصیت کے چند نمایاں اور قابلِ ذکر پہلوؤں پر ہم قدرے روشنی ڈالنے کی سعی وکوشش کر رہے ہیں۔

● آپ کی شخصیت ہمہ رنگ تھی، آپ میں جہاں فقہ وافتا اور حدیث وتفسیر کا رنگ نمایاں تھا، وہیں تصنیف وتالیف، تحشیہ وترجمہ نگاری اور شاعری وادبی نثر کا رنگ بھی غالب تھا۔ ان تمام رنگوں میں ایک علم حدیث بھی ہے، جس پر آپ کو کامل طور پر مہارت تامہ حاصل

تھی۔ ''علم حدیث''،علم وفن دونوں لحاظ سے بہت ہی مشکل اور پر مشقت میدان ہے۔ کتاب اللہ کے بعد دوسرا مقام و مرتبہ حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو حاصل ہے۔اس میں طرق واسانید پر تحقیقی نظر، اسماء الرجال پر کمال ومہارت، جرح وتعدیل پر علمی وتنقیدی شعور اور صحیح وضعیف احادیث میں فرق وامتیاز کرنے کے لیے ژرف نگاہی،فکری گہرائی و گیرائی اور وسعتِ علمی کی بہت زیادہ ضرورت پڑتی ہے۔کسی بھی محدث کے لیے ان تمام علوم وفنون پر قدرت ومہارت ہونا ازحد ضروری ہے۔ بلا شبہ و بلا مبالغہ یہ تمام علمی کمالات حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ میں بدرجۂ اتم موجود تھے۔

آپ منظرِ اسلام سے فارغ ہونے کے بعد 1963ء میں عالمِ اسلام کی ایک مشہور و معروف یونی ورسٹی جامعہ ازہر مصر تشریف لے گئے اور مسلسل تین سالوں تک اپنے وقت کے مایہ ناز اساتذۂ کرام سے علوم حدیث وتفسیر کا درس لیا اور ان علوم میں حد درجہ مہارت حاصل کی۔ یہاں تک کہ آپ علوم حدیث وتفسیر میں امتیازی نمبرات سے کامیاب بھی ہوئے،جس کے نتیجے میں مصر کے جنرل عبدالناصر نے 1966 میں بہ وقت فراغت آپ کو جامعہ ازہر ایوارڈ اور سند امتیاز پیش کیا۔اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ آپ کو علمِ حدیث پر کس قدر عبور حاصل تھا۔ظاہر سی بات ہے کہ تین سال تک آپ نے جامعہ ازہر مصر رہ کر علوم حدیث وتفسیر میں تخصص کیا۔آپ نے علم حدیث میں اپنے آبا واجداد سے حصۂ وافر پایا تھا۔

آپ کی حدیث دانی کا عالم یہ تھا کہ جب کسی علمی مجلس میں کسی مسئلے پر علمی گفتگو فرماتے تو اپنے موقف کی تائید میں بہ کثرت احادیث پیش فرمادیتے۔ جسے دیکھ کر سامعین وحاضرین ایک طرح سے حیرت واستعجاب کے عالم میں ڈوب جاتے۔

آپ نے علم حدیث پر شرحِ حدیث نیت (اردو)،شرح حدیث الاخلاص (عربی) حضرت ابراہیم کے والد تارخ یا آزر (اردو وعربی)،آثار قیامت (اردو) الصحابۃ نجوم الاھتدا،تعلیقاتِ زاہرہ،حاشیۃ البخاری،منحۃ الباری فی شرحِ البخاری (عربی) وغیرہ جیسی نہایت ہی تحقیقی اور معلوماتی کتب یادگار چھوڑیں۔

● یسے ہی آپ ایک ممتاز فقیہ بھی تھے۔عصرِ حاضر کے نو پیدا اور سلگتے مسائل پر گہری نظر رکھتے تھے اوران کا شرعی وفقہی حل نکال کر قوم وملت کی راہ نمائی کا فریضہ انجام دیتے تھے۔آپ آن لائن پوچھے گئے شرعی مسائل وسوالات کے جوابات قرآن واحادیث اور اقوال فقہا وائمہ کی روشنی میں نہایت ہی تحقیق وتدقیق،متانت وسنجیدگی اور اطمینان وتشفی کے ساتھ دیتے تھے۔آپ کو زمانے میں فقہ وفتاویٰ سے بہت زیادہ شہرت حاصل رہی۔کیوں کہ آپ کو فقہ وفتاویٰ کی یہ نعمتِ بیش بہا بھی اپنے آباواجداد سے ورثہ میں ملی تھی۔فقہی جزئیات پر استحضار وتبحر کا عالم یہ تھا کہ فقہ کے اکثر جزئیات آپ کے نوکِ زبان پر رہتے تھے۔آپ نے اپنی فقہی بصیرت ومہارت سے ایسے ایسے لاینحل اور پیچیدہ مسائل کا حل تلاش کیا ہے، جن پر برسوں سے خاموشی ہی خاموشی تھی۔آپ کے قلم اشہب سے نکلے ہوئے فتووں کا مجموعہ ’’ازھرالفتاویٰ‘‘ کئی جلدوں میں زیورِطبع سے آراستہ ہوکر منظرعام پر آچکا ہے، جوآپ کی فقہی مہارت وبصیرت پر شاہد عدل ہے۔

حضور تاج الشریعہ کی محققانہ بصیرت، فقہی جزئیات پر مہارت اور جدید تحقیقات کا اندازہ مفتیِ اہلِ سنت حضرت علامہ مفتی عبدالمنان کلیمی صاحب کے مکتوب کے ایک اقتباس سے بھی لگایا جاسکتا ہے۔چناں چہ آپ لکھتے ہیں:

حضور تاج الشریعہ (علیہ الرحمہ) کے فتاویٰ اور فقہی تحقیقات آج اکابر علماے ہندوپاکستان کے نزدیک نا قابلِ انکار اور ایک مسلم الثبوت حقیقت ہے۔موصوف کے تحقیقی جواہر پاروں میں موضوع سے متعلق دلائل کی کثرت،شکوک وشبہات کا نا قابلِ تردید حل اور اعتراضات کا شافی جواب بہ درجۂ اتم ملتے ہیں۔

جب ہم تاج الشریعہ جانشین سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضلِ بریلوی حضرت علامہ ازہری صاحب قبلہ کی فقہی کاوش اور وقیع فتاویٰ کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہم اس نتیجے تک پہنچے بغیر نہیں رہتے کہ موصوف کے نوک قلم پر سرکارِ اعلیٰ حضرت کا علمی فیضان ہے۔اور موصوف خاندانی وجاہت اعلیٰ حضرت اعلیٰ حضرت کی اہم ترین علمی اور عملی

یادگار اور مکمل مظہرِ اعلیٰ حضرت ہیں۔

راقم السطور نے تو بہت سارے اہل علم اور محققانہ قلم رکھنے والے مفتیان کرام سے یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ تحقیقات علمی اور فقہ وافتا کے میدان میں بھی تاج الشریعہ سرکارِ اعلیٰ حضرت کے سراپا جانشین ہیں۔

(ماہ نامہ سنی دنیا، بریلی شریف ص 28 تا 30 جنوری 1986)

اللہ تعالیٰ نے حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کو فقہ وفتاویٰ پر بے انتہا مہارت وبصیرت اور تبحر و کمال عطا فرمایا تھا۔ آپ میدانِ فقہ وافتا کے ایک بے تاج بادشاہ اور شہنشاہ تھے۔ اسی لیے آپ کو علما و مشائخ نے ''تاج الشریعہ'' کے ایک عظیم اور قابلِ صد افتخار لقب سے پکارا تھا۔

فقہ وافتا سے آپ کا لگاؤ اس حد تک تھا کہ آپ نے عصر حاضر کے حساس اور نو پید مسائل کے شرعی حل اور عوام کی دینی وشرعی رہ نمائی کے لیے 2006ء میں شرعی کونسل کی بنیاد رکھی، جہاں ہر سال آپ کی صدارت میں شرعی کونسل کا ایک فقہی سیمنار منعقد ہوتا، جس میں عصر حاضر کے پیچیدہ اور درپیش مسائل کے تلاش وحل کے لیے جید و ماہر فقہا وعلما اپنی تحقیقات جدیدہ وانیقہ پیش کرتے اور پھر تمام فقہا وعلما کے کسی ایک مسئلے پر اتفاق سے آپ اس پر مہرِ تصدیق ثبت فرما دیتے۔ آپ کی صدارت میں شرعی کونسل کے ذریعے کئی ایک جدید، پیچیدہ اور سلگتے مسائل حل کیے جا چکے ہیں۔

اسی طرح آپ مدارس کے فارغین علما کو فقہ وافتا کی مشق وممارست بھی کراتے اور اپنی نگرانی میں ان کی خوب فقہی تربیت فرماتے تھے۔ آپ کے خرمنِ افتا کے خوشہ چینوں کی تعداد ہزاروں میں ہیں، جو ملک کے مؤقر دارالافتا اور درسگاہوں میں فتویٰ نویسی کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔

آپ نے اس فن میں بھی کئی ایک کتابیں تحریر فرمائیں، جو اپنے موضوع اور مواد کے لحاظ سے نہایت ہی تحقیقی، تفصیلی اور معلوماتی ہیں، جن کی تفصیل ہم آگے پیش کریں گے۔

● اسی طرح آپ ایک عمدہ، کہنہ مشق اور فی البدیہیہ شاعر بھی تھے، آپ نے باضابطہ

شاعری میں کسی کی شاگردی اختیار نہیں کی اور نہ ہی کسی سے اصلاح لی، کیوں کہ آپ کو یہ نعتیہ شاعری کا فن عشقِ رسول ﷺ کے صلے میں بہ طورِ صدقہ عطا ہوا تھا۔آپ نے اردو، فارسی اور عربی ان تینوں زبانوں میں نعتیہ شاعری کی اور نعتیہ شاعری کو ایک نئے رنگ و آہنگ میں پیش کر کے بامِ عروج عطا کیا ہے۔آپ کی شاعری میں جذب و کیف، سوز و گداز اور عشق و وارفتگی جابجا دیکھنے کو ملتی ہے۔آپ نے رسول اللہ ﷺ کے عشق وعقیدت میں ڈوب کر نعتیہ شاعری کی ہے۔یہی وجہ ہے کہ آپ کے نعتیہ کلام قلب وروح کو تڑپا دیتے ہیں، کیوں کہ ان میں ایک طرح سے بلا کی جاذبیت وکشش پائی جاتی ہے۔ہمارے اس دعوے کی واضح دلیل آپ کا مجموعۂ کلام ''سفینۂ بخشش'' ہے، جو ہند و بیرونِ ہند سے متعدد بار شائع ہو کر اربابِ علم اور اصحابِ ذوق سے داد و تحسین حاصل کر چکا ہے۔یہاں آپ کے مجموعۂ کلام ''سفینۂ بخشش'' سے چند اشعار اصحابِ ذوق کی نذر کیے جا رہے ہیں۔ملاحظہ فرمائیں اور اندازہ لگائیں کہ آپ کس طرح نبی کریم ﷺ کے عشق و وارفتگی اور مست و بے خودی میں جھوم کر نعتیہ کلام کہتے تھے۔

عطا ہو بے خودی مجھ کو خودی میری ہوا کردیں
مجھے یوں اپنی الفت میں مرے مولیٰ فنا کردیں

پی کے جو مست ہوگیا بادۂ عشقِ مصطفیٰ
اس کی خدائی ہوگئی اور وہ خدا کا ہوگیا

نبی سے جو ہو بے گانہ، اسے دل سے جدا کردیں
پدر، مادر، برادر، مال وجاں ان پر فدا کردیں

تم جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا، تم جو نہ ہو تو کچھ نہ ہو
جانِ جہاں تم ہی تو ہو، جانِ جناں تم ہی تو ہو

ان متذکرہ بالا اشعار سے یہ بہ خوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ یقیناً آپ نعتیہ شاعری اور عشقِ مصطفوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک اہم اور بلند مقام پر فائز تھے۔آپ کی نعتیہ شاعری میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے والہانہ محبت وعقیدت کا بین ثبوت ملتا ہے۔اس کے علاوہ علیٰ حضرت امام احمد رضا خاں علیہ الرحمہ کا شاعرانہ عنصر بھی صاف اور نمایاں طور پر جھلکتا ہے۔

● اسی طرح آپ کی پوری زندگی شریعت وطریقت سے عبارت رہی۔آپ نے جہاں فقہ وفتاویٰ کے ذریعے قوم مسلم کی شرعی وفقہی رہ نمائی کا فریضہ سرانجام دیا ہے، وہیں سالکانِ راہِ طریقت کو روحانی وعرفانی جام پلا کر ان کے ایمان وعقیدے کی حفاظت وصیانت کا بھی بھرپور حق ادا کیا ہے۔آپ دنیاے سنیت کے ایک مقبول اور پسندیدہ مرشد برحق تھے۔آپ جہاں جاتے ، وہاں چاہنے والوں کا انبوہ کثیر اکھٹا ہوجاتا اور آپ کے دستِ اقدس میں ہاتھ دے کر آپ کے دامن بیعت وارادت سے وابستہ ہوجاتا۔پوری دنیا میں اس وقت سب سے زیادہ آپ کے مریدین ومتوسلین اور خلفا کی تعداد ہے، جو آپ کے ایک بے حد مقبول پیر ہونے کی واضح دلیل ہے۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو ابتداے زمانہ ہی سے اپنوں اور غیروں سبھی میں بے پناہ شہرت ومقبولیت عطا فرمایا تھا۔آپ کی علمی ، روحانی اور ملی شہرت وشخصیت کو دیکھ کر پوری دنیا حیرت زدہ تھی۔علامہ یسین اختر مصباحی حضرت شارح بخاری علیہ الرحمہ کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ:

حضرت مفتی اعظم ہند کو اپنی زندگی کے آخری پچیس سالوں میں جو مقبولیت وہردل عزیزی حاصل ہوئی وہ آپ کے وصال کے بعد ازہری میاں کو بڑی تیزی کے ساتھ ابتدائی سالوں ہی میں حاصل ہوگئی اور بہت جلد لوگوں کے دلوں میں ازہری میاں نے اپنی جگہ بنالی۔(بروایت: علامہ یسین اختر مصباحی۔تجلیات تاج الشریعہ،ص:٦٨،از: مولانا شاہد القادری)

آپ ایک عارف باللہ، شیخِ طریقت اور صوفیِ باصفا تھے، ایک مرشد برحق میں تصوف و طریقت کے جو اوصاف وکمالات ہونا چاہیے، یقیناً آپ کے اندر بدرجۂ کامل موجود تھے۔یہی

وجہ ہے کہ لوگ آپ کے حلقۂ بیعت وارادت میں آنا اپنے لیے دینوی و دنیوی نجات کا ذریعہ سمجھتے تھے۔آپ کے ایک سچے اور مقبول پیر و مرشد ہونے کا سب سے بڑا سبب یہ ہے کہ آپ شریعت وطریقت دونوں پر سختی کے ساتھ گامزن تھے اور اپنے تمام مریدین ومتوسلین کو بھی شریعت وطریقت پر ثبات قدمی کی تاکید ونصیحت کرتے تھے۔

● آپ کی ہمہ جہت شخصیت کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ آپ اپنی گونا گوں مصروفیات اور مختلف دینی وعلمی خدمات کے باوجود ایک کام یاب اور عظیم مصنف ومؤلف بھی تھے۔ یہ امر ہر دانش وبینش پر خوب واضح ہے کہ کسی علمی وتحقیقی موضوع پر کوئی رسالہ یا کتاب لکھنا کوئی آسان کام نہیں ہے، بلکہ اس میں درپیش مشکلات وصعوبات کو وہی بہتر جانتا ہے، جو اس نازک اور پر مشقت مرحلے سے گزر رہا ہوتا ہے۔حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کا اس میدان میں بھی کوئی جواب نہیں ہے۔شب وروز دینی وعلمی پروگرامات کی مشغولیات، سفر کی ڈھیروں صعوبات اور ہمہ وقت علالت کے باوجود تصنیف وتالیف اور ترجمہ وتحشیہ کا کارِ عظیم انجام دینا یہ کوئی معمولی کام نہیں ہے، بلکہ ایک بلند ہمتی، جاں فشانی اور عرق ریزی کا کام ہے۔آپ نے مختلف علمی، فقہی اور تحقیقی موضوعات پر جو کتب ورسائل رقم فرمائیں، وہ آپ کا ایک عظیم شاہ کار اور کارنامہ ہے۔ دنیا کے باا ثر علما، مشائخ اور دانشوران نے آپ کی ان خدماتِ عالیہ اور مساعی جمیلہ کا نہ صرف اعتراف واقرار کیا، بلکہ اپنے گراں قدر تأثرات وکلمات سے بھی نوازا۔ یہاں آپ کی قلمی نگارشات وکاوشات کی فہرست حسبِ ذیل ہے:

اردو:۱-ہجرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۲ -آثار قیامت (تخریج شدہ)۳-ٹائی کا مسئلہ ۴ حضرت ابراہیم کے والد تارخ یا آزر (مقالہ)۵-ٹی وی اور ویڈیو کا آپریشن مع شرعی حکم ۶ -شرح حدیث نیت ۷-سنو، چپ رہو (دوران تلاوت 'نعرۂ حق نبی' کی ممانعت)۸ -دفاع کنزالایمان (۲ جلد)۹-الحق المبین ۱۰ -تین طلاقوں کا شرعی حکم ۱۱-کیا دین کی مہم پوری ہو چکی؟ (مقالہ) ۱۲ -جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۱۳ -سفینۂ بخشش (دیوان شاعری) ۱۴-فضیلت نسب ۱۵-تصویر کا مسئلہ ۱۶ -اسمائے سورہ فاتحہ کی وجہ تسمیہ ۱۷-القول الفائق بحکم

الاقتداء بالفاسق ۱۸ -افضلیت صدیق اکبرو فاروق اعظم رضی اللہ وعنہما ۱۹ -سعوی مظالم کی کہانی اختر کی زبانی ۲۰ -المواہب الرضویہ فی فتاویٰ الازہریہ المعروف فتاویٰ تاج الشریعہ ۲۱ -چلتی ٹرین پر فرض وواجب نمازوں کی ادائیگی کا حکم ۲۲ تقدیم (تجلیۃ السلم فی مسائل نصف العلم از اعلیٰ حضرت) ۲۳ -تراجم قرآن میں کنزالایمان کی اہمیت (غیر مطبوعہ) ۲۴ -منحۃ الباری فی حل صحیح البخاری ۲۵ -ملفوظات تاج الشریعہ (غیر مطبوعہ) ۲۶ -کفر، ایمان، تکفیر ۲۷ -رویت ہلال کا ثبوت ۲۸ -مفتی اعظم ہند، علم فن کے بحر ذخار (مقالہ)

عربی: ۲۹ الحق المبین ۳۰ الصحابہ نجوم الاہتداء ۳۱ شرح حدیث الاخلاص ۳۲ نبذۃ حیاۃ الامام احمد رضا ۳۳ سد المشارع ۳۴ الفردہ شرح القصیدۃ البردۃ ۳۵ تعلیقات زاہرہ علی صحیح البخاری ۳۶ تحقیق ان ابا سیدنا ابراہیم علیہ السلام (تارخ) لا (آزر) ۳۷ مرأۃ النجدیہ بجواب البریلویہ ۳۸ القمع المبین لامال المکذبین ۳۹ -روح الفواد بذکری خیر العباد (دیوان شاعری) ۴۰ نہایۃ الزین فی التخفیف عن ابی لہب یوم الاثنین ۴۱ حاشیہ عصیدۃ الشہیدۃ شرح القصیدۃ البردۃ

تراجم: ۴۲ انوار المنان فی توحید القرآن ۴۳ المعتقد والمنتقد مع المعتمد المستمد ۴۴ الزلال النقی من بحر سبقۃ فی الاتقی (تخریج شدہ) ۴۵ قصیدتان رائعتان (غیر مطبوعہ) ۴۶ عطایا القدیر فی حکم التصویر

تعاریب: ۴۷ برکات الامداد لاھل استمداد ۴۸ فقہ شہنشاہ ۴۹ عطایا القدیر فی حکم التصویر ۵۰ اہلاک الوھابین علی توھین القبور المسلمین (صیانۃ القبور) ۵۱ تیسیر الماعون لسکن الطاعون ۵۲ شمول الاسلام لاصول الرسول الکرام ۵۳ قوارع القہار فی الرد المجسمۃ الفجار ۵۴ الھاد الکاف فی حکم الضعاف ۵۵ سبحان السبوح عن عیب کذب مقبوح ۵۶ - دامان باغ سبحان السبوح ۵۷ انھی الاکید عن الصلاۃ وراء عدی التقلید - ۵۸ -حاجز البحرین ۵۹ القمر المبین ۶۰ - صلاۃ الصفا فی نور المصطفیٰ

English

61-Aasar e qiyamat 62-Azhar ul fatawa (few eng fatawa)63Tai ka masala64 A Just to the besed Author65The Comparions are the stars of Guidance 66 Of pure Origin (On the Identiy of prophtet Ibrhim's Father)67The pinnacle of Beauty 68 On the Lightening of Abu Lahab's Punishment each Monday tranlated by Aziz Suraqah

● آپ ایک عظیم داعی ومبلغ بھی تھے۔ پوری زندگی گم گشتگانِ راہ کوسوے حرم لانے میں گزاردی۔آپ نے کئی ایک ممالک کا دینی، دعوتی، اور تبلیغی سفر بھی فرمایا، اور پوری دنیا میں دین ومسلک کی نشرواشاعت میں مستعدوسرگرم عمل رہے۔

بیرونِ ہند میں آپ کے مریدین ومتوسلین کی تعداد ہزاروں میں ہیں، جوآپ کی دعوت و تبلیغ اور انتھک مساعیِ جمیلہ کا ہی نتیجہ وثمرہ ہے۔ ایک داعی ومبلغ کے لیے عمدہ اخلاق و کردار،تواضع وانکساری،تقویٰ شعاری، اطاعت وفرماں برداری، بلندفکری وسنجیدہ ذہنی اورتحمل و روادری جیسی اعلیٰ خوبیاں درکار ہوتی ہیں۔حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی ذات میں اگر یہ خوبیاں اوراچھائیاں تلاش کی جائیں تو یہ سب آپ میں نمایاں نظرآتی ہیں۔

قدرت نے آپ کی زبان و بیان میں وہ بلا کی تاثیر پیدا کی تھی کہ آپ کی باتیں سامعین کے دلوں میں رس گھول دیتی تھیں اور وہ آپ کی ذات وشخصیت کے گرویدہ اور شیدائی ہوجاتے تھے۔

آپ دعوت وتبلیغ کی راہ میں قرآنِ عظیم کے اس دعوتی فارمولے ’’ادع الیٰ سبیلِ ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ‘‘ کی عملی تفسیر تھے۔آپ دنیا کے جس خطے میں تشریف لے جاتے، وہاں اسی زبان میں دعوت وتبلیغ کے امور وفرائض انجام دیتے تھے۔لوگ آپ کی اللہ بھاتی صورت کی

ایک دید کے لیے کئی کئی گھنٹوں قطاروں میں لگتے تھے۔ یہ آپ کی مقبولیت کی سب سے بڑی دلیل ہے۔ ماضی قریب کی جن دینی وعلمی شخصیات نے عالمی سطح پر اپنا داعیانہ فکرو کردار ادا کیا ہے، بلاشبہ ان میں سرِ فہرست آپ کی شخصیت تھی۔

● آپ قاضی القضاۃ فی الہند جیسے ایک عظیم اور ذمہ دار منصب پر بھی فائز تھے۔ پورے ہندوستان کے سنی حنفی مسلمانوں کی مسجدوں، مدرسوں، مکتبوں، درگاہوں اور دیگر دینی اداروں کے امورِ قضا اور ان کے ملی، سماجی، خانگی اور عائلی مسائل ومعاملات کے تصفیہ وحل کی اہم ذمہ داریاں آپ کے کندھوں پر تھیں، جن کو آپ نے خوش اسلوبی اور خندہ پیشانی کے ساتھ انجام دیا۔

ماضی قریب کی تاریخ پر اگر نظر دوڑائی جائے تو قاضی القضاۃ کے اس منصبِ جلیلہ پر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ، حضور صدر الشریعہ علامہ امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ، مفتیِ اعظم عالم الشاہ مصطفیٰ رضا خان علیہ الرحمہ اور پھر تاج الشریعہ علیہ الرحمہ اس باوقار عہدے پر فائز رہے ہیں۔ ہندوستان بھر کے مقتدر علما ومشائخِ کرام نے آپ کی جلالت علمی وتبحر فقہی کا حد درجہ اعتراف کرتے ہوئے اپنی اتفاقِ رائے سے آپ کے قاضی القضاۃ فی الہند ہونے پر مہر تصدیق ثبت کی۔

آپ کی فقیہانہ بصیرت اور محققانہ عظمت کی حامل شخصیت کو ہندوستان کے سبھی لوگوں نے قاضی القضاۃ فی الہند مانا اور آپ کے حکم وفیصلے پر سرِ تسلیم خم کیے۔ آپ بہت ہی باریک بینی اور ژرف نگاہی سے کام لیتے تھے، رویت ہلال جیسے حساس مسائل میں، جہاں دیگر اداروں، تنظیموں اور مسجدوں سے عجلت میں اعلانات نشر ہوجاتے اور پھر انہیں بعد میں رجوع کرنا پڑتا لیکن آپ کو کبھی اپنے فیصلے پر رجوع تو بہت دور نظرِ ثانی بھی نہیں کرنی پڑی۔ آپ خصوصاً قضاۃ کے امور ومعاملات میں بہت ہی حساس، محتاط اور بیدار مغز تھے۔ آپ اپنے وصال باکمال تک قاضی القضاۃ کے ایک اہم اور عظیم عہدہ ومنصب پر فائز المرام رہے اور اپنی تمام تر منصبی ذمہ داریوں کو بہ خوبی انجام دیتے رہے۔

● آپ ایک سچے اور حقیقی ترجمانِ مسلکِ اعلیٰ حضرت بھی تھے، جن کی حیاتِ مستعار کا مکمل حصہ مسلکِ اعلیٰ حضرت کی تبلیغ و ترسیل اور بد مذہبوں و بدعقیدوں کے ردِ بلیغ میں صرف ہوا۔ یہ بات ہر کوئی جانتا ہے کہ آج کے اس شرور وفتن کے دور میں جہاں اپنا ایمان بچانا ایک بہت بڑا چیلنج ہے، وہاں آپ نے لاکھوں اور کروڑوں مسلمانوں کو مسلکِ اعلیٰ حضرت سے منسلک کر کے ان کے ایمان وعقیدے کا تحفظ واستحکام فرمایا۔ یقیناً یہ آپ کی مخلصانہ جد وجہد اور مومنانہ جذبہ وحوصلہ کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

آپ نے مسلکِ اعلیٰ حضرت کی تعلیمات و ہدایات اور اس کے قدیم و متوارث عقائد ونظریات کے فروغ و اِستحکام کے لیے اپنا خون جگر تک لگا دیا۔ آپ کی ان ہی سرفروشانہ کوششوں اور محنتوں کا صلہ ہے کہ آج مسلک اعلیٰ حضرت کے پیروکار پوری دنیا میں پائے جاتے ہیں۔ آپ پوری دنیا میں مسلک اعلیٰ حضرت کے ایک حقیقی اور سچے داعی و ترجمان سے بھی جانے جاتے تھے۔

مسلکِ اعلیٰ حضرت کے حوالے سے آپ کی خدمات کا دائرہ بہت ہی وسیع ہے، جنہیں چند صفحات پر سمیٹ پانا قدرے مشکل کام ہے۔

آپ اپنے آپ میں کیا کچھ نہیں تھے، بلکہ آپ علم وفن کی ایک شمع انجمن تھے، جن سے ہر شخص اپنے ظرف اور ضرورت کے مطابق کسبِ ضیا کرتا تھا۔ اسی طرح آپ علم وفضل اور شریعت وطریقت کے ایک عظیم سنگم بھی تھے، جہاں سے علم وعرفان کے چشمے پھوٹتے تھے اور تشنگانِ علم وادب اور سالکانِ راہِ طریقت آپ سے سیرابی حاصل کرتے تھے۔ آپ زندگی بھر اپنے علوم وفنون سے انسانوں کو فائدہ پہنچاتے رہے۔ آپ کو علم سے ایک عشق کی حد تک کا لگاؤ تھا، اسی علم کے عشق وجنون میں آپ نے ”الجامعۃ الرضا“ جیسا دینی وعصری علوم وفنون کا ایک منظم ادارہ قائم فرما کر طلبائے کرام کی ایک ایسی کھیپ تیار کی جو جدید علوم وفنون سے لیس ہو کر مختلف ممالک میں مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج واشاعت کا فریضہ بہ طریقِ احسن انجام دے رہے ہیں۔ فروغ واشاعت علم دین اور مسلکِ اعلیٰ حضرت کے لیے ”الجامعۃ الرضا“ آپ کا

ایک اہم اور عظیم الشان کارنامہ ہے۔

آپ علمی حلقے کے ایک ایسے قدآور اور معتبر شخصیت تھے، جن پر پوری علمی دنیا ناز و فخر کرتی تھی، جن کے چمنستان علم سے ہر کوئی خوشہ چینی کرنا اپنے لیے فخر و سعادت تصور کرتا تھا۔ بالخصوص علم فقہ و حدیث میں آپ نے جو خدمات انجام دیں وہ شاہ کار کا درجہ رکھتی ہیں۔ اور بلا کسی تردد و شبہ کے ان پر وثوق و اعتماد کیا جا سکتا ہے۔ آپ کی ان ہی خدمات عالیہ کو دیکھ کر سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں اور مفتی اعظم علامہ مصطفیٰ رضا خاں علیہما الرحمہ کی یاد تازہ ہو جاتی ہے، جن کے خرمن علم سے آج بھی ایک دنیا مستفیض و مستنیر ہو رہی ہے۔ یقیناً آپ علوم و فنون اور شخصیت کے اعلیٰ کردار و عمل کے لحاظ سے اپنے تمام ہم عصروں میں ممتاز اور یکتائے روزگار شخصیت تھے۔

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ہمیں آپ کے نقوشِ راہ پر چلائے اور آپ کے علوم و فیضان سے مالا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین

حضور تاج الشریعہ: ایک ہمہ جہت شخصیت

از: مولانا شبیر مصباحی، دراس کرگل لداخ

آپ کا نام محمد نسبتاً اسمٰعیل رضا عرفی نام اختر رضا ہے اسی سے مشہور ہیں، اختر آپ کا تخلص اور علمی دنیا میں ازہری کے نام سے مشہور ہوئے۔ عوام الناس کے درمیان ''تاج الشریعہ ازہری میاں'' کے نام سے جانے و پہچانے جاتے تھے۔ والد ماجد سے ناظرہ اور ابتدائی تعلیم حاصل فرمائی اس کے بعد درس نظامی کی تکمیل منظرِ اسلام سے فرمائی۔ دنیاوی علوم فضل الرحمن اسلامیہ انٹر کالج بریلی سے حاصل کیا۔ اپنے والد ماجد کی خواہش اور لوگوں کے اصرار پر آپ ۱۹۶۳ء میں مشہور یونیورسٹی جامعہ ازہر، قاہرہ مصر روانہ ہوئے۔ اپنی خداداد ذہانت سے پوری یونیورسٹی میں اول پوزیشن حاصل کی تو مصر کے صدر کرنل جمال عبدالناصر صاحب نے آپ کو گولڈ میڈل اور بی۔ اے کی سند عطا فرمائی۔ جامعہ ازہر سے فراغت کے بعد منظر اسلام میں مدرس مقرر ہوئے اور ۱۹۷۸ء میں آپ منظر اسلام کے صدر المدرسین کے عہدے سے سرفراز کیے گئے پھر ۱۹۸۱ء میں جب مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کا انتقال ہوا تو آپ کی مصروفیات اور ذمہ داریاں بڑھ گئی اور آپ تدریسی خدمات سے الگ ہو گئے۔

تاج الشریعہ حضور اختر رضا خاں ازہری میاں نہ صرف ہندوستان بلکہ اس پوری دنیا میں ایک منفرد و ہمہ جہت شخصیت کے مالک تھے، کیوں نہ ہو کہ حضرت ہر جہت سے ایک مکمل انجمن تھے۔ حضرت علامہ مولانا محمد یونس رضا مونس اُویسی کے مطابق ''حضرت قرأت عشرہ کے ماہر ہیں تلاوت قرآن مصری لہجے میں لاجواب کرتے ہیں اور کئی زبانوں پر مہارت رکھتے ہیں''۔ عربی

،فارسی ،انگریزی اوراُردو میں تو آپ کے شہ پارے ہیں ۔اس کے علاوہ ہندی ،سنسکرت ،میمنی ،گجراتی ،مراٹھی ،پنجابی ،بنگالی ،تیلگو ،کنڑا ،ملیالم ،بھوجپوری بولتے اورسمجھتے ہیں ۔

’’ایک علمی شخصیت ہونے کے ساتھ ساتھ وہ ملت کی رہنمائی بھی کرتے تھے چاہے وہ شاہ بانو کیس ہو یا کہ تحفظ مسلم پرسنل لا کی تحریک ہوں ،حضورتاج الشریعہ نے پوری مستعدی کے ساتھ قوم کی رہنمائی فرمائی ،آپ کی ہمہ جہت شخصیت کا اندازہ آپ اس بات سے بھی بخوبی لگا سکتے ہیں کہ اتر پردیش کے سابق وزیر اعلیٰ نارائن دت تیواری آپ کو ایم ۔ایل ۔سی بنانے کے لیے کوشاں رہے لیکن آپ نے ان کو منع کر دیا ۔۱۹۸۹ء میں اتر پردیش کے گورنر آپ کے دربار میں حاضر ہوکر آپ کو ایم ۔ایل ۔سی بنانے کی منشا ظاہر کر دی تو حضرت نے پھر منع کیا ۔۱۹۸۹ء میں اتر پردیش کے سابق وزیر اعلیٰ نارائن دت تیواری اور وزیر اعظم راجیو گاندی کے سیاسی صلاح کار مسٹر ایم ۔ایل ،بھوتے نے بابری مسجد کے معاملے میں آپ سے مفاہمت کی کوشش کی لیکن ان مذاکرات میں انہیں مایوسی ملی ۔۱۹۹۵ء کو وزیر اعظم پی وی نرسمہا راؤ کے خصوصی سیکریٹری حضور تاج الشریعہ کی خدمت میں حاضر ہوکر وقت کے وزیر اعظم کی یہ بات کہتے ہیں کہ وزیر اعظم آپ سے ملاقات کے خواہاں ہیں ،چوں کہ نرسمہا راؤ بابری مسجد مسئلے میں ملوث تھا تو حضرت نے اس سے ملاقات کے لیے وقت دینے سے صاف انکار کیا ۔ یہ تو ان کی عظیم شخصیت کی چند مثالیں تھیں کہ کیسے حضرت کو اتنے بڑے بڑے عہدے پیش کیے گئے مگر آپ نے ان کو ٹھکرا دیا ۔

اگر ہم ان کی شخصیت کے دوسرے پہلوؤں پر غور کریں تو ہم محسوس کرتے ہیں کہ آپ یوں ہی ایک ہمہ جہت مقبول ومشہور شخصیت کے مالک نہیں تھے بلکہ آپ کی محنت و دین وملت کی خدمت نے آپ کو بلندیوں کی معراج کرائی ۔ہم دیکھتے ہیں کہ آپ نے اپنی زندگی دین وملت کے نام قربان کر رکھی تھی ۔قوم کی علمی تشنگی بجھانے کے خاطر نہ صرف آپ نے کتابیں لکھیں بلکہ مرکزی دارالافتاء ،مرکزی دارالقضاء ،شرعی کونسل آف انڈیا اور مرکز الدراسات الاسلامیہ جامعۃ الرضا کی شکل میں ملت کو ایسے ادارے فراہم کر گئے ہیں کہ قوم تا قیامت آپ کی ان یادگاروں کو

اپنے نقشۂ خیال سے نہیں مٹا سکتی اور تا قیامت ان اداروں سے آپ کا فیض جاری وساری رہے گا ۔اس کے علاوہ آپ کی سیکڑوں کتب ،وہ ادارے جو ہندوستان و بیرون ہندوستان آپ کی سرپرستی میں چلتے تھے وہ رسائل، مجلّے واخبارات جن کی ادرات یا جو آپ کی سرپرستی میں چلتے تھے،ان کی تفصیل بیان کرنے کے لیے یہ مختصر سا مضمون کافی نہیں ہوسکتا،اس کے لیے دفاتر کے دفاتر مطلوب ہیں۔

آپ کی تقاریر بھی بہت اثر پذیر ہوا کرتی تھی ،جن کا خود ایک سلسلہ ہے اور لوگ بہت دلچسپی سے سنتے تھے اور پسند کرتے تھے ،یہیں وجہ ہے کہ آپ ہمیشہ دین اسلام کی تبلیغ و نشرواشاعت کے سلسلے میں سفر میں ہوتے تھے۔ بیرون ملک بھی آپ کے چاہنے والے والوں کی ایک کثیر تعداد رہتی تھی ،جس کی وجہ آپ ہمیشہ کسی نہ کسی ملک کے سفر میں ضرور ہوتے تھے۔ غرض کہنا یہ ہے کہ یہ مقبولیت یوں نہیں تھی آپ تھے ہی ایسی شخصیت کے مالک۔علم کا معاملہ ہوتو ملک تو ملک تمام سنی مسلم دنیا کے بڑے بڑے جید علماے کرام کے لیے آپ مرجع و ماخذ کی حیثیت رکھتے تھے اور کسی بھی اہم مسئلے میں ملت کے علما حضرات کو آپ کے فیصلے کا انتظار ہوتا تھا اور جو فیصلہ بریلی کی دھرتی سے تاج الشریعہ فرماتے تھے، پھر پوری دینا کے کسی عالم دین یا مفتی وقت کی یہ مجال نہیں ہوتی کہ آپ کے فتوٰی کو رد کرے۔بس ان تمام باتوں کی وجہ سے حضور تاج الشریعہ سنی مسلم دنیا میں از حد مقبول پیشوا تھے وہ لوگوں کے دلوں میں راج کرتے تھے، کیوں نہ ہو کہ ایسا پیشوا اور رہنما قوموں کو صدیوں میں ملتا ہے۔اور ان کی مقبولیت کی ایک جھلک پوری دنیا نے ان کے انتقال پر دیکھی جب ہندوستان کے بریلی شہر میں انسانی نفوس کی سنامی آئی تھی ۔لاکھوں کی تعداد میں لوگ ان کے آخری دیدار کے لیے جمع ہوئے۔تعداد میں اضافے کے باعث حکومت ہند کے سامنے لا اینڈ آرڈر کا مسئلہ درپیش آیا۔اللہ تعالیٰ ہمیں حضور تاج الشریعہ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے ۔ میں یہ چند سطور ان کو خراج عقیدت کے طور پر لکھ رہا ہوں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس حقیر کوشش کو قبول فرمائے اور روزِ قیامت یہ چند سطور میرے لیے باعث رحمت و مغفرت بنیں۔ آمین ثم آمین۔

●●●

حضورتاج الشریعہ:

پندرہویں صدی ہجری کی ایک عبقری شخصیت

از: مولانا محمد خبیر عالم نوری دیناجپوری
استاذ: دارالعلوم ضیائے مصطفیٰ فہیم آباد کالونی کانپور یوپی

”کل نفسٍ ذائقۃ الموت“ قدرت کا یہ ایک ایسا متفقہ فیصلہ ہے، جس سے کسی کو نہ انکار ہے نہ اختلاف۔ یہ ایک ایسا جام ہے جسے ہر ایک کو نوش کرنا ہے، یہ ایک ایسا پل و راستہ ہے، جس پر سے ہر ایک کو گزرنا ہے، اس دنیاے فانی میں جو بھی آیا ہے ایک نہ ایک روز اسے یہاں سے جانا ہی ہے اور یہ آنے جانے کا سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔ مگر اس جہان فانی سے جانے والوں میں کچھ ہستیاں و شخصیتیں بھی ایسی ہیں کہ یہاں سے جانے کے بعد بھی دنیا میں ان کا نام ونشان باقی رہتا ہے۔ اور خلق خدا ان کے تابندہ نقوش پر عمل پیرا ہو کر دارین کی کامیابی وکامرانی سے ہمکنار ہوتی رہتی ہے۔

اولیاے امت میں ان نامور و عظیم ہستیوں میں سے ایک نام حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ کی ذات وشخصیت بھی ہے، جن کی دینی، تبلیغی، علمی، مسلکی ومشربی خدمات کو دنیا کبھی بھولا نہیں پائے گی اور آپ کے اسوہ پر عمل کر کے دونوں جہاں کی سعادتیں حاصل کرتی رہے گی۔

یقیناً عالم اسلام کی عظیم وعبقری شخصیت، فخر ازہر، رہبر راہ شریعت وطریقت، معارف اسرارِ علومِ حقیقت و معرفت، وارث علوم اعلیٰ حضرت، جانشین حضور مفتیِ اعظم عالم، مہمان کعبہ، دنیاے تصوف کے عظیم صوفی، حضور تاج الشریعہ علامہ الحاج الشاہ مفتی محمد اختر رضا خان قادری ازہری رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت ملت اسلامیہ کا عظیم سرمایہ وایک زرین علمی عہد کا خاتمہ اور دنیاے

سنیت کا نا قابل تلافی نقصان وخسارہ ہے۔

آپ کے انتقال پر ملال سے جماعت اہل سنت میں ایک ایسا خلا پیدا ہوا ہے،شاید کہ وہ پر ہو سکے۔حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ مفسر اعظم ہند حضرت علامہ مفتی محمد ابراہیم رضا خان قادری جیلانی میاں کے لخت جگر، سرکار مفتیِ اعظم ہند کے سچے جانشین، حجۃ الاسلام کے مظہر اور امام اہل سنت کے علوم وفنون کے حقیقی وارث تھے۔

آپ کی ولادت با سعادت تیرھویں صدی کے نصف آخر وطن عزیز کے مشہور شہر بریلی شریف محلہ سوداگراں میں ہوئی۔آپ کی زندگی کے ہر ہر لمحات دینی،تبلیغی وعلمی خدمات سے معطر ولبریز ہیں،آپ کی پوری زندگی اسلام وسنیت کے تحفظ و بقا،اصلاحِ امت اور مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج واشاعت میں گزری۔

آپ خاندان اعلیٰ حضرت کے رکن رکین، فرد فرید،مسلک اعلیٰ حضرت کے بے مثال ترجمان ونقیب،فکر امام احمد رضا کے معتبر و موٴقر اور موقع شناس شارِح وعالم دین، اپنے اسلاف کے علمی و روحانی کارناموں کے پاسبان و امین،ملت اسلامیہ کے مخلص اور بے لوث قائد و سر پرست اور جماعت اہل سنت کے میر کارواں تھے۔آپ کی ذات وشخصیت میدانِ علم و عرفاں کے بحر بے کنار، یکتاے زمانہ، عالم ربانی،روحانیت وعرفانیت،تصوّف وطریقت، حقیقت ومعرفت،بصیرت و بصارت،حلم وبردباری، راست گوئی وحق شعاری ،تصلب و استقامت فی الدین کے کوہِ گراں تھی۔

آپ زہد وتقوی، عبادت وریاضیت، حسن اخلاق وکردار اور تواضع انکساری کے اعتبار سے اپنے آپ میں بے نظیر و رواں صدی کے بے مثل بے مثال متقی و پرہیز گار تھے۔آپ کی علمی جلالت وفقہی بصارت وبصیرت کا شہرہ عرب وعجم میں یکساں تھا۔علمِ ظاہر وباطن میں آپ کو کامل عبور حاصل تھا۔علم فقہ کا نقطہ نقطہ آپ کو یاد تھا۔شعر وسخن،حمد باری و نعت گوئی کا علم و ہنر آپ کو وراثت میں ملا تھا۔آپ کی علمی جلالت، فقہی بصارت و اعلی ذہانت کو تسلیم کرتے ہوئے عالم اسلام کی سب سے بڑی یونی ورسٹی جامع ازہر نے آپ

''کوہِ فخر ازہر'' کے ایوارڈ سے نوازا تھا۔عرب و عجم کے علما نے اپنا پیشوا اور وطن عزیز کے جید علما و فقہا نے قاضی القضاۃ فی الہند تسلیم کیا۔آپ کے علمی تبحر کا اعتراف اپنے تو اپنے غیروں نے بھی کیا ہے۔آپ کی دینی، تبلیغی و علمی خدمات سے بہتوں گم گشتہ راہوں کو راہ راست و ہدایت، گمراہوں کو دین حق کی حقانیت و معرفت حاصل ہوئی۔آپ نے سلسلۂ قادریہ کی خوب خوب ترویج و اشاعت کی۔دنیا کے مختلف ممالک میں آپ کے خلفا و مریدین و معتقدین کثیر تعداد میں موجود ہیں۔آپ کی تالیفات و تصنیفات، تحریرات و تقریرات، اِرشادات و ہدایات کے نایاب موتی متفرق زبانوں میں موجود و بکھرے ہوئے ہیں، جن سے ہر خاص و عام استفادہ حاصل کر کے اپنی دنیوی و اخروی زندگی سنوار رہے ہیں اور مستقبل میں بھی سنوارتے و مستفیض ہوتے رہیں گے۔

ایمان و اسلام کا تحفظ، دین و سنیت کی اشاعت، مخلوق خدا کے دلوں میں تقرب الی اللہ و خشیت الٰہی کا جذبہ، صوم و صلوۃ کی پابندی، سنت و شریعت مصطفوی کی بجا آوری، صحابہ و اسلاف کے تابندہ نقوش پر عمل پیروی اور معاصیات و منہیات سے اجتناب کا ذوق و شوق پیدا کرنا، امت مسلمہ کے سینوں سے شمع عشق مصطفوی کو بجھنے اور محبوبین بارگاہ کی غلامی کا پٹہ مسلمانوں کی گردنوں سے اترنے سے بچانا، جہالت و گمراہیت، بدعقیدگی و بدمذہبیت اور صلح کلیت کا سماج و معاشرہ سے خاتمہ کرنا، خانقاہوں کا تحفظ، مقامات مقدسہ و مزاراتِ اولیا کے تقدس کی بقا، مدارس اسلامیہ کا استحکام، تصوّف و طریقت، سنیت و معرفت کے لبادہ میں ہوائے نفس کی تکمیل کرنے والوں کو مذکورہ بالا منازل کی حقیقت سے آگاہی، فکر ملت و اصلاح امت اور مسلمانوں کی عظمت رفتہ کی بازیابی آپ کا مسلک و مشن تھا۔

یہی وجہ ہے کہ سماج و معاشرے میں جب بھی کوئی حکومتی و جماعتی دجالی فتنہ یا غیر شرعی امور نے اپنا منہ کھولا یا جنم لیا تو آپ نے اپنے اسلاف کے نقش قدم پر چلتے ہوئے بلاخوف و خطر اس کا سد باب و اپنی بیزاری کا اعلان کیا اور امت مسلمہ کو اس سے دور و نفور رہنے کا شرعی حکم سنایا۔اور یہی اللہ والوں کی شان و پہچان بھی ہے کہ وہ اپنی جان کی پرواہ کیے بغیر وقت کی ہر فرعونی و طاغوتی

طاقت کا مقابلہ کرتے ہوئے دین اسلام کے خوبصورت چہرے کو مسخ ہونے اور امت مسلمہ کو کفر وارتداد کے دلدل سے بچائے ،سو حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمتہ والرضوان نے اپنی زبان وقلم سے اپنا فرض منصبی کو بخوبی انجام دیا۔

اور اللہ کی عطا سے قیامت تک اپنی روحانی فیضان سے امت مسلمہ کو مالا مال وان کی رہبری ورہنمائی فرماتے رہیں گے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں سرکار تاجِ شریعت کے فیوض وبرکات سے مستفیض اور جماعت اہل سنت کو انکا نعم البدل عطا فرمائے آمین۔

۞۞۞

حضور تاج الشریعہ: نادر روزگار شخصیت

از: مولانا طارق انور مصباحی۔ مدیر ماہنامہ پیغام شریعت (دہلی)

وارث علوم اعلیٰ حضرت، جانشین مفتی اعظم ہند، عالم ربانی، محقق لاثانی حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی اختر رضا خاں ازہری علیہ الرحمۃ والرضوان کا وصال مسلمانان اہل سنت وجماعت کے لیے ایک عظیم خسارہ ہے۔ مستقبل قریب میں اس خلا کے پر ہونے کی امید کم ہی نظر آ رہی ہے۔ عہد حاضر میں بہت سی جہات سے آپ کی شخصیت منفرد ویگانہ اور بے نظیر و بے مثال نظر آتی ہے۔ چند انفرادی حیثیتوں کو ہم نے مندرجہ ذیل سطور میں رقم کرنے کی کوشش کی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں آپ کا بدل عطا فرمائے اور آپ کے درجات بلند فرمائے: آمین ثم آمین

بے مثال علم وفضل:

فقیہ النفس حضرت علامہ مفتی مطیع الرحمن رضوی مضطر پورنوی دام ظلہ العالی تحریر فرماتے ہیں: ''اس وقت سال تو یاد نہیں آ رہا ہے، مگر اچھی طرح یاد ہے کہ جب پہلی بار کیرالہ کے ''جامعۃ الثقافۃ السنیہ'' سے شیخ ابوبکر شافعی مدظلہ اور ''الجامعۃ السعدیہ'' سے شیخ عبد القادر شافعی علیہ الرحمہ بریلی شریف حاضر ہوئے اور رضا مسجد میں نماز ادا کی تو اپنے مذہب کے مطابق رفع یدین کیا، پھر باہر آ کر لوگوں سے دریافت کیا: این الشیخ الازہری؟ (حضرت شیخ ازہری صاحب کہاں تشریف رکھتے ہیں؟) مگر لوگوں نے غیر مقلد سمجھ کر التفات ہی نہیں کیا، لیکن ایک بارہ/ تیرہ سالہ طالب علم حضرت ازہری صاحب علیہ الرحمہ کے دولت کدہ کی بالائی منزل پر قائم ازہری دار الافتاء میں آیا، یہاں اس وقت حضرت علیہ الرحمہ، مولانا یاسین اختر مصباحی اور یہ فقیر علمی مذاکرہ میں مشغول تھے۔ آتے ہی اس طالب علم نے کہا: حضرت!

دو غیر مقلدین آپ سے ملنا چاہتے ہیں، منع کر دوں؟ میں نے اسے ڈانٹنے کے سے انداز میں کہا: تم اجازت لینے آئے ہو، یا حکم سنانے؟ پھر حضرت علیہ الرحمہ سے عرض کیا: حضور! وہ غیر مقلد نہیں، قادیانی ہوں، آپ تو ان سے ملنے نہیں جا رہے ہیں، وہ ملنے آ رہے ہیں، آنے دیں۔ ہوسکتا ہے خدا ان کو ہدایت دے دے! مصباحی صاحب نے بھی میری تائید کی اور حضرت علیہ الرحمہ نے اس طالب علم سے فرمایا: اچھا، آنے دو! اس پر وہ لڑکا واپس گیا اور سفید جبے میں ملبوس، سر پر مخصوص انداز کے عمامے سجائے ہوئے دو اشخاص زینے سے برآمد ہوئے اور ایک ہی سانس میں کہا: السلام علیکم! نحن معكم في تكفير الوهابية مائة في مائة۔ یعنی ہم لوگ وہابیوں کی تکفیر کے سلسلے میں سو فیصد آپ حضرات کے ساتھ ہیں۔ اس سے ہم لوگ سمجھ گئے کہ یہ غیر مقلدین نہیں ہو سکتے۔ ایسا لگتا ہے کہ سنی شافعی ہیں اور سلام کا جواب دیتے ہوئے کھڑے ہو گئے، اور اہلا وسہلا کہہ کر مصافحہ و معانقہ کیے، پھر حضرت علیہ الرحمہ نے انٹرکام سے گھر میں اطلاع دے کر بہت ہی پر تکلف ناشتہ اور چائے منگوائے۔

اس وقت وہ حضرات اردو بالکل نہیں بول پاتے تھے، بلکہ صحیح طور پر سمجھ بھی نہیں پا رہے تھے، اسی لیے عربی میں گفتگو شروع ہوئی۔ ہر چند کہ شافعی حضرات کو حدیث وتفسیر سے شغف زیادہ ہوتا ہے، مگر ہم نے دیکھا کہ کسی بھی موضوع پر وہ حضرات اگر دو یا تین حدیثیں پیش کرتے تو حضرت علیہ الرحمہ اسی عنوان پر پانچ چھ حدیثیں کتابوں کے حوالوں کے ساتھ پیش فرما دیتے۔ وہ حضرات اگر کوئی آیت تلاوت کرتے اور اس کی تفسیر میں ایک یا دو کتابوں کی عبارتیں پڑھتے تو حضرت علیہ الرحمہ چار پانچ تفسیروں کی عبارتیں سنا دیتے۔ جس سے ان حضرات کے ساتھ میں اور مصباحی صاحب بھی استعجاب وحیرت کے ساتھ حضرت علیہ الرحمہ کا منھ تکنے لگے اور دل اس اعتراف پر مجبور ہوا کہ یہ دراصل امام احمد رضا، حجۃ الاسلام اور حضور مفتی اعظم علیہم الرحمۃ والرضوان کے فیضان علمی کا ثمرہ ہے"۔

تقویٰ واتباع شریعت:

مناظر اہل سنت فقیہ النفس حضرت علامہ مفتی مطیع الرحمن رضوی مضطر پورنوی دام ظلہ العالی

تحریر فرماتے ہیں:

''۱۹۷۸ء کی بات ہے جب حضور مفتی اعظم نے بہار کے ضلع پورنیہ کا آخری سفر فرمایا۔ اس سفر میں ہم خواجہ تاشان رضویت کی استدعا پر حضرت تاج الشریعہ کو بھی ہمراہ ہونا تھا، پھر بھی خدمت کے لیے مولانا خواجہ مقبول احمد رضوی مرحوم ومغفور کو تاریخ مقررہ سے پانچ چھ دن پہلے ہی بریلی شریف بھیج دیا گیا، مگر حضور مفتی اعظم کا پروگرام کلکتہ ہوتے ہوئے کشن گنج (جو اس وقت پورنیہ ضلع کا سب ڈویزن تھا) پہنچنے کا ہو گیا۔ مولانا مقبول صاحب تو حضور مفتی اعظم کے ہمراہ ہو گئے اور تاج الشریعہ نے طے کیا کہ وہ تاریخ مقررہ کی صبح براہ راست گوہاٹی میل سے کشن گنج پہنچیں گے۔ جب مقررہ تاریخ آئی تو استقبال کے لیے سینکڑوں علما وعوام کشن گنج پہنچ گئے۔ حضور مفتی اعظم کی تشریف آوری تو کلکتہ سے صبح پہنچنے والی ٹرین سے ہوگئی، مگر گوہاٹی میل سے تاج الشریعہ نہیں پہنچے۔ ٹرین کے کچھ مسافروں نے استقبال کے لیے پہنچنے والوں کا ہجوم دیکھ کر وجہ دریافت کی تو ان کو بتایا گیا کہ اسی ٹرین سے ہمارے ایک بزرگ تشریف لانے والے تھے، مگر وہ نظر نہیں آرہے ہیں تو انہوں نے بتایا کہ سورج ڈوبنے کے قریب ہو رہا تھا کہ ٹرین مظفر پور پہنچی تھی اور حلیہ بتا کر کہا کہ اس شکل وصورت کے ایک صاحب بڑی بے تابی سے اتر کر نماز پڑھنے لگ گئے تھے۔ ٹرین روانہ ہونے لگی تو بھی وہ صاحب نماز ہی پڑھتے رہے۔ بالآخر ٹرین روانہ ہوگئی اور وہ وہیں رہ گئے۔ اگر آپ لوگ ان ہی کو لینے آئے ہیں تو یہ ہے ان کا سامان، اتار لیجئے! ہم لوگوں نے سامان اتار لیا اور حضرت تاج الشریعہ کئی ٹرینیں بدلتے ہوئے شام کو پہنچ سکے''۔

اتباع شرع اور احتیاط فی الدین کا ایک واقعہ اس وقت پیش آیا جب آپ افریقہ میں زیر علاج تھے اور آپ کی آنکھ کا آپریشن ہونا تھا۔ ڈاکٹر نے کہا کہ اس کے لیے آپ کو بے ہوشی کا انجکشن لگوانا ہوگا، ورنہ آپ کو کافی تکلیف ہوگی، لیکن حضرت نے صاف انکار فرمادیا اور ارشاد فرمایا: چونکہ اس میں اسپرٹ کی آمیزش ہے، اس لیے میں اس کو استعمال نہیں کروں گا اور آپ نے ایسے ہی آپریشن کا حکم دے دیا۔ تقریباً بیس منٹ تک آپریشن چلتا رہا اور آپ پرسکون رہے۔ ذرہ برابر بھی حرکت نہیں فرمائی۔ ڈاکٹر یہ دیکھ کر حیران تھے۔ موجودہ لوگوں کا بیان ہے کہ

آپریشن کے درمیان آپ کی انگلیوں میں مثل تسبیح پڑھنے کے حرکت ہورہی تھی اورآپ کے لب جنبش کررہے تھے۔ایسا معلوم ہورہاتھا آپ کچھ کلمات کا ورد فرمارہے ہیں۔

مختلف زبانوں میں تحریروتقریر:

آپ متعدد زبانوں میں تحریر وتقریر میں کامل مہارت رکھتے تھے۔استاذ رفیع الدرجات محدث کبیر حضرت علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری (گھوسی) دام ظلہ القوی تحریر فرماتے ہیں:''اللہ تعالیٰ نے آپ کوکئی زبانوں پر ملکہ خاص عطا فرمایا ہے۔زبان اردوتوآپ کی گھریلو زبان ہے اورعربی آپ کی مذہبی زبان ہے۔ان دونوں زبانوں میں آپ کو خصوصی ملکہ حاصل ہے۔جس پر آپ کی اردواور عربی نعتیہ شاعری شاہد عدل ہیں۔آپ کے برجستہ اورفی البدیہ نعتیہ اشعار فصاحت وبلاغت، حسن ترتیب اور نعت تخیل میں کسی کہنہ مشق استاد کے اشعار سے کم درجہ نہیں ہوتے۔

عربی کے قدیم وجدید اسلوب پرآپ کو ملکہ راسخ حاصل ہے۔آپ کی خطابت وشاعری اوراردوترجمہ نگاری کسی پختہ کار عربی ادیب کے ادبی کارناموں پر بھاری نظرآتی ہے۔جامعہ ازہر کے دورتحصیل میں جب آپ کا عربی کلام ازہر کے شیوخ سنتے تو کلام کی سلاست ونزاکت اورحسن ترتیب پرجھوم اٹھتے، اورکہتے تھے کہ یہ کلام کسی غیرعربی کا محسوس ہی نہیں ہوتا۔یہ واقعہ میرے سامنے ہی کا ہے کہ زمبابوے میں ایک مصری شیخ نے آپ کے حمدیہ اشعار سنے تو بہت محظوظ ہوئے اوراس کی نقل کی فرمائش بھی کرڈالی۔

میں نے انگلینڈ، امریکہ، ساؤتھ افریقہ، زمبابوے وغیرہ میں برجستہ انگریزی زبان میں تقریروو عظ کرتے دیکھاہے، اوروہاں کے تعلیم یافتہ لوگوں سے آپ کی تعریفیں سنی ہیں اور یہ بھی ان سے سنا کہ حضرت کوانگریزی زبان کے کلاسیکی اسلوب پر عبورحاصل ہے''۔

(تجلیات تاج الشریعہ:ص ۷۴-رضااکیڈمی ممبئی)

مولانا شہاب الدین رضوی نے لکھا:''تاج الشریعہ کواللہ تعالیٰ نے کئی زبانوں پر مکمل دسترس عطافرمائی ہے۔عربی، فارسی اوراردو میں جہاں بہترین ادیب نظرآتے ہیں تو وہیں

دوسری طرف انگریزی زبان پر بھی آپ کو مکمل عبور حاصل ہے۔آپ نے اسلامیہ انٹر کالج بریلی میں معمولی ہندی اور انگریزی پڑھی تھی ،مگر خداداد ذہانت وفطانت کی وجہ سے آپ نے انگریزی میں بھی کمال حاصل کیا۔ساؤتھ افریقہ، ملاوی، زمبابوے، ہرارے، موریشس، جرمن ،فرانس ، ہالینڈ، انگلینڈ، امریکہ، کناڈا وغیرہ وغیرہ ممالک کی بین الاقوامی کانفرنس میں انگریزی میں خطاب فرماتے ہیں۔انگریزی میں آپ نے سیکڑوں فتاویٰ تحریر فرمائے ہیں۔حضرت نے انگریزی میں سب سے پہلا فتویٰ 07: محرم الحرام ۱۴۱۲ھ/ 20: جولائی ۱۹۹۱ء کو الحاج ہارون تار رضوی (لیڈی اسمتھ: ساؤتھ افریقہ) کے استفتا کے جواب میں تحریر فرمایا جو دارالاسلام اور دارالحرب میں مسلم وذمی کافر سے متعلق ہے۔ انگریزی فتوے کے دو مجموعے ڈربن (ساؤتھ) سے شائع ہو چکے ہیں‘‘۔

(حیات تاج الشریعہ:ص ۷۸)

نماز جنازہ میں کثرت تعداد:

22: جولائی ۲۰۱۸ء کو نماز جنازہ ادا کی گئی۔نماز جنازہ میں شرکت کے لیے بے شمار ممالک سے علما و خواص وعوام مرکز اہل سنت بریلی شریف حاضر ہوئے۔ ہندوستان کی تمام ریاستوں سے کثیر تعداد میں مسلمانان اہل سنت شریک جنازہ ہوئے۔نماز جنازہ میں شرکت کرنے والوں کی تعداد کتنی تھی ؟اس کا صحیح اندازہ نہیں لگایا جاسکا۔شہر بریلی انسانوں سے بھر چکا تھا۔سڑکوں پر،گلیوں میں ہر جگہ آمد ورفت میں سخت مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا۔تجربہ کار رپورٹروں کو اتنا موقع نہ مل سکا کہ وہ گھوم پھر کر تعداد کا صحیح اندازہ لگاسکیں۔باشندگان بریلی نے یہ بیان دیا کہ انسانوں کا اتنا بڑا قافلہ بریلی شریف میں کبھی نہیں اترا تھا۔نماز جنازہ میں اتنی کثیر تعداد شریک ہوئی کہ ہندوستان کی تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی ۔نماز جنازہ میں شرکا کی کثرت تعداد بھی حقانیت وصداقت اور قبولیت عامہ کی واضح دلیل ہے۔

جمال الدین مزی(۶۵۴ھ-۷۴۲ھ)نے لکھا:}عن عبد اللّٰہ بن احمد بن حنبل یَقُوْلُ،سمعت ابی یقول:قُوْلُوْا لِاَهْلِ الْبِدَعِ:بَیْنَنَا وَبَیْنَکُمْ یَوْمَ الْجَنَائِزِ،قال ابو عبد الرحمٰن

علٰی اثر ھذہ الحکایۃ انہ حزر الحزارون المصلین علٰی جنازۃ احمد فبلغ العدد بحزرھم الف الف وسبع مائۃ الف سوی الذین فی السفن}

(تھذیب الکمال فی اسماء الرجال ج ۱ ص ۴۶۷-مؤسسۃ الرسالۃ : بیروت)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے سنا کہ اہل بدعت کو کہو کہ ہمارے اور تمہارے درمیان جنازہ کا دن (فیصلہ کن) ہے۔ابوعبدالرحمن سلمی نے اس روایت کے بعد فرمایا کہ اندازہ لگانے والوں نے امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نماز جنازہ پڑھنے والوں کا اندازہ کیا تو تعداد سترہ لاکھ (17,00000) تک پہنچ گئی ، ان لوگوں کے علاوہ جو (پانی میں) کشتیوں میں تھے۔

پندرہویں صدی کے مجدد کون؟

انتالیس کا عدد بھی بہت عجب رنگ دکھلا رہا ہے۔تیرہویں صدی ہجری کے مجدد حضرت علامہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (۱۱۵۹ھ-۱۲۳۹ھ) تیرہویں صدی کے انتالیسویں سال میں 07: شوال المکرم (۱۲۳۹ھ) کو واصل الی اللہ ہوئے۔چودھویں صدی کے مجدد امام اہل سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری (۱۲۷۲ھ-۱۳۳۹ھ) کی وفات چودہویں صدی کے انتالیسویں سال میں 25: صفر المظفر (۱۳۳۹ھ) میں ہوئی۔حضور تاج الشریعہ علامہ ازہری (۱۳۶۱ھ-۱۴۳۹ھ-۱۹۴۲ء-۲۰۱۸ء) کا وصال پندرہویں صدی کے انتالیسویں سال میں 07: ذی قعدہ (۱۴۳۹ھ) کو ہوئی۔اول الذکر دونوں بزرگوں کو ساری دنیا مجدد تسلیم کرتی ہے۔

حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان (۱۸۹۲ء-۱۹۸۱ء) کو پندرہویں صدی کا مجدد کہا گیا ہے۔حضور تاج الشریعہ نے اپنے عہد میں مذہب اسلام کی شاندار خدمات انجام دی ہیں ، اس لیے مجددین کی فہرست میں ممدوح گرامی کی شمولیت قابل تسلیم ہونی چاہئے۔راقم الحروف نے اپنے رسالہ ’’منصفانہ جائزہ‘‘ (مطبوعہ: مئی ۲۰۱۴ء) میں لکھا:

’’حضرت تاج الشریعہ دامت برکاتہم العالیہ علمائے ہند میں سرتاج فقہائے احناف ، عربی زبان کے ماہر مترجم وانشا پرداز، جزئیات فقہیہ و اصول وقواعد فقہیہ میں وسیع

الادراک، عربی نظم نویس ونثر نگار، فنون ادبیہ میں حجۃ الاسلام کی یادگار، علوم حدیث میں رفیع المرتبت، انگریزی زبان میں مہارت اور تادیر خطاب کی قدرت، مرجع الافاضل، خیر الاماثل، اتباع سنت وزہد واتقا میں بے نظیر یعنی مفتی اعظم ہند کی زندہ تصویر، متصلب سنی، دنیا سے بے نیاز، بلاخوف وخطر حق گوئی ان کا نشان امتیاز، اتباع اسلاف میں یکتائے زمانہ، حزم واحتیاط میں منفرد ویگانہ، ان کے اقوال نفسیات کی پیداوار نہیں، بلکہ مبنی بر حقائق واخبار، شریعت وطریقت کے مجمع البحرین، مرجع الطرفین وسید الحزبین، بعض فتاویٰ سے رجوع بطیب خاطر، یہ حق پسندی کی دلیل ظاہر، دوصدیوں میں علوم شرعیہ کے خادم وناشر، بالیقین ثم بالیقین مجدد صدی حاضر: واللہ تعالیٰ اعلم"۔ (تحریک دعوت اسلامی کا منصفانہ جائزہ: ص ۱۹-مخدوم فقیہ اسماعیل سکری اکیڈمی بھٹکل)

میں نے دوسرے رسالہ میں لکھا: "یہ علماوامرا کا خانوادہ ہے۔امام اہل سنت کے آباواجداد بھی عالم تھے، اوران کے فرزندان واحفاد واسباط میں بھی بہت سے جلیل القدر علما ہوئے۔مجدد موصوف کے صاحبزادگان حجۃ الاسلام حضرت مولانا حامد رضا خاں (۱۲۹۲ھ-۱۳۶۲ھ) ومفتی اعظم ہند حضرت مولانا مصطفٰے رضا خاں (۱۸۹۲ء-۱۹۸۱ء) اپنے عہد میں مرجع خلائق تھے۔عہد حاضر میں مجدد ممدوح کے احفاد میں سے تاج الشریعہ علامہ اختر رضا خاں ازہری دام ظلہ العالی علم وفضل اورزہد وورع میں فائق الاقران ہیں۔ان کے علم وفضل کا شہرہ اوردینی خدمات کا غلغلہ ہر چہار جانب ہے۔ان کی حق گوئی وحق شناسی نشان منصب تجدید ہے۔ان کی قبولیت ومحبت اورشہرت وعظمت قابل دید ہے۔موصوف جہاں کہیں جلوہ افروز ہوئے ہیں، تاحدنگاہ پروانوں کا ایک طویل وعریض مجمع لگ گیا ہے۔اس گھرانے کا ہرایک فرد بے نظیر وبے مثال ہے۔

ایں سلسلہ ازطلائے ناب است
ایں خانہ ہمہ آفتاب است

(خواجہ باقی باللہ نقشبندی دہلوی)

(امام احمد رضا کے پانچ سو باسٹھ علوم وفنون ص ٦٦)

کیا حضور تاج الشریعہ علامہ از ہری علیہ الرحمۃ والرضوان پندرہویں صدی کے مجدد ہیں؟ علمائے کرام کی تحریروں میں جواب تلاش کیا جائے۔ ہم نے اپنا نظریہ پیش کر دیا ہے۔ حضور تاج الشریعہ قدس سرہ العزیز کی خدمات دینیہ اور ان کے ذاتی اوصاف وکمالات ہمارے نظریہ کی تائید کرتے نظر آتے ہیں: واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب

❁❁❁

حضرت تاج الشریعہ کی تقویٰ شعار زندگی

از: مفتی عبدالحلیم صاحب دامت برکاتہم العالیہ (ناگپور)

بر صغیر میں ہند و پاک میں اسلام کی سربلندی اور اس کی ترویج و اشاعت صوفیاے کرام ہی کی مرہون منت ہے، جنہوں نے علم وعمل اور رشد وہدایت کے انوار سے ایک جہان کو منور کیا اور ہزاروں ہزار گم گشتگان راہ کو راہ راست سے ہمکنار کیا، تشنگان علم و معرفت کو اپنے علمی اور روحانی جام سے شاد کام کیا۔ جن کی آفاقی تعلیمات و روحانی اور اخلاقی عظمت نے جوق در جوق لوگوں کو دامن اسلام میں پناہ لینے پر مجبور کر دیا، جن کی دینی، علمی، فکری، روحانی و اصلاحی خدمات کو آب زر سے لکھا جائے تب بھی ان کی شخصیت کا حق کما حقہ ادا نہ ہو پائے گا۔

وہ ایسے پاکیزہ خصلت انسان ہوتے ہیں، جن کے قلب واذان پر روز اول ہی سے ماحول وعوامل اثر انداز نہیں ہوتے، وہ ہر حال میں اپنی حیات کو ہر قسم کی آلودگیوں اور ناشائستہ حرکتوں سے پاک وصاف رکھتے ہیں۔ وہ سماج میں اتنے ارفع و اعلیٰ مقام پر فائز ہوتے ہیں کہ معاشرے اور سوسائٹی میں کتنی ہی بدکاریاں پھیل جائیں لیکن ان کا مقدس دامن ان آلودگیوں سے داغ دار نہیں ہوتا، ان کا ذہن ان بری باتوں کو قبول نہیں کرتا بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ غلط باتوں سے وہ اپنے آپ کو اتنے دور رکھتے ہیں کہ دلائل و براہین کے ذریعے کوئی ان کو کتنا ہی مطمئن کرنے کی کوشش کرے یا اپنی چرب زبانی سے ان پر اثر ڈالنا چاہے تو اس کو اس میں محرومی کے سوا کچھ ہاتھ نہیں آتا، وہ ایسی باتوں سے اجتناب کرتے ہیں جو جو نسل انسانی میں نفرت و عداوت، نفاق و دشمنی کا بیج بوتی ہیں، اور آپس میں منافرت کی آگ بھڑکاتی

ہیں، کیوں کہ وہ عوام الناس کی اصلاح کی خدمات انجام دینے میں فرحت وانبساط محسوس کرتے ہیں۔ایسے ہی نیک طنیت ، پاکیزہ خصلت اور مقدس نفوس میں امام اہل سنت،محب آل رسول ،مجدد دین وملت، پروانۂ شمع رسالت حضرت علامہ ومولانا الشاہ امام احمد رضاخان بریلوی قادری برکاتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سچے وارثوں میں ، جانشین حضور مفتی اعظم ہند حضرت علامہ ومولانا مفتی محمد اختر رضاخان ازہری معروف بہ حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی ذات ستودہ صفات بھی ہے۔حضورتاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضاخاں ازہری علیہ الرحمہ سے ہماری ملاقات اس وقت ہوئی ، جب حضرت اسکول میں پڑھتے تھے، جب کبھی بریلی شریف ان کے گھر مفسر اعظم ہند استاذ محترم حضرت علامہ ابراہیم رضاخاں قادری رحمۃ اللہ علیہ سے ملنے جاتا،دروازے پر دستک دیتاتو ازہری میاں ۳؍سوال کرتے۔

ا۔کون ہو؟

۲۔کہاں سے آئے ہو؟

۳۔کیوں آئے ہو؟

جب ہم ان سوالوں کے تشفی بخش جواب دے دیتے تو دروازہ کھول جاتا اور ہم اپنی ضرورت کے مطابق وہاں رکتے اور استاذ گرامی حضرت علامہ ابراہیم رضاخاں صاحب قبلہ علیہ الرحمہ کی برکتوں سے اپنے قلب کومنور ومجلی کرنے کی سعی کرتے اور اجازت طلب کرکے واپس چلے آتے۔

حضورتاج الشریعہ درس نظامی کی تعلیم کے لیے منظر اسلام تشریف لائے اور اللہ تعالی کے اور اس کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضل وکرم سے اساتذہ سے پڑھتے یہاں تک کہ خود مسند تدریس پر فائز ہوئے۔حضورتاج الشریعہ نے بریلی میں صرف دواستاذ سے پڑھا۔

ا۔ بحرالعلوم حضرت علامہ مفتی افضل حسین مونگیری علیہ الرحمہ

۲۔ حضور حافظ جہاں گیر صاحب قبلہ

پھراس کے بعد جامعہ ازہر مصر چلے گئے۔دنیا نے دیکھا کہ آپ سرکار اعلیٰ حضرت

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عکس جلیل تھے اور مفتی اعظم ہند کے بالکل آئینہ تھے، حضور مفتی اعظم ہند کا تقویٰ دنیا میں مشہور ہے۔ یہاں تک کہ اپنے نہیں بلکہ غیر بھی آپ کے تقویٰ کے قائل ہیں۔ عبدالرحیم رائے پوری، جو تبلیغی جماعت کا امیر تھا، کہتا تھا: ''ایسا متقی میں نے دنیا میں کسی کو نہیں دیکھا، انھوں نے آج تک کسی غیر محرم کو بھی نہیں دیکھا۔'' حضور تاج الشریعہ بالکل اپنے نانا جان کے آئینہ تھے، مفتی اعظم ہند کے تقویٰ کو دیکھنا ہو تو حضور ازہری میاں کو دیکھ لو، مفتی اعظم ہند کی زندگی دیکھنی ہو تو انھیں دیکھ لو، حضور ازہری میاں کی زندگی دیکھنے کے بعد مفتی اعظم ہند کی یاد تازہ ہو جاتی ہے اور مفتی اعظم کا تقویٰ غیر نے بھی قبول کیا اور حضور ازہری میاں کے تقویٰ کی مثال اور ان کی زندگی کیسی تھی اس کا بخوبی اندازہ آپ حضرت کے تعلیمی دور کے واقعہ سے لگا سکتے ہیں۔

حضور ازہری میاں اس وقت نوجوان اور عالم شباب میں تھے، حضرت اور مولانا شمیم ازہری دونوں ازہر میں ساتھ رہے، ایک ساتھ تعلیم حاصل کی۔ مولانا شمیم ازہری فرماتے ہیں کہ: ''مصر میں جشن جمہوریہ منایا جا رہا تھا اور وہاں کا طریقہ یہ تھا کہ ازہر کے تمام طلبہ لائن میں کھڑے ہوتے اور مصر کی حکومت کا ایک نمائندہ ان سے ہاتھ ملاتا اور طلبہ اس کو مبارک باد دیتے'' تاج الشریعہ اور علامہ شمیم ازہری بھی لائن میں تھے اور اس وقت جو ملک کا نمائندہ بن کر آیا تھا، وہ ایک خاتون تھی اور وہ لائن میں کھڑے تمام طلبہ سے یکے بعد دیگرے ہاتھ ملا رہی تھی، جب وہ میرے (مولانا شمیم ازہری کے) پاس پہنچی تو میں (مولانا شمیم) حضرت کو ترچھی نگاہوں سے دیکھ رہے تھے اور پھر میں (مولانا شمیم) نے اس خاتون سے ہاتھ ملایا اور اس کے بعد خاتون تاج الشریعہ کے قریب آئی تو حضور تاج الشریعہ پیچھے ہٹ گئے اور ہاتھ نہیں ملایا۔

علامہ شمیم کا کہنا ہے کہ: ''حضرت نے مجھ سے بات کرنا بند کر دی، یہاں تک کہ سلام کا جواب بھی نہیں دیتے اور ایسے ہی کئی دن گزر گئے، میں گھبرایا کہ امام اہل سنت اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ کی یادگار مجھ سے ناراض ہیں، لہذا میں حضرت کے قدموں میں گر کے رونے لگا، تو حضرت نے اپنا دست شفقت میرے سر پر پھیرا اور کہا کہ شمیم صاحب! میں تم سے اپنی ذات کے لیے ناراض

نہیں ہوا، بلکہ اللہ ورسول جل جلالہ وصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضا وخوشنودی کے لیے ناراض ہوا تھا، کیوں کہ وہ خاتون جس سے تم نے ہاتھ ملایا تھا وہ تمہاری محرم نہیں تھی بلکہ وہ تمہارے لیے غیر محرم تھی اور تم نے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں دے دیا؟''اس طرح انھوں نے ازہری میاں کے سامنے توبہ کی اور معافی مانگی تو حضرت نے انہیں معاف کر دیا۔

آپ خیال کریں کہ جب جوانی کی عمر تھی اور عالم شباب تھا اور آپ طالب علم تھے، عموماً طالب علم کی زندگی ان باتوں کا خیال نہیں رکھتی مگر اس وقت بھی آپ شریعت مطہرہ کے کیسے پابند تھے۔ اللہ اللہ! ہم نے انھیں بہت قریب سے دیکھا ہے، آج دنیائے سنیت ان کا سوگ منا رہی ہے، کوئی جیتا ہے تو اپنے لیے اور اپنے گھر والوں کے لیے جیتا ہے جب وہ مرتا ہے تو پورا خاندان سوگ مناتا ہے اور کوئی جیتا ہے تو اپنے شہر و ملک کے لیے اور جب وہ مرتا ہے تو سارا شہر و ملک سوگ وار ہوتا ہے، مگر حضور ازہری میاں کا جینا اللہ جل جلالہ و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے تھا، آج ان کی رحلت پر پوری دنیا رو رہی ہے، ایک عالم اپنے لیے نہیں جیتا ہے بلکہ وہ ساری زندگی قوم کے حوالے کر دیتا ہے، ایک عالم ربانی پوری قوم کے لیے جیتا ہے وہ مسلک وملت کے لیے جیتا ہے جیسا کہ کہا گیا ہے: ''موت العالم موت العالم'' ''یعنی ایک عالم کی موت ایک عالَم''۔ یعنی ایک جہان کی موت ہوتی ہے، اس لیے کہ وہ ایک اپنے لیے نہیں جیتا بلکہ وہ ساری قوم کے لیے جیتا ہے۔ علامہ ازہری میاں علیہ الرحمہ کی زندگی مذکورہ بالا قول کی مصداق ہے کہ آپ کا جینا دین متین کی سربلندی کے لیے تھا۔ اسی وجہ سے ساری قوم کی آنکھیں حضور تاج الشریعہ کے وصال پر اشک بار تھیں، تاج الشریعہ اپنے لیے نہیں بلکہ قوم کے لیے، مسلک کے لیے اور ملت کے لیے جی رہے تھے، اسی وجہ سے ساری دنیا سوگ وار ہے۔

اللہ تعالیٰ حضور تاج الشریعہ کی قبر پر انوار وتجلیات اور رحمتوں کی بارش کا نزول فرمائے۔

آمین ثم آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

❁❁❁

حضور تاج الشریعہ کا تقویٰ اور تصلب فی الدین

از: حافظ ہاشم قادری صدیقی مصباحی، جمشید پور، جھارکھنڈ

رب ذوالجلال والاکرام کا فرمان عالیشان ہے:

فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ۔ (القرآن، سورہ آل عمران 3، آیت 31)

ترجمہ: تم میرے فرمابردار بن جاؤ اللہ تمھیں دوست رکھے گا۔ اس آیت کریمہ نے فیصلہ کر دیا کہ جو شخص اللہ سے محبت کا دعویٰ کرے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع کرے۔ اس کے اعمال، افعال اور عقائد، فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق نہ ہوں، طریقہ نبوی پر کاربند نہ ہوں تو وہ جھوٹا ہے۔ حدیث پاک میں ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

''جو شخص کوئی ایسا عمل کرے جس پر ہمارا حکم نہ ہو وہ مردود ہے''۔ اسی لیے ارشاد نبوی ہے کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھنے کے دعوے میں سچے ہو تو میری سنتوں پر عمل کرو، اس وقت تمہاری چاہت سے زیادہ اللہ تمھیں دے گا، یعنی وہ خود تمھارا چاہنے والا ہو جائے گا۔ صوفیاے کرام فرماتے ہیں کہ تیرا چاہنا کوئی چیز نہیں لطف (مزہ) اس وقت ہے کہ اللہ تجھے چاہنے لگ جائے۔

عالم اسلام کی عبقری شخصیت قاضی القضاۃ فی الھند، شہزادۂ حضور مفسر اعظم حضرت مولانا محمد ابراہیم رضا خان عرف جیلانی میاں وجانشین حضرت مولانا مصطفیٰ رضا خان عرف مفتی اعظم ہند، حضور علامہ مفتی ازہری میاں المعروف بہ تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان کی اللہ کی بارگاہ میں مقبولیت کی یہ دلیل ہے کہ آپ کی نماز جنازہ میں بے شمار لوگ حاضر ہوئے، بیرون ملک وعالم اسلام کی عبقری (کارہائے نمایہ سرانجام دینے والا) شخصیتیں تشریف لائیں اور ہندوستان کی ہر خانقاہ جیسے مارہرہ مطہرہ شریف، کچھوچھہ شریف، بدایوں شریف، امجھر شریف، بلگرام

شریف ،کالپی شریف، خانقاہ عالیہ چشتیہ معینیہ اوراجمیر معلیٰ شریف وغیرہ سے بزرگ، جید علما، مبلغ، مفکراورسجادہ نشین حضرات بھی شریک ہوئے۔صدق دل سے سوچیں تو یہ آپ کی کرامت بھی مانی جاسکتی ہے کہ آپ نے اپنے وصال پر سبھی کوایک پلیٹ فارم پر جمع کر دیا۔اللہ والوں کو من جانب اللہ مقبولیت ملتی ہے اور یہ مقبولیت ان کی ولایت ومحبوبیت کی دلیل ہے۔حضور تاج الشریعہ،اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان اور مفتی اعظم ہند سیدی مصطفیٰ رضا خاں علیھما الرحمہ کے علوم کے سچے وارث وامین اوران کے جانشین تھے۔آپ صحیح معنوں میں نائب رسول اوروارث انبیا تھے۔علم قرآن، علم حدیث، علم فقہ، اور دیگر علوم وفنون میں تبحر اورکئی زبانوں کے ماہر تھے۔عربی، فارسی، اورانگریزی زبان لکھنے اور بولنے میں کافی دسترس رکھتے تھے۔وہ علم شریعت اورعلم طریقت کے سنگم تھے۔اسی لیے شریعت پر چلنے والے بھی آپ کے شیدائی ہیں اورطریقت کواپنانے والے بھی آپ کے فدائی ہیں۔اس کی واضح دلیل ہے کہ پوری دنیا میں آپ کے مریدین کی تعداد لگ بھگ کروڑوں تک ہے ۔ 22/جولائی 2018 کو بریلی شریف میں آپ کی نماز جنازہ پڑھنے کے لیے لاکھوں لاکھ مسلمانوں کا اکٹھا ہونا اور پوری دنیا میں آپ کے ایصال ثواب کے لیے،مجالسِ دعا منعقد ہونا ،آپ کے پیر طریقت، رہبر شریعت، ولیٔ کامل اورقطب عالم ہونے کی دلیل ہے۔آپ کی رحلت بلا شبہ عالم اسلام کے لیے بہت بڑا سانحہ ہے(بہر حال موت تو برحق ہے) آپ کی وفات سے (ناچیز راقم)اور پورا عالم اسلام سوگ وار ورنج وغم میں ہے۔ایسے ہی موقع کے لیے فرمایا گیا ہے:’’موت العالِم موت العالَم‘‘یعنی عالم کی موت ایک عالم (دنیا) کی موت ہے یہ زبردست خلا ہے۔اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ یہ خلا کیسے اور کب پر ہوگا۔

’’تفقہ فی الدین‘‘میں حضور تاج الشریعہ کی جولانیاں دیکھنا ہوتوآپ کے فتاویٰ کوملاحظہ فرمائیں،آپ کی کتابوں کا مطالعہ فرمائیں 1 ٹائی کا مسئلہ، 2 آثارقیامت،3 تین طلاقوں کا شرعی حکم مسئلہ وغیرہ وغیرہ۔بلا شبہ اللہ رب العزت کی عطا سے ہی یہ دولت آپ کوملی تھی۔تفقہ فی الدین ایک ایسا اثاثہ ہے کہ اس جوہر کو ہر دل کی تجوری میں مقفل نہیں کیا جاتا۔اورنہ ہی اس کا

رشتہ کسب وحصول کے تانے بانے سے جڑا ہے۔تفقہ فی الدین کا تعلق مشیت ایزدی سے وابستہ ہے،جیسا کہ حدیث پاک میں ہے کہ:

مَنْ یُرِدِاللّٰہُ بِہٖ خَیْرًایُفَقِّھْہُ فِی الدِّیْن۔ ترجمہ:اللہ تعالیٰ اپنے جس بندے پر احسان اور بھلائی کرنا چاہتا ہے،اسے تفقہ فی الدین کے گوہر سے مالا مال فرماتا ہے(بخاری شریف،حدیث 71،مسلم 1037)

آپ کی کتاب حضرت ابراہیم کے والد تارخ یا آزر۔اور ٹائی کا مسئلہ اہل علم ضرور مطالعہ فرمائیں۔آپ کے فقہی اور علمی استدلال آپ کو عش عش کرنے پر مجبور کردیں گے،مقالہ میں ساری باتیں لکھنا مشکل ہے اس کے لیے کتاب کی ضرورت ہے اہل علم اس پر توجہ دیں اور کاوش فرمائیں اور حضرت کی بارگاہ میں خراج پیش فرمائیں۔

موار انواں،ضلع اناؤ،یوپی میں تاج الشریعہ کی آمد:

:حضور تاج الشریعہ اور حضور مفتی اعظم ہند علیہما الرحمہ کا سب سے پہلے 1979ء میں زیارت کا شرف حاصل ہوا اور وہیں حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ سے بیعت کا شرف بھی حاصل ہوا۔اس کے بعد متعدد بار ملاقات کا شرف ملتا رہا اور تقریباً ہر جگہ حضور تاج الشریعہ سے بھی ملاقات ہوتی رہی،دوران طالب علمی الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور میں 2 ملاقاتیں ہوئیں پھر بریلی شریف میں کئی بار اور پھر شہر آہن جمشید پور میں 3 ملاقاتیں تاریخی کانفرنس کنزالایمان کانفرنس میں ہوئیں۔کنزالایمان کانفرنس حضرت مولانا مبین الھدیٰ صاحب نے کرائی تھی،ناچیز راقم بھی اس میں پیش پیش تھا۔حضور تاج الشریعہ سے بہت کچھ سیکھنے کا موقع میسر ہوا3 کرامتیں بھی میں نے دیکھیں(ان شاءاللہ بشرط حیات،صحت وعافیت کتاب لکھنے کا ارادہ ہے اللہ کامیاب فرمائے آمین)تقریباً ہر سال ایک یا دو بار بریلی شریف کی حاضری ہو رہی ہے اور ہمیشہ تاج الشریعہ کی زیارت وملاقات کا شرف حاصل رہا کئی واقعات قلم بند کرنے سے تعلق رکھتے ہیں،تاج الشریعہ کے تفقہ فی الدین کا ایک دلچسپ واقعہ ملاحظہ فرمائیں۔راقم کا آبائی وطن قصبہ موار انواں،ضلع اناؤ،یوپی ہے،جہاں قدیم تاریخی مدرسہ ضیاءلاسلام ویتیم خانہ قائم ہے جو کہ تقریباً 90 رسالوں

سے چل رہا ہے۔

واضح رہے کہ مدرسہ ویتیم خانہ یہ ضلع اناؤ تو کیا یوپی کے نامی گرامی بلکہ ہندوستان کے پرانے مدرسوں ویتیم خانوں میں سے ایک ہے۔ الحمدللہ! آج بھی شان وشوکت سے چل رہا ہے۔ جس کی بنیاد حاجی عبدالوحید رحمۃ اللہ علیہ نے رکھی، چلایا پھر آپ کے بعد ان کے قریبی رشتے دار کوتوال صاحب نے چلایا ان کے بعد، آج ملک کے مشہور عالم دین ومفتی کانپور اور مدرس احسن المدارس کانپور محمد حنیف صاحب کے نانا حضرت مولوی دلاور حسین صاحب نے تقریباً 30/سال چلایا۔ انتہائی نیک، شریف، پابند صوم وصلاۃ، بہت ایمان دار، چہرہ نورانی چمکتا دمکتا ہوا اور بہترین مشفق استاد پیار سے پڑھاتے ناچیز کا املا درست کرانے میں آپ کی محبت بھری کاوش شامل ہے۔ 45/سال گزر جانے کے بعد بھی ان کے میٹھے بول، مشفقانہ تنبیہ اور پاکیزہ تعلیم وتربیت کی یادیں بالکل تازہ ہیں۔ پابندی نماز کا اثر انھیں کی محبت بھری نصیحت وکاوش کا نتیجہ ہے، اب ایسے نیک اور طالب علم کے خیر خواہ استاد کہاں دور دور تک دھندلا دیکھائی دیتا ہے۔ الا ماشاء اللہ! حضرت مولانا بدر عالم بدر القادری ازحال مقیم ایمسٹرڈم ہالینڈ جو دارالعلوم ضیاء الاسلام ویتیم خانہ میں مدرس رہ چکے ہیں، آپ نے اشرفیہ کے شمارے میں لکھا ہے کی مولوی دلاور حسین کے جنازہ میں اتنی بھیڑ تھی، کہ بیان نہیں کیا جاسکتا اطراف کے سارے گاؤں کے لوگ جنازہ میں شامل ہوئے تھے (جبکہ وہ موبائل کا زمانہ نہیں تھا) یہ ان کی مقبولیت کی دلیل تھی۔ قرآن کریم میں ہے: وَکَانَ اَبُوْھُمَا صَالِحًا۔ یعنی ان کا باپ صالح نیک شخص تھا، جس کی نیکی کی برکت سے اللہ نے ان کی اولاد کی مدد فرمائی باپ کی نیکی کا بدلہ اولاد کو بھی دیا، اللہ کا کرم ہی ہے کہ آج حضرت مولانا مفتی محمد حنیف القادری مفتی کانپور سلمہٗ کو اللہ نے نوازا ہے پورے ملک میں اہلِ سنت وجماعت کی اشاعت وتبلیغ میں لگے ہیں۔ بات کچھ آگے چلی گئی پر یہ بھی ضروری تھا۔

حضورتاج الشریعہ کی مورانواں تشریف آوری:

مدرسہ ضیاء لاسلام ویتیم خانہ کی جدید بلڈنگ ''دارالعلوم ضیاء الاسلام'' کی سنگ بنیاد رکھنے حضور شہزادہ اعلیٰ حضرت، حضرت مولانا مصطفیٰ رضا خاں علیہ الرحمہ مورانواں تشریف لائے تو ایک عجیب واقعہ پیش آ گیا، ہوا یوں کہ حضرت کو لانے میں رئیس ہندوستان، ہندوستان ٹرانسپورٹ کے مالک جناب محمد رفیق خاں اوران کے خسر محترم جناب حاجی معظم خاں، مولانا ڈاکٹر محمد قاسم خان، حضرت مولانا برکت اللہ نانپاروی اور حضور مفتی رجب علی نانپاروی کا ہاتھ تھا ۔جمعہ کا دن تھا، حاجی معظم خاں حضور مفتی اعظم ہند کو اپنے گھر تحصیل پوروہ لے جانا چاہ رہے تھے ،دیہات میں جمعہ کا مسئلہ چھیڑ کر فائدہ اٹھانا چاہ رہے تھے۔سرکار حضور مفتی اعظم نے فرمایا میں جہاں جس کام کے لیے آیا ہوں وہیں لے چلو، آپ مورانواں تشریف لائے، مورانواں میں جمعہ زمانۂ قدیم سے قائم تھا، جمعہ کی نماز ہوتی تھی آپ نے جمعہ پڑھا پھر آپ نے شریعت مطہرہ کا مسئلہ بتایا کہ یہاں جمعہ قائم ہے تو جمعہ کی نماز ہوتی رہے گی لیکن آپ حضرات ظہر کی نماز بھی باجماعت ادا کریں۔ چناں چہ ظہر کی نماز بھی باجماعت ادا کی گئی۔اور یہ سلسلہ تقریباً 3رسال تک چلا، دیوبندیوں اور جماعت اسلامی والوں نے ہنگامہ برپا کردیا۔ بعد جمعہ'' دارالعلوم ضیاء الاسلام '' کی جدید بلڈنگ کی بنیاد 8رشوال المکرم 1394ھ بمطابق 25اکتوبر دن جمعہ 1974 حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ اور حضور تاج الشریعہ و دیگر علمائے کرام کے مقدس دست مبارک سے رکھی گئی۔واضح رہے سنگ بنیاد رکھنے والے دن ہی ، رات بعد نماز عشا جلسہ تھا، پورے اطراف کے گاؤں کے لوگ حتیٰ کہ شہر سے بھی لوگ آئے تھے۔ناچیز نے مورانواں میں اتنا مجمع کبھی نہیں دیکھا۔حضرت مولانا ڈاکٹر محمد قاسم خان مصباحی نے تلاوت قرآن کریم سے جلسے کا آغاز کیا پھر حضرت مولانا برکت اللہ نانپاروی نے جمعہ کی جماعت کے مسائل بتائے (جو مدرسہ ضیاء الاسلام ویتیم خانہ کے مدرس تھے) پھر حضور مفتی رجب علی نانپاروی نے بیان فرمایا، اس کے بعد بحکم حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے حضور ازہری میاں قبلہ نے براہین ودلائل سے جمعہ قائم ہونے کے مسائل بیان فرمائے (کاش وہ تقریر ریکارڈ ہوتی تو کیا بات ہوتی)۔ پورا مجمع پر

سکون انداز میں حضور تاج الشریعہ کا بیان سن رہا تھا، بیچ میں ناچیز اور مولوی محمد وارث عرف منیم مولی صاحب نعرۂ تکبیر کی صدا لگاتے تو پورا مجمع بھی لگاتا اور پورا قصبہ دہل جاتا، صبح پورے اطراف کے برادران وطن (ہندو) آئے حضرت کی زیارت کی، مشہور کروڑ پتی ہندو ''چندن سنار'' بھی آیا اور حضور مفتی اعظم ہند کی زیارت کی۔ بعد میں معلوم ہوا حضرت کے تشریف لے جانے کے بعد اس نے اسلام قبول کرنے کا اظہار کیا تھا، یہ بات ہمیں مراد علی صاحب عرف مرادی بڑے ابّا نے بتائی تھی۔ حضور تاج الشریعہ کے کیا کہنے میرے جیسا کم علم آدمی بھی لکھے تو کم از کم سوپیج کی کتاب لکھ دے ان شاء اللہ افسوس وسائل کی کمی صحت کی گڑ بڑی آڑے آتی ہے جو کچھ لکھا اللہ قبول کرلے بڑی سرکار کی بات ہی نرالی ہے۔

حضور تاج الشریعہ کا تصلب فی الدین:

تصلب فی الدین اوصاف حمیدہ میں سے ہے۔ یہ وہ عظیم وصف ہے جو مرد مومن کو بہت سے درجات و مناصب جلیلہ سے معراج کمال اللہ ورسول ﷺ کی محبوبیت تک پہنچا دیتا ہے، اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْهِمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّۃِ الَّتِیْ کُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ۔ (القرآن، سورہ حم سجدہ 41، آیت 30)

ترجمہ: بیشک وہ جنہوں نے کہا ہمارا رب اللہ پھر اس پر قائم رہے ان پر فرشتے اترتے ہیں کہ نہ ڈرو اور نہ غم کرو اور خوش ہو اس جنت پر جس کا تمھیں وعدہ دیا جاتا تھا، (کنز الایمان)

حدیث پاک میں ہے: من اَحب للّٰہ وَ ابغض للہ وَاعطی لِلّٰہ ومنع للہ فقدستکمل الایمان (مشکوٰۃ شریف، حدیث 30)

جس نے اللہ کے لیے بغض رکھا، اللہ کے لیے دیا، اللہ کے لیے روک رکھا، تو اس نے ایمان کامل کرلیا۔ تصلب عربی زبان کا لفظ ہے۔ جس کے معنیٰ ہیں سخت، محکم اور مضبوط ہونا۔ یہ ''صُلب'' سے مشتق ہے۔ ''صُلب'' ریڑھ کی ہڈی کو کہتے ہیں قرآن مجید میں وہ مادہ اور نطفہ جس سے انسان کی تخلیق ہے اس کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا گیا ہے:

یَخْرُجُ مِنْ بَیْنِ الصُّلْبِ وَالتَّرَآئِبِ۔ (القرآن، سورہ طارق

86،آیت 7)ترجمہ:وہ ریڑھ اور سینے کی پسلیوں کے بیچ سے نکلتا ہے۔اور ہڈی چوں کہ ایک سخت چیز ہے، خاص کر ریڑھ کی ہڈی۔ لہذا تصلب کے معنیٰ اسی مناسبت سے سختی، شدت،مضبوطی اور استحکام کے ہیں۔

تصلب فی الدین کا مطلب: دین میں تصلب کا مفہوم ہے سختی اور مضبوطی کے ساتھ تاعمر اپنے دین پر قائم رہنا،اپنے دین کے علاوہ تمام ادیان کو غلط اور باطل اور خلاف حق جاننا اور اپنے قول وفعل سے یہی ظاہر کرنا اور ہر وہ نظریہ وعقیدہ جو دین اسلام کے خلاف ہو اس سے کنارہ کشی اور دوری اختیار کرنا، دین اسلام کے احکام پر مضبوطی سے قائم رہنا۔دین اسلام کی ترقی اور خوش حالی دیکھ کر خوش ہونا اس کی تنزلی اور بربادی دیکھ کر غمگین اور رنجیدہ ہونا۔ دین یہی ہے اور تصلب فی الدین بھی یہی ہے۔

اللہ کے جتنے بھی مقدس وبرگزیدہ بندے ہیں خواہ خلفاے راشدین کی جماعت ہو یا صحابۂ کرام،تابعین کی جماعت ہو یا صالحین کی یا ربانی علما کی جماعت ہو یا اقطاب واغواث اور اولیاے عارفین کی سبھی تصلب فی الدین اور اعلان علی الحق کے وصف جمیل سے متصف اور آراستہ رہے ہیں۔دین کے دشمنوں اور بدمذہبوں نے جب بھی دین اسلام میں قطع وبرید کرنے اور مسلمانوں کے عقیدے پر شب خون مارنے کی ناپاک کوشش کی تو مردان حق نے بغیر کسی پس و پیش کے مومنانہ فراست اور مجاہدانہ ہمت کے ساتھ خود میدان عمل میں کود کر دین اسلام کی حفاظت فرمائی ہے۔سرزمین بریلی شریف میں خانودہ اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا علیہ الرحمہ کی تاریخ اٹھا کر دیکھ لیں ہمیشہ پیش پیش رہے ہیں۔حضور مفسر اعظم حضرت مولانا ابراہیم رضا خان جیلانی میاں، حضور حجۃ الاسلام ہوں، حضور ریحان ملت ہوں، ایمرجنسی کے دور میں نس بندی کے خلاف فتویٰ دینا ’’نس بندی حرام حرام ہے۔قانونِ الٰہی نہیں بدلتا حکومتیں بدل جاتی ہیں‘‘نوٹ۔ناچیز کا مضمون’’قانون الٰہی نہیں بدلتا حکومتیں بدل جاتی ہیں‘‘ نیٹ پر ہے سرچ کریں ضرور پڑھیں) یا حضور تاج الشریعہ ہوں، ہر زمانے میں نئے نئے فتنوں نے جنم لیا لیکن ان اللہ کے بندوں نے ان کا منہ توڑ جواب دیا اور اللہ کی مخلوق کی رہنمائی فرمائی۔سیکڑوں مثالیں دی جا

سکتی ہیں۔ اعلائے کلمۃ الحق وتصلب فی الدین کا ایک واقعہ ملاحظہ فرمائیں۔ 1945ء کی بات ہے حضور مفتی اعظم ہند حج وزیارت کے لیے حرمین شریفین حاضر ہوئے ادھر نجدی حکومت نے پوری دنیا سے آئے ہوئے لاکھوں حجاج کرام پر حج وزیارت کا ٹیکس (Tax) لگا دیا، زرخرید نجدی علمانے جواز کا فتویٰ دے دیا۔ ظلم وجبر واستبداد کو مدنظر رکھتے ہوئے، علمائے حرمین شریفین رخصت پر عمل کر کے خاموش رہے، لیکن مجدد اعظم امام احمد رضا خاں علیہ الرحمہ کے صاحبزادے حضور مفتی اعظم ہند سے خاموش نہ رہا گیا، آپ کی غیرت ایمانی پھڑک اٹھی، اعلائے کلمۃ الحق کے لیے آپ نے فوراً قلم اٹھایا اور میدان عمل میں آگئے اور آپ نے دارالافتاء کی چہار دیواری کے اندر نہیں بلکہ ظالموں کے ملک میں بیٹھ کر اس کے خلاف فتویٰ صادر فرمایا اور دنیا کو بتایا کہ تصلب فی الدین کیا ہے؟ نجدی حکومت لرز گئی اور ٹیکس کی واپسی کا اعلان کر دیا۔

حضرت کے فتویٰ کو علمائے حرمین شریفین نے مطالعہ فرمایا اور متفقہ طور پر فرمایا: ان ھذا الا الامام مفتی اعظم۔ ''تصلب فی الدین'' کو امام وقت، شیخ الہند والحرم تسلیم فرمایا اور بطور تبرک قرآن وحدیث وفقہ کی سلاسل کی اجازتیں لیں اور اپنے آپ کو مفتی اعظم کے زمرۂ تلامذہ میں داخل کرنے پر فخر فرمایا۔ کلمۂ حق کے اظہار اور خلاف شرع باتوں کے ردّ بلیغ کرنے میں کسی سے ڈرنا اور دبنا یہ اعلیٰ حضرت کے خانوادے کی فطرت کے خلاف رہا ہے اور آگے بھی رہے گا (ان شاء اللہ تعالیٰ) اسی لیے حضور تاج الشریعہ نے بھی ہمیشہ اٹھنے والے نئے نئے فتنوں کا منھ توڑ جواب دیا تصویر کا مسئلہ ہو یا ٹی۔ وی کا یا ٹائی کا وغیرہ وغیرہ آپ نے نہ صرف فتویٰ صادر فرمایا بلکہ کتابیں بھی تصنیف فرما کر اعلائے کلمۃ الحق کا فریضہ بھی انجام دیا، ٹی۔ وی کے جواز کے سلسلے میں حضور تاج الشریعہ کے پاس لوگ گئے اور بار بار تاویلیں پیش کیں کہ موجودہ زمانہ میں ٹی۔ وی کے ذریعہ اشاعت اسلام کا کام ہوگا آپ نے کہا استغفر اللہ! استغفر اللہ! آپ نے فرمایا آج پوری دنیا میں مذہب اسلام کے ماننے والوں کی تعداد ہر مذہب کے پیروکاروں سے زیادہ ہے۔ یہ سب صرف چودہ سو سالوں میں ہوا ہے مذہب اسلام حق اور سچا ہے خود بخود پھلتا پھولتا رہے گا، ٹی۔ وی کا محتاج رہا ہے نہ رہے گا۔ قرآن کریم میں جگہ جگہ تصلب فی الدین کی تعلیم دی

گئی ہے،صرف چند آیات کریمہ کے تراجم ملاحظہ فرمائیں: (۱) سورہ فاتحہ جو قرآن مجید کی سب سے معظم سورہ ہے پورے قرآن کا نچوڑ اور خلاصہ ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو جو دعا تعلیم فرمائی ہے ظاہر ہے کہ وہ دعاؤں میں سب سے افضل دعا ہوگی۔اس میں فرمایا جاتا ہے :اے اللہ! ہمیں سیدھا راستہ پر چلا،راستہ ان کا جن پر تو نے احسان کیا،نہ ان کا جن پر تو نے غضب کیا۔نہ بھکے ہوؤں کا (القرآن: سورہ فاتحہ،آیت 6,7) ان کلمات میں واضح طور پر مخصوص ومحبوب بندوں کے پیچھے چلنے کی تلقین کی گئی ہے،وہیں جن سے اللہ ناراض ہےاور جن پر اس کا غضب (عذاب) نازل ہواان سے نفرت و بیزاری ودوری اور علاحدگی کا سبق دیا گیا ہے اور یہ دونوں باتیں ہی دین میں تصلب کا دوسرا نام ہے۔جس میں یہ جتنی زیادہ ہوگی اتنا ہی زیادہ متصلب ہوگا،جس کو اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں سے جتنی زیادہ محبت ہوگی اس کو اس کے دشمنوں سے اتنی ہی زیادہ نفرت ہوگی اور جس کو اللہ تعالیٰ کے دشمنوں سے جتنی زیادہ نفرت ہوگی اس کو اتنی ہی زیادہ اللہ کے محبوب بندوں سے محبت ہوگی۔یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ جس کو اللہ ورسول کے دشمنوں سے نفرت نہ ہو اس کو اللہ اور اس کے دوستوں کی محبت نصیب ہو جائے۔

۞۞۞

تاج الشریعہ: اپنے ملفوظات کے آئینہ میں

از: مولانا شبیر احمد عرف شاہد رضا، راج محل، جھارکھنڈ

نیل گو آسمان کے نیچے مخملی زمین کے اوپر اس دار فانی پر تخلیق آدم علیہ السلام سے لیکر تا ایں دم لاتعداد انسانوں نے جنم لیا اور یہ سلسلہ قیامت تک جاری وساری رہے گا اور اللہ تعالی عزّ وجل نے ہر دور میں اپنے بندوں کی ہداہت ورہبری کے واسطے ایسے ایسے نیک بندے بھی پیدا فرمایا، جن پر زمین وآسمان کو بھی فخر ہے، جن پر اسلام اور دین وسنیت کو فخر حاصل ہے، ان شخصیات کو اگرچہ حکم ربی وقانون الٰہی کے تحت اس دار فانی کو خیر آباد کہنا پڑتا ہے لیکن رب قدیر اپنے بندوں کے قلب وجگر میں اپنے اُن محبوب بندوں کی الفت ومحبت اس طرح رچابسا دیتا ہے اپنے اُن نیک بندوں کی محبوبیت کو روئے زمین پر اس قدر عام کر دیتا ہے کہ صبح قیامت تک ان نیک بندوں کا نام زندہ رہتا ہے۔ اللہ عزّ وجل کے اُن نیک بندوں کی فہرست میں ایک نام وارث علوم اعلی حضرت، جانشین مفتی اعظم ہند، صاحب تصانیف کثیرہ، مرجع الخلائق، معتمد علماے سندالمتکلمین، سندالمفسرین، سندالمفکرین، علامہ مولانا مفتی محمد اختر رضا خان المعروف ازہری میاں الملقب بہ تاج الشریعہ القادری النوری الازہری نوراللہ مرقدہ کا بھی ہے۔ الحمد للہ آپ علیہ الرحمہ کی ذات عالی مرتبت محتاج تعارف نہیں، آپ علیہ الرحمہ کو اللہ تبارک وتعالی نے بیک وقت بیشمار خوبیوں اور اوصاف حمیدہ سے مشرف فرمایا تھا اگر آپ علیہ الرحمہ کے جملہ اوصاف حمیدہ کو قلم بند کرنے کی کوشش کی جائے تو دفتر کے دفتر کم پڑ جائیں۔

راقم الحروف آپ علیہ الرحمہ کے ملفوظات شریفہ سے چند اُن خوبیوں کا ذکر کرنے جارہا ہے، جن خوبیوں کا فقدان چند ہمارے کرم فرماوں کو آپ علیہ الرحمہ کی ذات عالی میں نظر آتا

جب کہ اگر ہمارے وہ کرم فرما حضرات اگر آپ علیہ الرحمہ کی تصانیف وملفوظات ہی کو تعصب کی عینک اُتار کر پڑھ لیں تو مجھے یقین کامل ہے کہ اُنہیں حضرات کو اُن تمام خوبیوں کی جامع آپ علیہ الرحمہ کی ذات نظر آئے گی (ان شاء اللہ) تو اس سے قبل کہ تاج الشریعہ علامہ اختر رضا خان الازہری نور اللہ مرقدہ کی ذات پاک کو آپ ہی کے ملفوظات شریف کی روشنی میں دیکھا جائے۔ راقم الحروف عرض کرتا ہے کہ مجھے اپنی کم علمی کا احساس بھی ہے اور اپنے قلم میں خطا کا امکان بھی تو راقم الحروف نے تاج الشریعہ نور اللہ مرقدہ کے ملفوظات شریف میں سے چند ملفوظ کو نقل کیا ہے اور پھر نتیجہ اخذ کیا اور پھر پیغام کے نام پر راقم الحروف نے چند پیغامی باتیں بھی درج کی ہے اگر آپ حضرات میں سے کسی بھی صاحب علم کو راقم الحروف کے نتیجہ آخذی اور پیغامی باتوں میں کچھ خامی نظر آئے تو کم علم سمجھ کر معاف کیجئے گا۔

چلیں اب رخ کرتے ہیں تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کے ملفوظات شریف کی طرف چناں چہ وارث علوم اعلی حضرت علامہ اختر رضا خان ازہری نور اللہ مرقدہ سے 21 مئی 2010ء کو سرزمین ممبئی ہند میں ایک سوال ہوا کہ (آپ نے فرمایا کہ TV پر اسلامی چینل بھی نہ دیکھے جائیں تو کیا جو علما TV پر آتے ہیں اس سے ان کے عقائد پر فرق پڑتا ہے اور کیا اس عمل سے وہ لوگوں کو گمراہ کر رہے ہیں؟) تو جواباً آپ علیہ الرحمہ نے ارشاد فرمایا کہ (یہ سوال بے بنیاد ہے اور TV کے اوپر پروگرام دیکھنا جائز نہیں ہے اب جو علما اس پر آتے ہیں یہ سوال ان سے کیا جائے اور ہم کو اس بحث میں اُلجھانے کی ضرورت نہیں ہے ہمارا جو موقف ہے وہ ہم نے بتا دیا اور دوسروں کے فعل کے ہم ذمہ دار نہیں ہیں)

[بحوالہ: انوار تاج الشریعہ، ملفوظات مفتی محمد اختر رضا خان قادری نوری ازہری بمقام ممبئی ہند 21 مئی 2010ء]

نتیجہ: اس ملفوظ پر غور کریں تو تاج الشریعہ نور اللہ مرقدہ کی کئی خوبیاں نظر آتی ہیں مثلاً (1) تاج الشریعہ نور اللہ مرقدہ اپنے موقف پر بہت سختی سے کاربند تھے عملاً وقولاً (2) اختلافی مسائل میں اپنا موقف دوٹوک الفاظ میں بیان کر دیتے تھے دوسروں پر طعن وتشنیع کیے

بغیر (3) مختلف فیہ مسائل میں زیادہ پڑتے نہیں تھے اور نہ مختلف فیہ مسائل کو زیادہ اچھالنا پسند کرتے تھے (4) دوسرے پر اپنا موقف تھوپتے نہیں تھے نہ تھوپنے کا حکم دیتے تھے (5) مختلف فیہ مسائل کے سبب دوسروں پر حکم فسق و فجور نہیں لگاتے تھے (6) اور اپنے مریدین و معتقدین کو مختلف فیہ مسائل میں اُلجھنے منع کرتے تھے)

پیغام: تاج الشریعہ نور اللہ مرقدہ کے اس ملفوظ شریف میں ان حضرات کے لیے نصیحت ہے، جو مختلف فیہ مسائل میں زیادہ اُلجھے پڑے رہتے ہیں اور مختلف فیہ مسائل بیان کرتے ہوئے فریقین میں سے کسی ایک کی تائید کرتے ہوئے دوسرے فریق کی کردار کُشی کرتے رہتے ہیں اور ان کے لیے بھی نصیحت ہے، جو یہ الزام لگاتے ہیں کہ تاج الشریعہ نور اللہ مرقدہ اپنا موقف زبردستی منوانے کی کوشش کرتے ہیں اور ان کو نہ مانے تو ان کی تذلیل و تفسیق کرتے رہتے ہیں (معاذ اللہ)

اسی طرح دیکھیں کہ جب وارث علوم اعلی حضرت علامہ اختر رضا خان ازہری نور اللہ مرقدہ سے کسی نے عرض کیا کہ (جو حضرت عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کو غوث اعظم نہ مانے کیا وہ گمراہ ہے؟) تو جواباً آپ علیہ الرحمہ نے ارشاد فرمایا کہ: (حضرت غوث اعظم رضی اللہ تبارک وتعالی عنہ سلطان الاولیا ہیں اور بلا وجہ شرعی اور بے دلیل شرعی اُن کے مرتبے سے انکار یہ اہل سنت و جماعت کی ایک عظیم جماعت سے اپنے آپ کو الگ کرنا ہے اور کم سے کم جو جمہور اہل سنت اور مسلمانوں کی ایک عظیم جماعت کا اعتقاد ہے اس سے بلا وجہ مخالفت یہ مناسب نہیں ہے موافقت اُن کی چاہیے اور یہ کہ حضرت غوث اعظم رضی اللہ تبارک وتعالی عنہ پر اعتراض یا اُن کے مرتبے سے انکار یہ سخت خطرناک ہے اور گمراہی کا حکم اس میں جلدی نہیں کی جاسکتی گمراہی کا حکم نہیں دیا جائے گا)

بحوالہ: انوار تاج الشریعہ، ملفوظات مفتی محمد اختر رضا خان قادری نوری الازہری: 30 مئی 2010ء بمقام بریلی شریف ہند]

نتیجہ: حضور تاج الشریعہ نور اللہ مرقدہ کے اس ملفوظ شریف میں بھی غور و فکر کریں تو کوئی

خوبیاں نظر آتی ہیں مثلاً (1) تاج الشریعہ نور اللہ مرقدہ کو سرکار غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی ذات پاک سے بڑی غایت درجہ کی عقیدت ومحبت تھی (2) آپ جمہور اہل سنت و جماعت کے موقف ہی کو ترجیح دیتے ہیں (3) آپ کی تعلیم ہے کہ ہر مسئلے پر جمہور اہل سنت و جماعت کا ہی دامن پکڑے رہو (4) آپ کی تعلیم ہے کہ کسی پر حکم گمراہی لگانے میں جلد بازی نہ کرو (5) آپ میں کمال کا احتیاط تھا)

پیغام: تاج الشریعہ نور اللہ مرقدہ کے اس ملفوظ شریف میں نصیحت ہے ان حضرات کے لیے جو جمہور اہل سنت و جماعت کے موقف سے انحراف کرتے ہیں اور ان کے لیے بھی فروعی مسائل میں ایک دوسرے کی تذلیل وتفسیق کرتے رہتے ہیں اور ان کے لیے بھی جو کہ چھوٹے چھوٹے اختلافات یا مخالفت کے سبب ایک دوسرے پر حکم گمراہی لگاتے رہتے ہیں اور ان کے لیے بھی جو تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی تحریرات اور تقریرات کو آڑ بنا کر دوسرے پر حکم گمراہی لگاتے رہتے ہیں ،ان حضرات کے لیے بھی جو یہ الزام لگاتے ہیں کہ تاج الشریعہ نور اللہ مرقدہ فتوی باز ہیں فوراً اپنے سے اختلاف رکھنے والے پر حکم گمراہی لگا دیتے ہیں (معاذ اللہ) جب کہ تاج الشریعہ نور اللہ مرقدہ کے احتیاط کا عالم یہ ہے کہ ایک وہ انسان جو حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کو اللہ کا ولی تو مانتا ہے اپنا اکابر تو مانتا ہے لیکن غوث اعظم نہیں مانتا جو کہ جمہور اہل سنت و جماعت کے موقف کے خلاف ہے کیوں کہ اہل سنت و جماعت تو حضرت سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کو غوث اعظم بھی مانتے ہیں پھر بھی کمال احتیاط دیکھیں کہ تاج الشریعہ نور اللہ مرقدہ نے اس انسان پر بھی حکم گمراہی نہیں لگاتے صرف اتنا فرمایا کہ یہ مناسب نہیں ہے پھر بھی آپ علیہ الرحمہ پر فتوی بازی کا الزام کیسے درست ہوسکتا ہے؟

اسی طرح یہ بھی دیکھیں کہ جب وارث علوم اعلی حضرت علامہ اختر رضا خان قادری نوری الازہری نور اللہ مرقدہ سے جب عرض کیا گیا کہ (کچھ لوگوں کا گروہ جنہیں عوام آپ کا مرید اور معتقد جانتے ہیں اور وہ خود بھی آپ سے وابستگی کا برملا اظہار کرتے ہیں وہ اس بات کا زور وشور سے پرچار کررہے ہیں کہ جب بدمذہبوں نے خود کو مسلک اہل سنت و جماعت کہنا شروع کردیا تو

امتیاز کے لیے مسلک اعلی حضرت کہنا پڑا اور اب جب کہ بریلی شریف اور اعلی حضرت سے اختلاف کرنے والے ودیگر صلح کلی بھی مسلک اعلی حضرت کا نعرہ لگاتے ہیں اس لیے آج کی تاریخ میں دین حق کی پہچان مسلک اعلی حضرت نہیں رہا اور اب صرف مسلک تاج الشریعہ ہی کا نعرہ لگنا چاہیے حضرت اس معاملہ پر کیا ارشاد فرماتے ہیں؟) تو جواباً حضرت تاج الشریعہ نور اللہ مرقدہ نے ارشاد فرمایا کہ (میں اس قسم کے اعلان سے بری اور بیزار ہوں مسلک اعلی حضرت مسلک اہل سنت وجماعت کی صحیح پہچان ہے اور آج بھی مسلک اعلی حضرت جب کہا جاتا ہے ہے تو صلح کلی، دیوبندی، وہابی اور رافضی سب سے ممتاز اور ایک پہچان اُبھرتی ہے)[بحوالہ: آن لائین سوال وجواب سیشن: یہ کلپ NET پر موجود ہے]

نتیجہ: تاج الشریعہ نور اللہ مرقدہ کے اس ملفوظ شریف پر بھی غور کریں تو کئی خوبیاں نظر آتی ہیں مثلاً (1) تاج الشریعہ نور اللہ مرقدہ کو یہ بات بالکل پسند نہ تھی کہ آپ کے مریدین ومعتقدین اور خلفا آپ کی ذات کے تعلق سے غلو کریں (2) آپ نے جب بھی دیکھا کہ بات غلط ہے یا کسی غلط بات کی خبر آپ کو ہوئی تو فوراً برأت و بیزاری کا اعلان کردیا (3) آپ کی تعلیم تھی کہ سنیت میں اور دیگر باطل فرقہ مثلاً دیوبندی، وہابی، رافضی اور صلح کلی میں کوئی مماثلت نہیں ہونا چاہیے (4) آپ غلو فی الشخصیت سے سخت بیزار تھے (5) آپ نے اپنے مریدین ومعتقدین اور خلفا کو یہ تعلیم دی کہ ماضی میں جس طرح مسلک اعلی حضرت کا نعرہ لگتا تھا، آج بھی مسلک اعلی حضرت کا ہی نعرہ لگانا ہے اور مستقبل میں بھی مسلک اعلی حضرت کا ہی کا نعرہ لگانا ہے (6) آپ کو یہ بات قطعاً پسند نہ تھی کہ جس طرح اعلی حضرت کے نام سے مسلک اعلی حضرت کا نعرہ لگتا ہے کوئی میرے نام سے بھی مسلک تاج الشریعہ کا نعرہ لگائے)

پیغام: تاج الشریعہ نور اللہ مرقدہ کے اس ملفوظ شریف میں نصیحت ہے ان حضرات کے لیے، جو آپ کی ذات کے تعلق سے غلو کا شکار ہیں یا غلو کرنے کوشش کرتے ہیں ان کے لیے بھی نصیحت ہے، جو حضرات مسلک تاج الشریعہ کا نعرہ لگانے کی سوچ وفکر کررہے ہیں ان کے لیے

بھی جو صلح کلیت کا شکار ہیں یا صلح کلیت کا پرچار کر رہے ہیں ساتھ ہی ان حضرات کے لیے بھی نصیحت ہے، جو تاج الشریعہ نور اللہ مرقدہ پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ آپ شخصیت پرستی کے داعی ہیں (معاذ اللہ) غلو فی الشخصیت کو عام کرنے والے ہیں (معاذ اللہ) بھلا بتائیں جو ذات شخصیت پرستی اور غلو فی الشخصیت کے خلاف ہو ان کو ہی شخصیت پرستی کا داعی کہہ دینا کتنا بڑا ظلم ہے ذرا دیکھیں تو صحیح کہ تاج الشریعہ نور اللہ مرقدہ نے کس طرح غلو فی الشخصیت اور مبالغہ آرائیوں کا رد فرمایا ہے۔ چناں چہ جب آپ علیہ الرحمہ سے عرض کیا گیا کہ (ایک سنی عالم نے فرمایا ''اس پیشانی کی پاکیزگی کا اس چہرے کی خوبصورتی کا حال تو یہ ہے کہ احمد رضا دامن نچوڑیں تو عرش اعلی کے فرشتے وضو کرنے زمین پر آجائیں) تو جواباً تاج الشریعہ نور اللہ مرقدہ نے ارشاد فرمایا کہ: (یہ اچھی تعبیر نہیں ہے اور یہ بہت مبالغہ ہے اور اس میں فرشتوں کی توہین ہے)

[بحوالہ: انوار تاج الشریعہ: ملفوظات مفتی محمد اختر رضا خان قادری نوری الازہری: 30 مئی 2010ء بمقام بریلی شریف ہند]

پھر بھی آپ علیہ الرحمہ پر اس قسم کا بے بنیاد الزام کیا صحیح ہو سکتا ہے؟ بالکل نہیں

اور ساتھ ہی اُن کے لیے بھی نصیحت ہے جو یہ الزام لگاتے ہیں کہ آپ نے اپنے مریدین ومعتقدین وخلفا کو جذباتی نعرہ کے سوا کچھ بھی نہ دیا (معاذ اللہ) ذرا دیکھیں جب جذباتی نعرہ کی بات آئی کہ لوگ مسلک تاج الشریعہ لگانے کی بات کر رہے ہیں اس نعرہ کو لگانے پر زور دے رہے ہیں تو آپ علیہ الرحمہ نے سختی سے منع فرما دیا اور اس قسم کے جذباتی نعرہ سے اپنی برأت و بیزاری کا اعلان کر دیا (الحمد للہ)

پھر بھی آپ علیہ الرحمہ پر اس قسم کا اعتراض تعصب نہیں تو اور کیا ہے؟

[نوٹ] بہتر معلوم ہوتا ہے کہ تاج الشریعہ نور اللہ مرقدہ کے نزدیک مسلک اعلی حضرت سے کیا مراد ہے فروعیات یا اعتقادیات یا دونوں وہ بھی بتا دیا جائے تاکہ یہ مسئلہ بھی صاف وشفاف ہو جائے کہ مسلک اعلی حضرت مسلک امام اعظم کی تعبیر ہے یا مسلک اہل سنت کی؟ چناں چہ جب حضور تاج الشریعہ نور اللہ مرقدہ سے کسی نے عرض کیا کہ (مسلک اور فقہ میں کیا فرق

ہے؟اور فقہ کے امام کون ہیں اور مسلک کے امام کون ہیں؟)تو جواباً تاج الشریعہ نور اللہ مرقدہ نے ارشاد فرمایا کہ:(مسلک اور مذہب میں باہم کوئی فرق معلوم نہیں ہوتا کبھی مسلک کا اطلاق عقیدے پر ہوتا ہے جیسے آج کل مسلک اہل سنت و جماعت کہا جاتا ہے یہ عقائد کے اعتبار سے ہے اس کی شناخت اور پہچان مسلک اعلی حضرت کے نام سے ہوتی ہے اور مذہب کا اطلاق یہ زیادہ تر فروعی مسائل میں ائمۂ مذاہب اربعہ پر مذہب کا اطلاق ہوتا ہے یہ فرق ہے اور فقہ کا تعلق فروعی مسائل سے ہے اور مسلک کا تعلق عقیدے سے ہے۔

[بحوالہ:انوار تاج الشریعہ ملفوظات مفتی محمد اختر رضا خان قادری نوری الازہری: 21:مئی 2010ء:ممبئی ہند]

نتیجہ:یعنی تاج الشریعہ نور اللہ مرقدہ کا نظریہ یہ ہے کہ اصطلاح مسلک اعلی حضرت یہ تعبیر ہے اصطلاح مسلک اہل سنت و جماعت کی اور اصطلاح مسلک اہل سنت و جماعت جو بولا جاتا اس کا تعلق ہے صرف عقائد سے۔معلوم ہوا کہ یہ جو اصطلاح بولی جاتی ہے،مسلک اعلی حضرت یہ بطور عقائد کے بولی جاتی ہے نا کہ بطور فروعیات کے اور نہ بطور عقائد وفرویات دونوں کے۔

پیغام: گویا کہ تاج الشریعہ نور اللہ مرقدہ کا یہ ملفوظ شریف بھی نصیحت ہے ان حضرات کے لیے جو فروعی مسائل میں اختلاف کے سبب ایک دوسرے کو مسلک اعلی حضرت یعنی مسلک اہل سنت و جماعت سے خارج کردیتے ہیں اور اُن کے لیے بھی ،جو مسلک اعلی حضرت کو فروعیات سے جوڑتے ہیں۔

ملفوظات تاج الشریعہ: ایک مطالعہ

از: مولانا محمد اظہار النبی حسینی ابوالعلائی
استاذ: الجامعۃ الاشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ

اللہ عزوجل کے برگزیدہ اور مقبول ومحبوب بندوں کے فرمودات وملفوظات اور پندو نصائح کی تاریخ تدوین کی بات کی جائے تو یہ کہا جاسکتا ہے کہ اسلام کی تاریخ جتنی پرانی ہے، مقبول بارگاہ الٰہی بندوں کے کلمات وفرمودات کو محفوظ کرنے کی تاریخ بھی اتنی ہی پرانی ہے: اس لیے کہ احادیث مبارکہ کا جو عظیم وضخیم ذخیرہ آج ہمارے اور آپ کے درمیان موجود ہیں ان میں احادیث قولی کی ایک بڑی تعداد پائی جاتی ہے۔ یہ احادیث قولی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات و فرمودات ہی ہیں، البتہ اپنی بے مثال عظمت وشرافت کی بنیاد پر اقوال رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ایک الگ اصطلاح حدیث کی قائم کی گئی۔

ملک ہندوستان میں تدوین ملفوظات کی تاریخ دیکھی جائے تو حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالی عنہ کے ملفوظات شریفہ نے سب سے پہلے ترتیب وتدوین کا شرف حاصل کیا، اور ملفوظات کے سب سے پہلے راوی اور مرتب ہونے کی سعادت آپ کے مرید خاص سلطان الہند حضرت خواجہ معین الدین چشتی سجزی رحمۃ اللہ علیہ نے پائی۔ اس کے بعد تو گویا ایک سلسلہ چل پڑا۔

ماضی قریب میں جو ملفوظات وفرمودات محفوظ اور مرتب ہوئے ان میں سب سے زیادہ شہرت ومقبولیت امام اہل سنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات کو حاصل ہوئی۔ جو آج ہمارے درمیان ''الملفوظ'' اور ملفوظات اعلی حضرت'' کے نام سے موجود ہے۔ اسی

خانوادے کے ایک صاحب عظمت فرد تاج الشریعہ حضرت علامہ اختر رضا خان ازہری میاں علیہ الرحمہ کو اللہ عزوجل نے ایسی مقبولیت عطا فرمائی تھی کہ مریدین و معتقدین نے آپ کے کلمات و ملفوظات کو صفحات کے سینے میں محفوظ کرلیا۔

ملفوظات تاج الشریعہ کی تاریخی حیثیت:

ہمارے پیش نظر جو ملفوظات تاج الشریعہ موجود ہیں، ان کی جمع و تدوین کا کام کب شروع ہوا اور کہاں شروع ہوا؟ اس بات کا تذکرہ نہ مجموعۂ ملفوظات میں کہیں ہے اور نہ ہی فقیر کو تلاش بسیار کے بعد اس کا علم ہوسکا۔ ہاں! جن ملفوظات کے مطالعے سے شادکام ہوا، ان کے معرض وجود میں آنے کی تاریخ و مقام اور تعداد ارشادات کی تفصیل سپرد قرطاس کی جارہی ہے:

تاریخ	مقام	تعداد ارشادات و ملفوظات
۲، ۱۰، ۱۵، ۲۱، ۳۰/ مئی ۲۰۱۰	بریلی شریف، للنگوے، سلاوی، ڈربن، جنوبی افریقہ، ممبئی، بریلی شریف	۱۶۱
۶، ۱۳، ۲۱، ۲۷/ جون ۲۰۱۰	بنارس، (مؤخر الذکر تینوں) بریلی شریف	۹۴
۵، ۱۱، ۱۸، ۲۵/ جولائی ۲۰۱۰	(اول الذکر دونوں) بریلی شریف، دبئی، جدہ	۱۰۸
یکم، ۸، ۱۵، ۲۲، ۲۹/ اگست	جدہ، مدینہ منورہ، ممبئی، بریلی شریف	۱۹۹
۵، ۱۲، ۱۹، ۲۶/ ستمبر ۲۰۱۰	بریلی شریف	۱۳۴
۴، ۱۰، ۱۷، ۲۴، ۳۱/ اکتوبر	پورٹلوئیس، ماریشش، بریلی شریف، ممبئی، بریلی	۱۴۵

ملفوظات تاج الشریعہ کی علمی حیثیت و خصوصیت:

ملفوظات تاج الشریعہ میں ایک دو علم و فن نہیں بلکہ کئی علوم و فنون کے جلوے نظر آتے ہیں۔ اس میں علم قرآن و تفسیر کی روشنی ہے، مسائل عقائد و کلام کے تحقیقی مباحث ہیں، فن حدیث و اصول حدیث کے قیمتی فوائد ہیں، فقہ و فتاوی کی انجمن ہے، تصوف و طریقت کے خوش رنگ گلدستے ہیں، سوانح و تذکرۂ اسلاف کی بیش قیمت معلومات ہیں وغیرہ۔

حقیقت تو یہ ہے کہ چند گوشوں کے علاوہ ملفوظات اعلی حضرت اور ملفوظات تاج الشریعہ میں کافی حد تک یکسانیت و مماثلت دیکھنے کو ملتی ہے۔ کسی صاحب قلم نے ملفوظات اعلی حضرت کی

علمی حیثیت اور خصوصیت کے بارے میں لکھا تھا:

''الملفوظ کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ اس میں طریقت ومعرفت کے آداب اور تصوف و سلوک کے اسرار ورموز کے ساتھ ساتھ شریعت کی بھرپور تعلیمات موجود ہیں۔اس میں جابجا اصول وفروعی مسائل میں نقلی دلائل کے ساتھ عقلی دلائل بھی پیش کیے گئے ہیں۔ جابجا بزرگوں کے حکایات وواقعات، ذاتی تجربات ومشاہدات اوراہم سفرنامے درج ہیں۔ بہت سارے ان پیچیدہ سوالات کے جوابات ہیں، جوعلوم وفنون سے اشتغال رکھنے والوں کے ذہن میں پیدا ہوتے ہیں۔'' (مقدمہ الملفوظ،ص:۹،قادری کتاب گھر، بریلی)

ملفوظات تاج الشریعہ کا مطالعہ کرنے کے بعد یہ کہا جاسکتا ہے کہ ملفوظات اعلیٰ حضرت میں پائی جانے والی درج بالاتقریباً تمام خوبیاں ملفوظات تاج الشریعہ میں پائی جاتی ہیں۔اب ہم ملفوظات تاج الشریعہ کی خوبیوں کا ایک خاکہ پیش کرنے کے بعد انھیں مثالوں سے بیان کرنے کی کوشش کریں گے۔

ملفوظات تاک الشریعہ میں پائی جانے والی خوبیاں:

(۱) عقائد وکلام کی تحقیقی بحثیں، (۲) عام فقہی مسائل، (۳) جدید فقہی مسائل، (۴) شبہات کا ازالہ، (۵) اصلاح معاشرہ، (۶) بزرگان دین کے تذکرے، (۷) عشق رسالت و شان رسالت مآب کا ادب، (۸) بدمذہبوں کا رد، (۹) برمحل اشعار کا استعمال، (۱۰) اعلی حضرت کے رسائل کا تذکرہ اوران کی ترغیب۔

(۱) عقائد وکلام کی تحقیقی بحثیں:

تاج الشریعہ سے ۲/مئی ۲۰۱۰ء میں قیام بریلی شریف کے دوران علم کلام کے ایک اہم موضوع ''اللہ عزوجل کے علم ذاتی اور علم رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم'' کے بارے میں سوال کیا گیا، اس کے جواب میں آپ نے بڑا تحقیقی جواب دیا۔ وہ سوال وجواب ذیل میں من وعن نقل ہے:

'' عرض...... ۱۷: ''اللہ رب العزت کا جتنا ذاتی غیب ہے اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کواس سے آگاہ فرمادیا'' کیا یہ عبارت اہل سنت کے عقائد کے مطابق

ہے؟ یا اس میں اللہ تبارک وتعالیٰ کے ذاتی علم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کے برابر بتا کر شرک کیا گیا ہے؟

ارشاد۔۔۔: یہ عبارت اہل سنت و جماعت کے مذہب کے بالکل خلاف ہے اور یہ کلمہ دو وجہ سے کلمۂ کفر ہے ایک تو یہ کہ ''جتنا ذاتی علم غیب'' یہ اس بات میں صریح ہے کہ قائل کے نزدیک معاذ اللہ، اللہ تبارک وتعالیٰ کا علم محدود ہے۔ امام اہل سنت و جماعت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے الدولۃ المکیہ اور خالص الاعتقاد اور انباء المصطفیٰ اور اللؤلؤ المکنون فی علم البشیر ما کان وما یکون اور بہت سارے دوسرے رسائل جن میں حضور سرور عالم صلی اللہ تبارک وتعالیٰ علیہ وسلم کے لیے بعطاے الٰہی علم غیب ثابت کیا ان میں یہ صاف تصریح کی کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا علم، علمِ محیط، تفصیلی بالفعل ہے اور اس کا علم غیر متناہی بالفعل ہے اور یہاں جتنا کہہ کر اُس کو متناہی اور محدود بتایا گیا پھر علم ہو یا قدرت یا کوئی صفت جو اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذاتی صفت ہے اُس میں کسی بندے کی شرکت نہیں ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی صفتِ ذاتیہ کو مخلوق کے لیے ثابت کرنا شرک ہے۔ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تبارک تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ تبارک وتعالیٰ علیہ وسلم کو بعض علم غیب عطا فرمایا اور قرآن کریم سے بھی ثابت ہے۔

وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِہٖ اِلَّا بِمَا شَآءَ

مخلوق اللہ تبارک وتعالیٰ کے علم میں کسی شے کا احاطہ نہیں کرتی مگر اُس کا جو اللہ تبارک وتعالیٰ چاہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضور سرور عالم صلی اللہ تبارک وتعالیٰ علیہ وسلم کو بعض علمِ غیب عطا فرمایا اور اُس بعض میں اتنی کثرت ہے کہ اُنھوں نے اوّلین وآخرین اور ما کان وما یکون اور اُس سے بہت زائد اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی ذات وصفات کا علم اور دُنیا کے فنا ہونے کے بعد قیامت کے بعد تک کا علم حضور سرور عالم صلی اللہ تبارک وتعالیٰ علیہ وسلم کو عطا فرمایا، جس میں وہ علومِ خمس بھی داخل ہیں، جن کے بارے میں بہت سے لوگوں کا خیال یہ ہے کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا نہیں کیے گئے وہ سب بھی حضور سرور عالم صلی اللہ تبارک وتعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ تبارک

وتعالیٰ نے عطا فرمائے جن کی تفصیل الدولۃ المکیہ میں اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بہت ہی اچھی طرح سے فرمائی ہے جس کو اس تفصیل پر اطلاع مقصود ہو تو اس رسالۂ معرکہ کا مطالعہ کرے۔" (انوار تاج الشریعہ، ص:۱۶، ۱۷، مکتبہ امجدیہ، دہلی)

(۲) **عام فقہی مسائل:** منصبی طور تاج الشریعہ ایک مفتی اور فقیہ تھے۔ آپ سے علمی فقہی سوالات کثرت سے ہوتے تھے اور آپ ان سوالات کے جوابات اپنے دارالافتا سے تحریر فرمایا کرتے تھے۔ آپ کی صحبت سے حصول فیض کے لیے آپ کی مجلس کے شرکا آپ سے فقہی سوالات کرتے اور آپ ان کی دینی و فقہی رہنمائی فرماتے۔ آپ کے ملفوظات کا ایک بڑا حصہ ان ہی فقہی سوالات پر مشتمل ہے، بطور مثال چند ملاحظہ فرمائیں:

"**عرض...۵:** قصر کی قضا گھر آ کر پوری یعنی ۴ رکعات پڑھ لی ہوں تو کیا کرے؟

ارشاد...: جیسے قصر کی ادا ہے ویسے ہی قصر کی قضا ہے اور قصر کے معنی ہی ہیں کہ صلوٰۃ رباعیہ جو چار رکعات کی ہے اس کو دو رکعت ادا کیا جائے ظہر میں، عصر میں اور عشاء میں قصر کا حکم ہے اور مغرب اور فجر میں قصر نہیں ہے۔ چار پڑھنا جائز نہیں تھا البتہ اگر اس نے چار پڑھیں اور دو رکعت کے بعد اس نے قعدہ کیا تو اس کا یہ قعدۂ اخیرہ ہے اور باقی دو اس کی نفل ہو گئیں نماز ہو گئی۔" (ایضا، ص:۱۲)

"**عرض...۱:** کیا عورتوں کو لوہے کی انگوٹھی پہننا جائز ہے اور کیا انہیں لوہے کے زیورات پہننے کی اجازت ہے؟

ارشاد...: تانبا، پیتل، لوہا یعنی سونے چاندی کے علاوہ جو دھاتیں ہیں ان کی انگوٹھی اور اس کے زیورات عورت کو بھی ناجائز ہیں اور مرد کو زیور پہننا مطلقاً ناجائز ہے مرد کو ساڑھے چار ماشہ سے کم کی چاندی کی ایک نگ کی ایک انگوٹھی جائز ہے اور عورت کو سونے چاندی کی انگوٹھیاں، چھلے، زیورات یہ سب جائز ہیں یعنی ان کا پہننا جائز ہے اور تانبا، لوہا، پیتل وغیرہ یہ جہنمیوں کا زیور ہے ان کا لباس ہے لہٰذا یہ عورتوں کو بھی ناجائز ہے۔" (ایضا، ص:۳۱)

(۳) **جدید فقہی مسائل:** حالات و تغیرات زمانہ کی کوکھ سے جدید مسائل پیدا

ہوتے رہتے ہیں۔اب ان مسائل کے شرعی احکام کیا ہونے چاہیے، اس کی ذمہ داری ملت کے علما وفقہا پر عائد ہوتی ہے۔ ہندوستان میں فقہی منظرنامے پر صف اول کے جن فقہا کی طرف بکثرت علما وعوام کی نگاہیں اٹھتی ہیں، ان میں ایک نام تاج الشریعہ ازہری میاں رحمۃ اللہ علیہ کا بھی ہے، چناں چہ وقتا فوقتا آپ کی نجی مجلسوں میں بھی جدید فقہی مسائل کے حوالے سے استفسار کیا جاتا اور آپ ان کا تشفی بخش جواب ارشاد فرماتے ہیں۔ مثلاً ۲رمئی بریلی شریف کی مجلس میں خاندانی منصوبہ بندی کے تعلق سے سوال ہوا:

"**عرض... ۶**: خاندانی منصوبہ بندی کرنا جائز ہے یا نہیں ہم لوگ اپنی مرضی سے وقفہ کرتے ہیں یہ کیسا ہے؟"

ل اس کے جواب میں آپ نے خاندانی منصوب بندی کے تمام جائز و ناجائز گوشوں پر اختصار کے ساتھ روشنی ڈالتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"**ارشاد...**: خاندانی منصوبہ بندی اس کے بہت سارے طریقے ناجائز ہیں جن میں نس بندی اور آپریشن کہ بلاضرورت شرعیہ تجرد اور برہنہ ہونا لازم آتا ہے پھر تغیر خلق اللہ، اللہ تبارک وتعالیٰ نے جس چیز کو جس مصلحت کے لئے پیدا کیا ہے اس میں مداخلت اور اس میں تبدیلی کی کوشش جو بہ نص قطعی حرام ہے بھی ہوتی ہے اور تحکیم دائمی یعنی مستقل اور پرمننٹ طور پر عورت کو ناقابل ولادت کردینا، بانجھ کردینا یہ مقصد شرع کے خلاف ہے اور اگر یہ اس طور پر ہو کہ بچہ پیدا ہوگا اس کے رزق کا، اس کی روزی کا کیا اہتمام ہوگا کون اس کو کھلائے گا اور کون اس کی پرورش کرے گا تو یہ اللہ تبارک وتعالیٰ پر توکل کے منافی ہے اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس کو فرمایا:

وَلَا تَقْتُلُوٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ۔ یعنی اپنی اولاد کو تنگدستی کے ڈر سے قتل مت کرو ہم تمہیں بھی روزی دیتے ہیں اور انہیں بھی روزی دیتے ہیں۔

تو یہ بعض حالات میں بالفعل قتل ولد ہوتا ہے کہ نطفہ ٹھہر جاتا ہے اور اس کا اسقاط کرادیتے ہیں یہ حرام قطعی ہے اور بعض حالات میں یہ مثل قتل ولد ہے اور یہ ناجائز وحرام ہے اور اللہ تبارک

وتعالیٰ پر توکل کے منافی ہے لہٰذا فیملی پلاننگ کی جو تدابیر تحکیم دائمی کے لیے کی جاتی ہیں وہ ناجائز و حرام ہیں البتہ بعض حالات میں بعض مصالح معقولہ شرعیہ کی بناء پر اگر مانع حمل دوائیں استعمال کرے جس میں تجرد اور آپریشن کی ضرورت نہ ہو عارضی طور پر تو اس میں حرج نہیں ہے۔"

(ایضا،ص:۱۲، ۱۳)

شبہات کا ازالہ:

حضور نبی کریم ﷺ کے علم غیب پر ایک دیوبندی کے شبہ کا ازالہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"**عرض...۲۶**: ایک دیوبندی عالم نے کہا کہ جنگ خیبر سے واپسی کے وقت ایک یہودی عورت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کی اور آپ علیہ السلام کو زہر ملا کھانا کھلایا اگر آپ علیہ السلام کو علم غیب ہوتا تو زہر ملا کھانا جان بوجھ کر کیوں کھاتے کیوں کہ زہر ملا کھانا تو حرام ہے اس کا رد عنایت فرمائیں اور یہ بھی ارشاد فرمادیں کہ زہر ملا کھانا کھانے میں کیا حکمت تھی؟

ارشاد...: دیوبندی کا یہ اعتراض بے جا ہے ہم یہ کب کہتے ہیں کہ حضور سرور عالم صلی اللہ تبارک وتعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ تبارک وتعالیٰ کے بتائے بغیر علم غیب تھا۔ علمِ غیب ذاتی، محیط، تفصیلی یہ خاص اللہ تبارک وتعالیٰ کا خاصہ ہے جو اس میں سے ایک ذرّہ مخلوق کے لئے ثابت کرے وہ مشرک ہے اور علم عطائی یہ خاص بندوں کے لئے ہے جو اس میں سے ایک ذرّہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے لئے ثابت کرے وہ بھی مشرک ہے اور ہمارا دعویٰ یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضور سرور عالم صلی اللہ تبارک وتعالیٰ علیہ وسلم پر کتاب اتاری اور یہ کتاب یکسر یک وقت نازل نہیں ہوئی بلکہ حسب ضرورت لوگوں کی ضرورت کے پیش نظر نظماً نظماً تھوڑا تھوڑا قرآن نازل ہوتا رہا اور جب قرآن کا نزول مکمل ہوگیا تو حضور سرور عالم صلی اللہ تبارک وتعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ عزوجل نے ماکان وما یکون سب کچھ اولین و آخرین کے علوم اور جو کچھ ہوا اور جو کچھ ہو رہا ہے اور قیامت تک جو کچھ ہوگا سب کا علم آپ علیہ السلام کو دے دیا اور اُس مسموم سے ساق

مسمومہ، زہریلی بکری سے کھانا اس پر یہ دلیل لانا کہ حضور علیہ السلام کو علم غیب نہیں تھا یہ محتمل سے دلیل لانا ہے اور محتمل قابل استدلال نہیں ہے۔ اصول کا قاعدہ یہ ہے کہ: اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال

جب احتمال قائم ہو جائے تو استدلال باطل ہوتا ہے (اور دلیل لانا باطل ہوتا ہے) (تحفۃ الاحوذی، ج۱،ص ۱۲)

یہ کیا ضروری ہے کہ حضور علیہ السلام کو علم غیب نہ تھا۔ حضور سرور عالم صلی اللہ تبارک وتعالیٰ علیہ وسلم، اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے معمور تھے اور حضور علیہ السلام کو اپنے اوپر قیاس کرنا یہ وہابیہ کی محبوبی ہے اور انبیاء کرام علیہم السلام کا معاملہ یہ ہوتا ہے کہ وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات سے اور اس کی صفات سے واقف ہوتے ہیں اور سرِّ قدر پر جو کچھ اللہ تبارک وتعالیٰ نے مقدر فرمایا ہے اس کے راز پر وہ واقف ہوتے ہیں تو حضور سرور عالم صلی اللہ تبارک وتعالیٰ علیہ وسلم، اللہ تبارک تعالیٰ کے حکم سے سرِّ قدر پر واقف تھے اور ان کو یہی حکم تھا یہ ہمارے لیے ہے کہ زہریلی چیز جان بوجھ کر مت کھاؤ لیکن جو سرِّ قدر پر واقف ہے اس کو یہی حکم ہے کہ تم یہ کھاؤ اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے معمور تھے اور اس میں حکمت تھی کہ حضور سرور عالم صلی اللہ تبارک وتعالیٰ علیہ وسلم اس میں سے کھائیں اور یہودیوں کا فریب آشکار ہو اور پھر حضور علیہ السلام کا معجزہ ظاہر ہو کہ ہر شخص جو زہر کھائے وہ مر جائے لیکن یہ حضور علیہ السلام کی روحانیت ہے کہ اس زہر نے حضور علیہ السلام پر اثر انداز نہیں کیا اور یہ بھی آیا ہے کہ حضور علیہ السلام کے بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس میں سے کھایا اور اس سے پہلے کہ حضور علیہ السلام کھاتے حضور علیہ السلام کو خبر ہو گئی اور حضور علیہ السلام نے اپنا ہاتھ روک لیا اور یہ بھی آیا ہے کہ وہ ساق مسمومہ خود بولی آپ علیہ السلام مجھے تناول نہ فرمائیں مجھ میں زہر دیا گیا ہے دس روایات میں سے ایک ہی طریق کو لیتا ہے اور دوسری دس طرق میں جس میں سرکار کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی عظمت ظاہر ہوتی ہے اس کو دباتا ہے یہ کون سی بات ہے۔

(۵) اصلاح معاشرہ:

علمائے کرام، انبیائے عظام کے وارث اور نائب ہوتے ہیں، اس لیے جن مقاصد کی

ترویج وتبلیغ انبیا نے فرمائی، ان کے بعد ان مقاصد کی ترسیل وتبلیغ کا فریضہ علماے ربانیین کی ذمہ داری ہے۔ تاج الشریعہ جہاں اپنی تحریر وتقریر میں اس فریضے کی ادائیگی فرماتے رہے وہیں اپنی مجلسوں میں بھی اس کام کو بحسن خوبی انجام دیتے رہے، چناں چہ فرماتے ہیں:

"**عرض...۲۸:** کیا انگریزی ٹوائلٹ میں کھڑے رہ کر پیشاب کر سکتے ہیں جبکہ طہارت ملحوظ ہو؟ خاص کر سفر کے دوران، ایئرپورٹ یا ہوائی جہاز میں ہوٹل یا کوئی اور پبلک مقام میں یا قوی گمان ہو کہ انگریزی ٹوائلٹ پر بیٹھنے سے بدن اور کپڑوں کی طہارت باقی نہ رہے گی۔

ارشاد...: کھڑے ہو کر پیشاب کرنے میں میری سمجھ میں نہیں آتا کہ طہارت کیسے حاصل ہوگی اس میں چھینٹے اُڑنے کا اندیشہ ہے اور یہ خلاف سنت بھی ہے اگر انگریزی ٹوائلٹ کی سیٹ کا اندیشہ ہے یا مظنون ہے کہ وہ ناپاک ہے تو اس کو اچھی طریقے سے دھو کر صاف کر لے اور پھر رفع حاجت کرے اور محض وہم کی بناء پر یہ سمجھ لینا کہ یہ ناپاک ہے اس سے کوئی حکم ثابت نہیں ہوتا۔" (ایضا ص:۴۹)

(۶) بزرگان دین کے تذکرے:

اسلاف شناسی کا ایک بہترین ذریعہ بزرگان دین کو یاد کرنا بھی ہے جو ایک بابرکت کام ہے اور کیوں نہ ہو کہ صالحین کے ذکر کے وقت ملائکۂ رحمت کا نزول ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ علما و عوام سبھی بزرگان دین متین سے منسوب اجلاس و کانفرنس کرتے رہتے ہیں اور ان کے ذکر سے خود کو شام کام کرتے ہیں۔ تاج الشریعہ کی مجلسوں میں بھی مختلف مواقع اور مناسبت سے بزرگان دین کے تذکرے ہوتے تھے۔ ایک مثال پیش خدمت ہے:

"**عرض...۱:** حضرت علامہ قاری مصلح الدین صدیقی علیہ الرحمۃ والرضوان کے عرس شریف کی مناسبت سے ان کی سیرت پر کچھ ارشاد فرما دیں؟

ارشاد...: حضرت علامہ قاری مصلح الدین صاحب صدیقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ میں حضرت صدر الشریعہ علامہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ سے بیعت

تھے اور انکے خلیفہ بھی تھے اور ساتھ ہی انہیں حضور مفتئ اعظم علیہ الرحمہ سے بھی خلافت حاصل تھی اور مسلک اعلیٰ حضرت کے اپنے زمانے میں بڑے نقیب رہے اور کھوڑی گارڈن مسجد میں اور کراچی میں ان کی خدمات لائق تحسین ہیں اور ان کا ایک بڑا حلقہ جوان سے منسلک ہے وہ الحمد للہ وابستگان سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ ان کی معرفت رضوی حضرات کی ایک بڑی جماعت ہے جو اعلیٰ حضرت رضی اللہ تبارک وتعالیٰ عنہ سے مفتئ اعظم ہند رضی اللہ تبارک وتعالیٰ عنہ سے اور اعلیٰ حضرت رضی اللہ تبارک وتعالیٰ عنہ کے گھرانے سے محبت رکھتے ہیں اور حضرت قاری صاحب کو مجھ سے بڑی محبت بہت انسیت اور بڑا لگاؤ تھا اور میں جب پہلی مرتبہ پاکستان گیا تو انہوں نے میرے ساتھ جلسوں میں اپنا وقت دیا اور کافی محبت سے وہ میرے ساتھ رہے اور جابجا میرا تعارف کرایا اور پھر جب بھی میں پاکستان گیا تو کراچی کا پہلا جمعہ وہ ان کے زمانے سے اب تک یہ پابندی میری چلی آرہی ہے کہ مجھے پہلا جمعہ ان کی مسجد جو کھوڑی گارڈن کی مسجد ہے وہاں ان کی پیشکش پر مجھے پڑھانا ہوتا تھا اور ان کے بعد یہی روش مولانا شاہ تراب الحق صاحب ان کے داماد اور خلیفہ نے رکھی اور وہ بھی حضرت قاری صاحب کے بڑے محب اور بڑے چہیتے اور مسلک اعلیٰ حضرت کے نقیب اور حضور مفتئ اعظم ہند رضی اللہ تبارک وتعالیٰ عنہ سے وابستہ ہیں اور الحمد للہ رضویت کی بڑی چھاپ حضرت مولانا قاری مصلح الدین صاحب پر تھی اور ان کے بعد رضویت کا بڑا کام حضرت مولانا شاہ تراب الحق صاحب کررہے ہیں۔" (ایضا، ص:۲۵)

بد مذہبوں کا رد: خانوادۂ اعلی حضرت کا یہ امتیازی وصف ہے کہ ہر موقع اور ہر موڑ پر اس خانوادے کے جلیل القدر افراد نے بے دینوں اور بد مذہبوں کا رد بلیغ فرمایا، علامہ نقی علی خان ہو کہ اعلی حضرت، حجۃ الاسلام ہو کہ مفتی اعظم ہند، ان تمام حضرات کی تحریر کردہ کتابیں اور ان کی کتاب زندگی کا مطالعہ کیجیے، بد مذہبوں کی تردید سے متعلق کثیر واقعات مل جائیں گے بلکہ حق تو یہ ہے کہ" خانوادۂ اعلی حضرت اور بد مذہبوں کا رد بلیغ" کے عنوان سے مستقل ایک کتاب لکھی جاسکتی ہے۔ نسلاً بعد نسل یہ وصف تاج الشریعہ کے اندر بھی منتقل ہوا اور آپ نے بھی پوری زندگی بد مذہبوں کے رد بلیغ کی کوشش فرمائی، حتی کہ نجی محفلوں میں بھی رد فرمایا اور عوام کو ان سے

بچنے کی تاکید فرمائی، انوار تاج الشریعہ میں ہے:

''آج کل نام نہاد اہل حدیثوں نے جگہ جگہ یہ شور مچا رکھا ہیا ور غالباً ان کا جو پیس ٹی وی وغیرہ چلتا ہے اس میں انہوں نے اپنی تقریروں میں بھی کہا کہ آخری نماز وتر کی نماز ہونی چاہیے وتر کے بعد کوئی نفل نماز نہیں اور اس سلسلے میں سائل نے کوئی حدیث بیان نہیں کی لیکن اس سلسلے میں مجھے ایک حدیث ملی حدیث شریف یہ ہے کہ:

ان اللہ قد امدکم بصلاۃ وھی خیر لکم من حمر النعم وھی الوتر فجعلھا لکم فیما بین العشاء الی طلوع الفجر (سنن ابي داؤد)

اس حدیث کا ترجمہ یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے کرم سے تم کو ایک نماز عطا فرمائی ہے جو تمہارے لئے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔ سرخ اونٹ عربوں کے نزدیک بہت اچھا مال سمجھا جاتا تھا تو فرمایا وہ نماز وتر ہے اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس کو نمازِ عشاء سے لے کر نمازِ فجر اس درمیان میں رکھا ہے اس سے یہ کہاں نکلا کہ آخری نماز وتر ہونا چاہئے اور وتر کے بعد کوئی نماز نہیں ہونا چاہئے یہ سلفیوں کی بڑی زیادتی ہے اور ان کی بد عقلی ہے کہ وہ اس طریقے سے احادیث میں اپنی طرف سے تراش خراش کرتے ہیں اور اپنے خیالوں کے مطابق احادیث کو کرنا چاہتے ہیں اس حدیث سے یہ مفہوم ہرگز نہیں نکلتا اور ممانعت کسی چیز سے جب تک اللہ عزوجل اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے منع نہ کریں وہ چیز ہرگز منع نہیں ہوسکتی یہ ان حضرات کی زیادتی اور ان کی بد عقلی ہے یہ بہت سارے خیرات سے اور بہت سارے افعالِ خیر سے نیک کاموں سے انہی حیلوں، حوالوں سے منع کرتے ہیں۔

دوسری حدیث یہ ہے: من خاف لا یقوم آخر اللیل، فلیوتر أوله، ومن طمع أن یقوم أخره فلیوتر أخر اللیل، فان صلاۃ أخر اللیل مشھودۃ، وذالک أفضل۔ أخرجه مسلم

حضرت جابر رضی اللہ تبارک وتعالیٰ عنہ سے یہ حدیث مروی ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ تبارک وتعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس کو یہ خوف ہو کہ وہ پچھلی رات میں جاگ نہیں سکے گا تو وہ وتر

پہلے پڑھ لے اور جس کو یہ بھروسہ ہو کہ وہ پچھلی رات میں جاگ سکتا ہے لہٰذا وہ اپنی نماز وتر کو اٹھا کرر کھے اور وہ پچھلی رات میں اس کو پڑھے تو اس حدیث سے تو اجازت مل گئی خاص کہ وتر میں اختیار ہے یا تو پہلے ہی پڑھ لے اور اگر اپنے اوپر اس کو بھروسہ ہے کہ وہ جاگ جائے گا تو وہ وتر کو اٹھا کرر کھے اور تہجد کے بعد وتر پڑھے۔ اب سلفیوں کا معاملہ یہ ہے کہ جو ان کے مطلب کی ہوتی ہے اس کو لے لیتے ہیں اور جو ان کے مطلب کے خلاف ہوتی ہے اس کو چھوڑ دیتے ہیں اس حدیث سے ان کے اس معاملے پر گواہی ثابت ہوگئی اور ان کی بدعقلی اور ان کی ہوا اپنی ہوائے نفس کی پرستش اس سے ثابت ہے۔

ایک حدیث اور ہے: فقد ذهب كل صلاة الليل والوتر فأوتروا قبل طلوع الفجر

اس سے بھی کوئی مدعا ثابت نہیں ہوتا اس میں سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ فرمایا کہ جب صبح صادق طلوع کر لے تو اب نماز، رات میں جو نمازیں پڑھی جاتی ہیں فرضِ عشاء اور اس کے بعد تہجد، نوافل اور وتر اب ان کا وقت نہ رہا اگر یہ نمازیں نہیں پڑھیں فرض و وتر نہیں پڑھے تو یہ نمازیں قضا ہو گئیں اور اگر اب پڑھ لیا تو اس وقت میں وتر وغیرہ کا وقت نہیں ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ فرمایا کہ طلوع فجر سے پہلے پہلے وتر پڑھ لے اگر اس نے طلوع فجر سے پہلے پہلے وتر نہیں پڑھے تو وتر قضا ہو جائیں گے اب اس کو طلوع فجر کے بعد پڑھے ادا نہیں ہوں گے بلکہ قضا ہوں گے۔

ان احادیث سے وجوب وتر ثابت ہوا لیکن یہ جو خود ساختہ نیا حکم نکالا کہ وتر ساری نمازوں کے بعد اور تہجد کے بعد وتر پڑھنا ضروری ہے یہ ان کی تراش خراش ہے اور ان کی میری دانست میں جہاں سے یہ سلفیت نکلی ہے اور جہاں یہ لوگ پاور میں ہیں میں نے وہاں پر بھی یہ عمل نہیں دیکھا میں نے وہاں پر بھی یہی دیکھا کہ وتر وہ لوگ عشاء کے ساتھ پڑھ لیتے ہیں۔'' (ایضاً،ص:۳۱۷)

برمحل اشعار کا استعمال:

کہتے ہیں کہ نثر کے مقابلے میں نظم کی اہمیت زیادہ ہوتی ہے، اس کی وجہ نظم کے اندر پائی جانے والی ایک مخصوص کشش اور اس کا زود اثر ہونا ہے؛ اسی لیے مصنفین و مقررین کا یہ عام

طریقہ ہے کہ وہ موقع کی مناسبت سے کبھی کبھی کچھ اشعار پیش فرماتے ہیں جس سے تحریر و تقریر میں ایک عجب سی چاشنی محسوس ہونے لگتی ہے۔ تاج الشریعہ کے ارشادات وفرمودات میں بھی یہ خصوصیت پائی جاتی ہے کہ آپ موقع کی مناسبت سے اشعار کہا کرتے ہیں جیسا کہ ۳۰/مئی ۲۰۱۰ بریلی شریف کی مجلس میں سوال ہوا کہ لوح محفوظ کیا ہے؟ تو آپ نے تفصیلی و تحقیقی جواب ارشاد فرمایا، اسی ارشاد میں ہے:

”یہاں تک تعریفات سے لوح محفوظ کا بیان قدرے تصرف کے ساتھ مذکور ہوا، اب میں کہتا ہوں کہ لوح اول جس کو روح عالم کے قائم مقام فرمایا گیا اس کا مصداق حضور سرور عالم ﷺ ہیں، جو اللہ کا نور ہیں، جن کا نور مادّۂ عالم ایجاد ہے، وہی نور حقیقت محمد یہ ﷺ ہے، وہی اول مخلوق ہے، وہی عقل اوّل کا مصداق ہے، کائنات میں جو کچھ ہے اسی حقیقت واحدہ کے تعینات اور اسی نور کی تجلیات ہیں، لوح محفوظ کا علم ان کے سمندر علم کا ایک قطرہ ہے اور ان کے دفتر معرفت کی ایک سطر ہے، بلکہ لوح محفوظ کا وجود اسی حقیقت محمد یہ سے ہے، اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

محمد مظہر کامل ہے حق کی شان عزّت کا
نظر آتا ہے اس کثرت میں کچھ انداز وحدت کا
یہی ہے اصل عالم مادۂ ایجاد خلقت کا
یہاں وحدت میں برپا ہے عجب ہنگامہ کثرت کا

امام بوصیری اسی لیے فرماتے ہیں:

فان من جودک الدنیا وضرّتها
ومن علومک علم اللوح والقلم

(ایضاً،ص:۷۰)

اسی طرح بنارس کی محفل میں صدیقین و صالحین میں فرق کی وضاحت فرماتے ہوئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شان میں مختلف مقامات کئی اشعار پیش

فرمائے، جو درج ذیل ہیں:

خاص اُس سابق سیر قُربِ خدا
اوحد کاملیت پہ لاکھوں سلام

سایۂ مصطفی مایۂ اصطفی
عز و ناز خلافت پہ لاکھوں سلام

یعنی اس افضل الخلق بعد الرسل
ثانی اثنین ہجرت پہ لاکھوں سلام
اصدق الصادقین سید المتقین
چشم و گوشِ وزارت پہ لاکھوں سلام
اہل سنت کا ہے بیڑا پار اصحاب حضور
نجم ہے اور ناؤ ہے عترت رسول اللہ کی

اعلیٰ حضرت کے رسائل کا تذکرہ اور ان کے مطالعے کی ترغیب:

علم غیب کے بارے میں سوال کے جواب میں ارشاد ہے:

”امام اہلِ سنت و جماعت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے الدولۃ المکیہ اور خالص الاعتقاد اور انباء المصطفیٰ اور اللؤلؤ المکنون فی علم البشیر ماکان ومایکون اور بہت سارے دوسرے رسائل جن میں حضور سرور عالم صلی اللہ تبارک وتعالیٰ علیہ وسلم کے لئے بعطائے الٰہی علم غیب ثابت کیا۔۔۔جن کی تفصیل الدولۃ المکیہ میں اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بہت ہی اچھی طرح سے فرمائی ہے جس کو اس تفصیل پر اطلاع مقصود ہو تو اس رسالہ معرکہ کا مطالعہ کرے۔“ (ایضا،ص:۶۱، ۱۷)

دوسرے مقام پر فرماتے ہیں:

’’حکم شرع ہے عمل اس لیے ہوتا ہے اور کچھ حکمتیں کتب فقہ میں بیان کی ہیں اعلیٰ حضرت عظیم البرکت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی کتاب ’’انھار الانوار من یم صلوٰۃ الاسرار‘‘ میں کچھ اس کے نکات بیان کئے ہیں جو اس وقت مجھے یاد نہیں ہیں جن صاحب کو شوق ہو وہ فقہ کی کتابوں کی طرف رجوع کرے اور ’’**انہار الانوار من یم صلوٰۃ الاسرار**‘‘ کا مطالعہ کرے۔‘‘

(ایضا،ص:۲۸)

❁❁❁

الفردۃ شرح قصیدۃ البردۃ: ایک تعارفی جائزہ

از: مفتی توفیق احسنؔ برکاتی [جامعہ اشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ]

جانشین مفتی اعظم ہند، نبیرہ حجۃ الاسلام، حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا قادری علیہ الرحمہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری قدس سرہ کے علمی فیضان سے پوری طرح مالا مال تھے، انھیں اس مسندِ علم و تحقیق پر متمکن ہونے کا پورا حق تھا جس پر مجدد اعظم، فقیہ اسلام، اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ تشریف رکھتے تھے، ان کے بعد شہزادگانِ گرامی حجۃ الاسلام اور مفتی اعظم علیہما الرحمہ ان کے جانشین ہوئے اور فتویٰ نویسی کی مسندِ زریں کو سنبھالا دیا۔ علامہ تاج الشریعہ نے بریلی شریف میں تقریباً دو صدی سے قائم مرکزی دار الافتاء کو وقار بخشا اور ان کے فتوے پوری دنیا میں اعتبار کی نگاہ سے دیکھے جانے لگے۔ حضور مفتی اعظم کے وصال سے جو علمی و روحانی خلا محسوس کیا جانے لگا تھا، تاج الشریعہ کی علمی ذات سے وہ خلا بہت جلد پر ہو گیا اور دنیا پھر ایک تجربہ کار مفتی، متبحر عالم دین، قابل قدر مربی اور ہمہ رنگ علمی شخصیت کے جاہ و جلال کی شیدا ہوئی۔ بریلی کا دار الافتاء شہرتوں کی بلندیاں چڑھنے لگا اور جماعت اہل سنت کا حوصلہ فزوں ہوا۔ تاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے اپنا دینی و مسلکی تصلب باقی رکھا، اور اس کے خلاف بکواس کرنے والوں کو کرارا جواب دیا، اپنی تقریر و خطابت میں ایسوں کا رد بلیغ فرمایا، کتابوں میں ان کے غلط نظریے کی تردید کی۔ دشمنان اسلام کی جانب سے ابھرنے والے ہر الزام کا تحریراً و تقریراً جواب دیا۔ اپنے متعلقین و وابستگان کو مسلک حق [مسلک امام احمد رضا] پر سختی سے قائم رکھنے کا حکم دیا۔ امام احمد رضا قادری کے افکار و اذکار کو دنیا کی مختلف زبانوں میں، مختلف ممالک میں عام و تام کیا، اردو، فارسی، عربی کتابوں کے تراجم منظر عام پر آئے، ان زبانوں میں

با قاعدہ ان کی مستقل تصانیف شائع ہوئیں۔علمی و تحقیقی مضامین لکھے اور ''تحقیق ازہری'' کا ایک نیا زاویۂ نظر سامنے آیا۔تعلیمی وتربیتی مرکز'' جامعۃ الرضا'' قائم فرمایا اوراس میں علم و تحقیق کے نئے شعبے وجود میں آئے۔اس چشمۂ علم سے ہزاروں تشنگان محبت نے سیرابی حاصل کی، یہ سلسلہ ان کے وصال کے بعد باقی ہے۔وہ چہرہ فقط ہماری نگاہوں سے اوجھل ہوا ہے،لیکن اس علمی آفتاب کی کرنیں چھن چھن کر باہر آ رہی ہیں اور لوگوں کے اذہان وافکار منور ہو رہے ہیں۔ اس تحریر میں ان کی تحریر کردہ کتابوں، تراجم،تعلیقات اور مضامین کی ایک نا تمام فہرست اور بالخصوص ان کی عربی کتاب ''الفردۃ فی شرح البردۃ'' کامختصراً تعارفی جائزہ پیش کیا جارہا ہے جس کے مطالعہ سے ان کے علمی قد کی بلندی کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کے سوانح نگاروں نے ان کے علمی و تحقیقی مضامین اور کتب ورسائل کی تعداد چار درجن سے زائد بتائی ہے،جن میں اردو،عربی اور انگریزی زبانوں میں مستقل تصانیف ہیں، کچھ اردو،عربی تراجم ہیں،بقیہ شرحیں اور تعلیقات ہیں۔مولانا محمد شہاب الدین رضوی نے'' حیات تاج الشریعہ''[طبع،فروری ۲۰۰۸ء]میں ان کی مطبوعہ،غیر مطبوعہ ۳۶رتصانیف وتراجم اور مقالات کے اسماشمار کرائے ہیں۔مولانا محمد یونس رضا اویسی نے ''سوانح تاج الشریعہ''[۲۰۱۸ء]میں ۶۱ کتب ومقالات کا ذکرکیا ہےاور بیشتر کا تعارف پیش کیا ہے۔راقم الحروف نے تصانیف تاج الشریعہ کی جوحتمی فہرست تیار کی ہے وہ درج ذیل ہے:

عربی،اردو تصانیف:[۱]الحق المبین [عربی،اردو][۱]دفاع کنزالایمان [اردو] [۳] ٹی وی اور ویڈیو کا آپریشن [اردو][۴] تصویروں کا شرعی حکم [اردو][۵] شرح حدیث نیت [اردو][۶] حضرت ابراہیم کے والد تارخ یا آزر؟[عربی،اردو][۷] ٹائی کا مسئلہ [اردو][۸] ایک اہم فتویٰ [اردو][۹] تقدیم: تجلیۃ السلم [مصنفہ امام احمد رضا][۱۰] تین طلاقوں کا شرعی حکم [اردو][۱۱] آثارِ قیامت [اردو][۱۲] ہجرتِ رسول [اردو][۱۳] سفینۂ بخشش [شعری مجموعہ][۱۴] رویتِ ہلال [اردو][۱۵] چلتی ٹرین پر نماز کا حکم [اردو][۱۶] افضلیت صدیق اکبر و فاروق اعظم [اردو][۱۷] سعودی مظالم کی کہانی اختر رضا کی زبانی [اردو][۱۸] فتاویٰ

تاج الشریعہ [دو جلدیں][۱۹] سنو، چپ رہو [اردو][۲۰] اسمائے سورہ فاتحہ کی وجہ تسمیہ [اردو][۲۱] مرأۃ النجدیۃ بجواب البریلویۃ، دو جلدیں [عربی][۲۲] شرح حدیث الاخلاص [عربی] [۲۳] القول الفائق لحکم الاقتداء بالفاسق [عربی][۲۴] تعلیقات زاہرۃ علی صحیح البخاری [عربی][۲۵] نموذج حاشیۃ الازہری [عربی][۲۶] الصحابۃ نجوم الاھتداء [عربی][۲۷] منحۃ الباری فی شرح البخاری [عربی][۲۸] الفردۃ شرح قصیدۃ البردۃ [عربی][۲۹] حاشیۃ عصیدۃ الشھدۃ شرح قصیدۃ البردۃ [عربی][۳۰] نھایۃ الزین فی التخفیف عن ابی لھب یوم الاثنین [عربی]

[۳۱] القمع المبین لامال المکذبین [عربی][۳۲] سد المشارع [عربی][۳۳] ازھر الفتاویٰ [انگریزی][۳۴] ملفوظات تاج الشریعہ [اردو، قلمی]

عربی، اردو تراجم:

[۳۵] برکات الامداد [مصنفہ امام احمد رضا][اردو سے عربی][۳۶] تیسیر الماعون [مصنفہ امام احمد رضا][اردو سے عربی][۳۷] شمول الاسلام [مصنفہ امام احمد رضا][اردو سے عربی][۳۸] عطایا القدیر [مصنفہ امام احمد رضا][اردو سے عربی][۳۹] فقہ شہنشاہ [مصنفہ امام احمد رضا][اردو سے عربی][۴۰] اھلاک الوھابین [مصنفہ امام احمد رضا][اردو سے عربی][۴۱] الھادی الکاف [مصنفہ امام احمد رضا][اردو سے عربی][۴۲] قوارع القھار فی رد المجسمۃ الفجار [اردو سے عربی][۴۳] سبحان السبوح عن عیب کذب المقبوح [اردو سے عربی][۴۴] حاجز البحرین الواقی عن جمع الصلاتین [اردو سے عربی][۴۵] الامن و العلیٰ لناعتی المصطفیٰ بدافع البلاء [اردو سے عربی][۴۶] النھی الاکید عن الصلوٰۃ وراء عدی التقلید [اردو سے عربی][۴۷] قصیدتان رائعتان [مصنفہ امام احمد رضا][عربی سے اردو][۴۸] المعتقد المنتقد [مصنفہ مولانا فضل رسول بدایونی][عربی سے اردو][۴۹] الزلال الانقیٰ [مصنفہ امام احمد رضا][عربی سے اردو][۵۰] انوار المنان

فی توحید القرآن [مصنفہ امام احمد رضا][عربی سے اردو]

ان کے علاوہ بہت سے مصنفین کی کتب پر تقاریظ ،تقدیمات ،تاثرات ،خطوط ،اور مختلف موضوعات پر بیش قیمت مضامین حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی قلمی یادگار ہیں ،کچھ قسط وار مضامین ہیں ،جو ماہ نامہ اعلیٰ حضرت اور ماہ نامہ سنی دنیا وغیرہ میں شائع ہوئے ۔ ضرورت ہے کہ ان سب کو جمع کر کے ''مضامین تاج الشریعہ'' کے نام سے شائع کر دیا جائے ، جو حضرت کی بارگاہ میں بہت بڑا اخراج عقیدت ہوگا اور ایک گراں قدر علمی کام بھی ۔مولانا محمد شہاب الدین رضوی نے حضرت کے کچھ نادر فتاویٰ اور خطوط کا عکسی ایڈیشن ''نوادراتِ تاج الشریعہ'' کے نام سے مرتب کر کے شائع کر دیا ہے، جو ایک اچھا کام ہے۔علامہ تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کا شعری مجموعہ ''سفینۂ بخشش'' محبتوں اور عقیدتوں کا گلستان ہے ،جس کا ہر حمدیہ و نعتیہ کلام عشق کی روشنائی میں ادب کا قلم ڈبو کر شائستگی کے کاغذ پر لکھا گیا ہے، کہ انھیں ارادت کی گہری نفسیات کی چھاؤں میں پڑھا جائے تو عجب کیفیت کا سچا احساس ہوگا اور دل کی دنیا مشغول سفر محبت ہو جائے گی ۔ یہ مجموعہ ایک زمانے سے طبع ہو رہا ہے اور اہل ذوق اسے مطالعے کی میزان پر رکھتے ہیں۔راقم الحروف نے اسے مکمل پڑھا ہے اور محظوظ ہوا ہے۔خوشی کی بات یہ کہ پڑوسی ملک پاکستان کے شہر کراچی سے ''سفینۂ بخشش'' کے نام سے باقاعدہ ایک علمی وادبی سہ ماہی رسالہ محترم محمد یونس شاکر اختر القادری کی ادارت میں نکلتا ہے جس کا ایک شمارہ [جولائی تا ستمبر ۲۰۱۴ء] راقم کے موبائل میں پی ڈی ایف شکل میں موجود ہے ۔ اس شمارے کے ''بہارِ حدیث'' کالم میں تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کا ایک مضمون ''لعنتی لوگ'' کے عنوان سے تین صفحے میں شائع کیا گیا ہے۔ یہ بہت عمدہ مضمون ہے اور تاج الشریعہ کے اخاذ ذہن کا منہ بولتا ثبوت بھی ۔

راقم الحروف کے ذہن میں تصانیف تاج الشریعہ کے حوالے سے اہل علم کو ایک مشورہ ہے کہ اگر غور کر لیا گیا تو اس پر عملی اقدام ایک بہت بڑا علمی کام ثابت ہوگا ، مجھے امید ہے کہ شہزادۂ گرامی حضرت مولانا عسجد رضا قادری اور ان کے رفقا اس سلسلے میں توجہ فرمائیں گے ۔تاج

الشریعہ علیہ الرحمہ کی تحریر کردہ جتنے عربی ، اردو رسائل ہیں انھیں الگ الگ ”رسائل تاج الشریعہ“[عربی ، اردو] کے نام سے مرتب کر کے شائع کیا جائے، تاکہ ان کی تمام تر علمی وقلمی یادگاریں یکجا اہل علم کے مطالعے میں آئیں اور ان پر تحقیق و تجزیہ کا کام بآسانی کیا جا سکے۔ ورنہ الگ الگ کتابوں کی دستیابی ایک مشکل کام ہوتا ہے، کچھ تصانیف ایک بار طبع ہوئیں پھر مارکیٹ سے غائب ہیں، کچھ عالم عرب سے شائع ہوئی ہیں، اگر ایک ساتھ انڈیا سے ان سب کی طباعت ہو جائے تو بہت بہتر ہوگا۔

سر دست علامہ تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی مہتم بالشان کتاب ”**الفردۃ شرح قصیدۃ البردۃ**“ کا مختصر تجزیاتی مطالعہ پیش خدمت ہے:

علامہ محمد بن سعید شرف الدین بوصیری قدس سرہ ساتویں صدی ہجری کے ایک صوفی مصری شاعر اور سلسلہ شاذیہ کے صاحب نسبت و اجازت بزرگ تھے، ان کی ولادت دلاص میں ۶۰۸ھ میں اور وفات اسکندریہ میں ۶۹۷ھ میں ہوئی، عربی زبان کے قادر الکلام شاعر اور پختہ فکر ادیب کا مکمل دیوان مصر سے کئی بار چھپ چکا ہے، جس میں مختلف متصوفانہ و عارفانہ موضوعات پر کئی مہتم بالشان قصائد موجود ہیں اور کچھ کے تراجم دنیا کے مختلف زبانوں میں ہو چکے ہیں۔ البتہ اس صوفی نعت گو شاعر کو سب سے زیادہ شہرت ان کے حالت مرض میں تحریر کردہ ”قصیدہ بردہ“ کو حاصل ہوئی، اس ناموری کی کئی وجوہات میں ایک اہم وجہ اس ”قصیدہ میمیہ“ کا بارگاہ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں مقبول ہونا ہے، فالج زدہ حالت میں وہ نعتیہ قصیدہ تحریر کرنا، خواب میں صاحب نعت کی زیارت، قصیدے کی سماعت، اور چادر مبارک کا حصول، فالج شدہ حصہ کا مکمل شفایاب ہونا اور پھر اس واقعے سے کئی واقعات کا جڑنا یہ ایسے حقائق ہیں جنھوں نے قصیدہ بردہ کو شہرت کے بام عروج تک پہنچا دیا، ایک وجہ اور بھی ہے کہ یہ شاعری دل کی شاعری ہے، آمد کی شاعری ہے، آپ بیتی ہے، جس نے رفتہ رفتہ جگ بیتی کا درجہ حاصل کر لیا ہے۔

قصیدہ بردہ شریف کی اولاً متعدد عربی شروحات، تضمینات، تشطیرات اور تراجم لکھے گئے، دنیا کی مختلف زبانوں میں منثور و منظوم ترجمہ آج تک ہو رہا ہے اور بے شمار شرحیں کچھ مختصر

کچھ طویل آج تک لکھی جا رہی ہیں، اس قصیدے کے عرب شارحین میں ابن الصائغ، علی بن محمد قلصائی، شہاب الدین ابن العماد، علاء الدین بسطامی، یوسف بن ابی اللطف، یوسف بسطامی، ملا علی قاری، شیخ زادہ محی الدین، جلال الدین محلی، محمد بن احمد مرزوقی، عبد الحق بن عبد الفتاح، محمد مصری، زکریا انصاری، علامہ عمر خرپوتی، امام قسطلانی، محمد بن مصطفی مورنی، محمد عثمان مرغنی، شیخ حسن عدوی اور علامہ باجوری نمایاں ہیں- مذکورہ شارحین کا زمانہ آٹھویں صدی ہجری کے نصف آخر سے لے کر چودھویں صدی ہجری کے آغاز تک ہے۔ قصیدہ بردہ کے عربی شارحین میں تاج الشریعہ علامہ مفتی محمد اختر رضا قادری علیہ الرحمہ کا نام بھی شامل ہے۔ فارسی زبان میں سب سے معروف منظوم ترجمہ علامہ عبد الرحمن جامی کا ہے، اردو میں دکنی شاعر محمد فیاض الدین نظامی کا منظوم ترجمہ کافی اہم مانا گیا ہے، ماضی قریب اور موجودہ عہد کے شارحین میں علامہ ابو الحسنات محمد احمد قادری پاکستانی کی کتاب ''طیب الوردہ شرح قصیدہ بردہ'' اور استاذ گرامی مولانا نفیس احمد مصباحی کی ''کشف بردہ'' راقم کی نگاہ سے گزری ہے-

قصیدہ بردہ کے اردو منظوم تراجم میں تین راقم کے مطالعے میں آئے ہیں، ایک دائرہ شاہ اجمل، الہ آباد کے سجادہ نشیں ممتاز شاعر و ادیب حضرت سید محمد اکمل اجملی جنیدی کا ''قصیدہ حضرت امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ'' کا منظوم ترجمہ (سال نامہ اہل سنت کی آواز، مارہرہ، شمارہ: اکتوبر ۲۰۱۰ء، ص: ۱۶۲ تا ۱۷۶) اور اہم بات یہ کہ یہ منظوم ترجمہ بھی میم کے قوافی میں ہے جیسا کہ قصیدہ بردہ شریف ہے- دوم ممتاز شاعر سجاد حسین ساجد کا ''ساقی کوثر'' (سہ ماہی فروغ نعت، اٹک پاکستان، شمارہ ۶- ۲۰۱۴ء) سوم مفتی سید عبد الفتاح اشرف علی گلشن آبادی علیہ الرحمہ کا، جو ''دیوان اشرف الاشعار'' میں شامل ہے۔

علامہ تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کے قلم زرنگار سے منصۂ شہود پر جلوہ گر عربی شرح ایک علمی و ادبی شاہکار کا درجہ رکھتی ہے جس میں شارح نے متعدد علوم و فنون کو جمع کر دیا ہے۔ جس طرح امام شرف الدین بوصیری نے اس کلام میں بے شمار علوم و معارف کا خزانہ جمع کیا ہے، ان کا ہر شعر ایک مستقل مفہوم بیان کرتا ہے، اس میں دین کے سچے عقائد و نظریات کی حقیقت پنہاں ہے،

شریعت کا حسن بھی ہے، طریقت کا جمال بھی، محبت کی تازگی بھی ہے، ادب کی کرشمہ سازی بھی ، علم بھی ہے، فن بھی، ذکر بھی ،فکر بھی، تدبر بھی ہے، تفکر بھی، سوز بھی ہے، ساز بھی۔ شارح علام نے اپنی شرح میں بھی بے شمار علوم متداولہ کا جلال و جمال بھر دیا ہے، مثلاً لغت ،نحو، صرف، معانی، بیان ، بدیع، منطق، کلام، حدیث و اصول حدیث، فقہ و اصول فقہ، تصوف جیسے علوم وفنون کی اصطلاحات اوران کی تشریحات بھی درج کردی ہیں، جس سے قصیدے میں مستعمل الفاظ و تراکیب کی تفہیم سہل ہوگئی ہے۔ شاعر عشق نے جہاں جہاں عقائد اہل سنت کے بیان میں نکتہ آفرینی کا رنگ سمویا تھا، شارح علام نے ان کی ایسی تشریح فرمائی ہے کہ وہ عقائد پوری طرح مجلّا ہوگئے ہیں۔ جو بہت بڑی خوبی ہے۔

”الفردۃ فی شرح البردۃ“ کا عربی متن محب گرامی مولانا محمد عاشق حسین کشمیری مصباحی کی جمع وترتیب سے منظر عام پر آیا ہے جس کے مجموعی صفحات ۳۰۹ ہیں۔ آغاز میں محمد خالد مکی نے شارح قصیدہ علامہ تاج الشریعہ کی مختصر سوانح لکھی ہے، اس کے بعد راقم الحروف کے دادا استاذ حضرت مفتی محمد شبیر حسن رضوی کا گراں قدر مقدمہ شامل کتاب ہے، ان کا کہنا ہے:

”قام الشیخ الکبیر بشرح ھٰذہ القصیدۃ الشریفۃ بعبارۃ فصیحۃ لھا فی النفس أثر خلاب بأسالیب رائعۃ تختلب الأذھان و تثیر الوجدان، واختار من الألفاظ و الأسالیب أخفھا علیٰ السمع و أقواھا أثراً فی النفوس و أروعھا حسناً و جمالاً۔ الخ“[ص:ہ]

مقدمہ نگار نے شرح قصیدہ بردہ کی چند خصوصیات پر روشنی ڈالی ہے مثلاً شارح نے قصیدے میں شامل تمام الفاظ مفردہ کی لغوی واصطلاحی تشریح کردی ہے اوران دونوں معانی کے مابین وجہ اشتراک بھی بیان کی ہے اور کلام عرب [نثر و نظم] سے مثالیں بھی درج کی ہیں جس سے ان الفاظ کے معانی مجلّا ہوگئے ہیں۔ اشعار میں شامل مشکل کلمات کا نحوی، صرفی حل بھی پیش کیا ہے، ساتھ ہی نقل و بیان کی خوبی کی جانب اشارہ بھی کیا ہے، ایسی جگہوں پر وجوہِ اعراب سے بھی بحث کی ہے اور شاعر کی مراد کو منکشف کردیا ہے۔ اشعار کے ظاہر و باطن میں موجود فصاحتوں،

بلاغتوں اور الفاظ وتراکیب میں حسن ترتیب، تشبیہ واستعارہ، مجاز وحقیقت، محسنات لفظیہ ومعنویہ بھی بیان کردیے ہیں اور مثالوں سے ان کی وضاحت بھی کردی ہے۔قصیدہ بردہ کے شارحین کے تسامحات بھی گنائے ہیں اور دلائل وشواہد کی روشنی ان کی تضاد بیانی، غیرضروری تشریحات اور نقد وجرح کا جائزہ بھی لیا ہے اور معروضی انداز میں اپنی بات رکھی ہے۔ ہر شعر کی ایسی تشریح و توضیح کی ہے جوشاعر قصیدہ کا حقیقی عندیہ ہے گویا ''المفھوم فی بطن الشاعر'' کا جلال و جمال پوری طرح شرح کے رخ پر نمودار ہوگیا ہے اور شاعر کی مراد تک رسائی ممکن بنادی گئی ہے۔

شاعر نے جہاں جہاں دین حق کے بنیادی نظریات ومبادیات پیش کیے تھے، بے شمار شواہد عقلیہ ونقلیہ کی روشنی میں شارح نے ان حقائق سے پردہ اٹھایا ہے اور جہاں ضرورت پڑی ہے بدباطن فرقوں اور باطل نظریات کے حامل افراد پر سخت تنقید وتردید بھی کی ہے۔ایسے مقامات پر شارح نے امام احمد رضا کی تصانیف سے کافی استفادہ کیا ہے اور انکشاف حقیقت کے معاملے میں کسی لومہ لائم کی بالکل پروانہیں کی ہے جوخانوادۂ رضا کا اپنا امتیاز ہے۔

قصیدہ بردہ کل دس فصلوں پر مشتمل ہے۔جن کی تفصیل یہ ہے:

الفصل الاول فی ذکر العشق، الفصل الثانی فی منع ھوی النفس، الفصل الثالث فی مدح رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم، الفصل الرابع فی مولدہ علیہ افضل الصلوٰۃ و السلام ،الفصل الخامس فی معجزاتہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ،الفصل السادس فی شرف القرآن الکریم و مدحہ ،الفصل السابع فی اسراءہ و معراجہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم، الفصل الثامن فی جھاد النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم ،الفصل التاسع فی التوسل بالنبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم ،الفصل العاشر فی المناجذۃ وعرض الحاجات۔

ان دس فصلوں میں موجود اشعار کی تعداد ۱۶۰ ہے، اس کے بعد سات اشعار بعض صالحین کا اضافہ ہیں، جوقصیدۂ بردہ کی طرز پر تحریر کیے گئے ہیں جن کے متعلق علامہ تاج الشریعہ علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: ''ویوجد فی بعض النسخ أبیات لم یشرح علیھا أحد من الشارحین لکن لا بأس بھا۔'' [ص:۳۰۸]

آغاز کتاب میں قصیدۂ بردہ کا مکمل عربی متن بھی دیا گیا ہے جو مجموعی طور پر ۱۶۷/اشعار پر

مشتمل ہے، یہ اس لیے کیا گیا تاکہ قاری سب سے پہلے ان ابیات کے فیوض و برکات حاصل کرلے، پھران کے معانی کی تہہ میں اترنے کی کوشش کرے۔شارح علام نے مختلف اوقات میں قصیدے کی شرح تحریر کی ہے اس لیے دو، دو، تین، تین، چار، چار اشعار کی تشریح کے آغا میں مستقل بسملہ اور تحمید نظر آتا ہے۔شارح نے تلاوت قصیدہ کی جو شرطیں بتائی ہیں وہ یہ ہیں: قاری وسامع دونوں باوضو ہوں، قبلہ کے استقبال ہو، ادب کی مجلس ہو، اور مسلسل زبانوں پر درودوسلام کے نغمات ہوں اور ہر شعر کے بعد یہ پڑھا جائے:

مولای صل و سلم دائماً ابداً
علیٰ حبیبک خیر الخلق کلھم

یہ درود کا وہ صیغہ ہے جو شاعر قصیدہ امام بوصیری علیہ الرحمہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو پیش کیا تھا، اس لیے اس کی برکات کا کیا پوچھنا؟ درودوسلام کے دیگر صیغوں کے بالمقابل یہ زیادہ مناسب ہے، جو شخص اس درود اور قصیدہ کی قراءت کی دیگر شرائط کی رعایت کرتے ہوئے عالم بے خودی میں مسلسل ان ابیات کا وِرد آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی آرزو لے کر کرے، یقیناوہ اپنی مراد کو پہنچے گا۔ اور ممدوح قصیدہ صلی اللہ علیہ وسلم خواب میں اسے اپنی زیارت سے شادکام فرمائیں گے۔اس وقت سے آج تک یہ قصیدہ ایک اہم وظیفہ بنا ہوا ہے اور سلف وخلف کے مابین مقبول ہے، دینی مجالس و مذہبی محافل میں اس کا ورد کیا جاتا ہے، انفرادی و اجتماعی طور پر اسے پڑھا جاتا ہے، اس وقت ایک عجب کیفیت کا احساس ہوتا ہے اور محفل میں تقدس کی بارش ہونے لگتی ہے۔

یوں تو پورا قصیدہ ہی بے پناہ حسنات و برکات کے حصول کا ذریعہ ہے لیکن اس کے کچھ اشعار اثر و تاثیر کے لحاظ سے کچھ الگ ہی رنگ رکھتے ہیں، اثر آفرینی کے لحاظ سے اشعار کے امتیازات بھی ہمیں اس شرح میں نظر آتے ہیں۔شارح نے ان شعار کی خاصیت بھی اخیر میں بیان کردی ہے، ایک مثال ملاحظہ فرمائیں، شعر ہے:

فاِن امارتی بالسوء ما اتعضت
من جھلھا بنذیر الشیب و الھرم

اس کی شرح میں شارح لکھتے ہیں:" وھٰذا البیت والاثنان بعدہ خاصیتھا ان من کانت نفسہ غالبۃ علیہ وامتنعت من التوبۃ وعجز عن مخالفۃ النفس فلیکتب الابیات الثلاثۃ بعد الفراغ من صلاتھا ویمحوھا بماء و یشربھا ، فاذا شربھا استمر جالساً مستقبل القبلۃ حتیٰ یصلی العصر و المغرب و یذکر اللّٰہ تعالیٰ و یکرر ھٰذہ الابیات فی بعض الاوقات ایضاً فانہ لا یفارق ھٰذا المجلس الا وقد انقادت نفسہ وحسن حالھا ان شاء اللّٰہ تعالیٰ ویوفقہ اللّٰہ للتوبۃ۔[ص:۳۲]

مطلب یہ کہ جو شخص نفس کے شکنجے میں جکڑا ہوا اور کسی طرح توبہ کی راہ نہ پاتا ہو وہ نماز کے بعد یہ شعر اور اس کے بعد کے دو اشعار کاغذ پہ لکھ کر پانی میں حل کر کے پی لے، پینے کے بعد قبلہ کے استقبال کیے ہوئے بیٹھا رہے اور عصر و مغرب کی نماز پڑھ کر ذکر الٰہی میں مشغول رہے اور ان اشعار کی تکرار کرتا رہے تو اس وظیفے سے فارغ ہوتے ہی وہ نفس کے شکنجے سے باہر محسوس کرے گا اور اللہ نے چاہا تو اس کی حالت بہتر ہو جائے گی اور اللہ تعالیٰ اسے توبہ کی توفیق ارزانی فرمائے گا۔

قصیدے کے ۱۳۷ ویں شعر کی تشریح میں شارح نے حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق علامہ امام ابن حجر مکی علیہ الرحمہ کا لکھا ایک عربی قصیدہ [جو تیس اشعار پر مشتمل ہے] بھی درج کر دیا ہے جو "العمدۃ علی شرح البردۃ" [ص:۲۰۶،۲۰۷] کے حاشیے پر موجود ہے۔[ص:۲۶۶]

اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اس قصیدے کی عربی شرحیں شارح کی نگاہ میں ہیں اور چند مقامات پر شارح نے ان شارحین کی علمی ولسانی فروگزاشت پر سکت نکیر بھی فرمائی ہے اور قصیدے کی ایسی تشریح کی ہے وہ ان کے شبہات خود بہ خود دور ہو گئے ہیں اور شعر بے غبار ہو گیا ہے۔اخیر میں مناجات اور عرض حاجات کے تحت علامہ بوصیری علیہ الرحمہ نے جو شعر لکھا ہے وہ کافی شہرت رکھتا ہے، عرض کرتے ہیں:

یا أکرم الخلق مالی من ألوذ بہ
سواک عند حلول الحادث العمم

۱۵۴/ویں شعر:" فان من جودک الدنیا و ضرتھا- ومن علومک علم اللوح والقلم" کے ذیل میں جوتشریحی بیانیہ شارح نے تحریر کیا ہے وہ بطور خاص پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے، یہ تشریحی بیانیہ دس صفحات کو محیط ہے،جس میں شارح نے قلم توڑ دیا ہے،علم لوح وقلم کی تحقیق میں جو استدلالی رنگ شرح کے افق پر منعکس ہوا ہے وہ فریق مخالف کی آنکھیں کھول دینے کے لیے کافی ہے، یہاں دلائل عقلیہ ونقلیہ کی بہتات نظر آتی ہے،قرآن واحادیث، کتب تفاسیر، عقائد وکلام کا اصولی بیان بالخصوص جد امجد امام احمد رضا قادری قدس سرہ کی مہتم بالشان کتاب "الدولۃ المکیۃ بالمادۃ الغیبیۃ" سے جوتفصیلات پیش کی گئی ہیں وہ انتہائی اہم ہیں اور شارح کی قوت استحضار کا منہ بولتا ثبوت بھی۔

حاصل کلام یہ ہے کہ یہ عربی شرح بہت سی خوبیوں اور امتیازات کی حامل ہے،آسان لب و لہجے میں شاعر کی مراد تک رسائی کو ممکن بنایا گیا ہے اور شعر کی ایسی تشریح کی گئی ہے جو لسانی،نحوی، صرفی ، بدیعی ، استعاراتی نظام کی منظرکشی کرتی ہے۔ایسا لگتا ہے کہ شارح شاعر کے قالب میں متمکن ہوکر گفتگو کررہا ہو۔اور سب سے بڑی بتا یہ کہ شارح خود عربی،اردو کا ایک باذوق شاعر ہے ، جسے شاعری کی مبادیات سے کماحقہ آگاہی ہے اور جو شریعت وطریقت کا مزاج آشنا ہے۔وہ جانتا ہے کہ شعر کا استعاراتی افق کیسے روشن کیا جائے گا اور اس کے مجازات میں کیسے حسن معنی پیدا کرنا ہے،اس لیے بھی یہ شرح ایک اچھی اور جامع شرح کے درجے پر فائز نظر آتی ہے۔

اللہ تعالیٰ اس شرح کو قبولیت عامہ سے نوازے،امت مسلمہ کو علامہ تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کے علمی فیضان سے مالامال فرمائے،آمین

❁❁❁

آثارِ قیامت: ایک تحقیقی مطالعہ

از: مولانا غلام مصطفیٰ نعیمی۔ مدیر اعلیٰ سوادِ اعظم دہلی

دیارِ ہند میں ایسے کئی خانوادے گزرے ہیں جنہوں نے نسلاً بعد نسلٍ قوم وملت کی بیش بہا خدمات انجام دی ہیں اور اپنے خانوادے کی نیک نامی میں اضافہ کیا اور اپنی خاندانی روایتوں کی پاسداری کرتے ہوئے ملت وطن کی مذہبی ،سماجی اور تعلیمی امور میں رہنمائی کا فریضہ انجام دیا۔انہیں خانوادوں میں ایک انتہائی مشہور ومعروف خانوادہ ’’خانوادۂ اعلیٰ حضرت‘‘ بھی ہے جو کم وبیش پچھلے دوسو سالوں سے تعلیم وتدریس اور دعوت وتبلیغ کے میدانوں میں ملت اسلامیہ کی مثالی خدمت انجام دے رہا ہے۔

یوں تو اس خانوادے کی ہندوستان میں آمد شجاعت جنگ بہادر سعید اللہ خان قندھاری افغانی سے ہوئی جو نادر شاہ درانی کے زمانے میں 1731ء میں لاہور سے دہلی آئے۔فطری بہادری، سپاہیانہ صلاحیت اور اعلیٰ فوجی خدمات کے عوض میں ایک بڑا منصب ملا۔روہیل کھنڈ میں ایک بڑا معرکہ سر کرنے کے بدلے میں بریلی کا صوبے دار بنائے جانے کا پروانہ بھی جاری ہوا،اس طرح یہ افغانی گھرانہ لاہور سے دہلی ہوتے ہوئے خطہ روہیل کھنڈ کے بریلی میں سکونت پذیر ہو گیا۔

سعید اللہ خاں کے صاحبزادے سعادت یار خان بھی بڑے حکومتی عہدوں پر فائز رہے۔ان کے بعد ان کے صاحبزادے اعظم خان علائق دنیا سے کنارہ کش ہو کر زہد وریاضت میں مستغرق ہو گئے۔انہیں اعظم خاں کے پوتے مولانا رضا علی خاں نے اپنے خاندان کی نیک نامی کو بڑھاتے ہوئے علم دین حاصل کیا اور مسند افتا پر رونق افروز ہو کر خاندان کو نئی بلندیوں سے

ہمکنار کرایا۔

مولانا رضا علی خان کا وصال 1286ھ،1869ء میں ہوا لیکن علم دین اور خدمت افتا کا جو سلسلہ شروع ہوا تھا وہ نہیں تھما بلکہ ان کے بلند اقبال شہزادے حضرت مفتی نقی علی خان نے بحسن وخوبی جاری رکھا۔مولانا نقی علی خان کے چمن میں پھر ایک ایسا پھول کھلا جس کی خوشبو کے آگے دنیا کے سارے چمن کی خوشبوئیں پھیکی پڑ گئیں،جن کے نام سے یہ خانوادہ پہچانا گیا یعنی امامِ اہل سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری قدس سرہ العزیز!

آپ نے ایک ہزار سے زائد کتابیں تصنیف فرمائیں ،آپ کے خلفا، شاگردان، وابستگان اور اہل خاندان نے ہر شعبہ ہائے زندگی میں قابل قدر خدمات انجام دیں،اور آج بھی یہ خانوادہ اپنی علمی وتبلیغی خدمات کی بنیاد پر پوری دنیا میں اپنا منفرد مقام رکھتا ہے۔اسی سلسلۃ الذہب کی ایک خوبصورت کڑی کا نام ہے تاج الشریعہ مفتی محمد اختر رضا قادری ازہری قدس سرہ العزیز۔

تاج الشریعہ علیہ الرحمہ اس خانوادہ کے چشم وچراغ تھے، جہاں علم وفن گھٹی میں پلایا جاتا تھا۔یہی وجہ تھی کہ تاج الشریعہ کی زندگی بھی علم وتحقیق کے معیار ومنہج پر قائم رہی جو خاندان رضویہ کی دیرینہ روایت کی ایک روشن وسنہری تاریخ ہے۔ہماری موجودہ تحریر تاج الشریعہ کی ایک علمی تصنیف ’’آثار قیامت‘‘ کے علمی وتحقیقی پہلوؤں پر ہوگی اور اس کتاب کے علمی اسلوب، استدلال، نکات اور قاری کے تئیں پیغامات پر روشنی ڈالنے کی بھرپور کوشش رہے گی۔

آثار قیامت: یہ کتاب اصلاً سیدنا شیخ علی متقی الہندی علیہ الرحمہ کی معروف کتاب کنزالعمال میں درج ایک حدیث پاک کے ترجمے کے طور پر منصۂ شہود پر آئی۔اس حدیث پاک میں 72 ؍علامات قیامت بیان کی گئیں ہیں، حضور تاج الشریعہ نے اسی حدیث کا ترجمہ کیا پھر اپنی جودت طبع سے اس ترجمہ پر دیگر، آیات واحادیث اور دلائل کثیرہ کا اضافہ فرما کر اس کو مستقل ایک تصنیفی کتاب ہی بنا ڈالا ،اس طرح اب یہ کتاب محض ایک ترجمہ نہیں رہ گئی بلکہ مستقل تصنیف ہو چکی ہے اور پڑھنے والا کسی جہت سے یہ محسوس ہی نہیں کرسکتا کہ اصلاً یہ کتاب

ترجمے کے طور پر لکھی گئی تھی۔اس مقالہ کے تین حصے ہوں گے:

[الف] پہلے حصے میں قیامت کے متعلق آثاروعلامات پر گفتگو ہوگی۔

[ب] دوسرے حصے میں کنزالعمال اور صاحب کنزالعمال کا تعارف۔

[ج] تیسرے حصے میں تاج الشریعہ کے علمی اسلوب واستدلال پر گفتگو ہوگی۔

[الف] قیامت کے متعلق اسلامی عقائد:

اسلامی عقائد میں قیامت ایک بنیادی عقیدے کے طور پر شامل ہے۔قیامت کا انکارکرنے والا کافراورخارج اسلام ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَاِنّ السّاعة لآتية لَاريب فِيها۔اور بے شک قیامت آنے والی ہے اوراس میں کوئی شک نہیں[سورۃ الحجر:85]

واتقوا يوماً تُرجَعُون فِيه اِلى الله ثُمّ تُوَفّىٰ كُلُّ نَفسٍ مّا كَسَبَت وَهُم لَا يُظلَمُون۔[سورۃ البقرہ:281]

اورڈرتے رہواس دن سے لوٹائے جاؤ گے جس دن میں اللہ کی طرف، پھر پورا پورا دے دیا جائے ہرنفس کوجواس نے کمایااوران پرزیادتی نہ کی جائے گی۔

يومَ تَبيَضُّ وُجوه وّتَسوَدُّ وُجوه۔[سورہ آل عمران:106]اس دن(جبکہ)روشن ہوں گے کئی چہرےاورکالے ہوں گے کئی منہ۔

اس آیت کریمہ کے تحت پیرکرم شاہ ازہری لکھتے ہیں:

قیامت کےروزدل کی کیفیت چہروں پرعیاں ہوگی۔جن کے دل نور سے منور ہیں قیامت کےدن ان کے چہرے آفتاب کی طرح روشن ہوں گے۔اورجن کے باطن میں گمراہی کی تاریکی جمی ہوئی ہےاس روزان کے چہرے سیاہ ہوں گے۔بعض علما نے فرمایا کہ کامیابی اورنجات پر فرحت وسرورکی کیفیت جوچہرے پرنمایاں ہوگی اس کو بیاض وجہ یعنی چہرے کی سفیدی اورکفار وفساق رحمت الٰہی سے محرومی کے باعث جس اندوہ والم کا شکارہوں گے اورجس کے اثرات چہروں پر بالکل واضح ہوں گی اسے سواد وجہ سے تعبیرکیا گیا ہے۔[تفسیرضیاء القرآن جلد

اول:262/263]

ثُمَّ اِلَیه مَرجِعُکُم ثُمّ یُنَبِّئُکُم بِمَاکُنتُم تعمَلُون۔[سورہ الانعام:60]

پھراسی کی طرف تمہیں لوٹنا ہے پھروہ بتائے گا تمہیں جوتم کیا کرتے تھے۔

قیامت کے دن کی طوالت:

قیامت کا دن کس قدرطویل ہوگا اس کے بارے میں اللہ رب العزت فرماتا ہے:

وَاِنّ یوماً عِند رَبِّك کالفِ سَنَة مِمّا تَعُدّون۔ اور بے شک تمہارے رب کے یہاں ایک دن ایسا ہے جیسے تم لوگوں کی گنتی میں ہزار برس۔[سورہ الحج:47]

علامہ قاضی عیاض شفا شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

من اَنکَر الجنة اوِلنار اوِالبعث اوِالحساب اوِالقیامة فَهُو کافر باجماع للنص علیه واجماع الامة علیٰ صحة نقله متواتراً۔ جو جنت، جهنم، مرنے کے بعد زنده هونے، حساب وکتاب، اور قیامت کا انکار کرے وه کافر هے۔ اس پر اجماع نص هے، اور اس کی صحت نقل کے تواتر پر اجماع امت هے۔

قیامت کی تین قسمیں:

قیامت تین قسم کی ہے:۱، قیامت صغریٰ: یہ موت ہے۔ مَن مَاتَ فَقَد قَامت قِیامته۔ جو مرگیا اس کی قیامت ہوگئی۔

۲، قیامت وسطیٰ: وہ یہ کہ ایک قرن (یعنی ایک زمانے) کے تمام لوگ فنا ہوجائیں اور دوسرے قرن کے نئے لوگ پیدا ہوجائیں۔

قیامت کبریٰ: تیسری قیامت کبریٰ کہ زمین وآسمان سب فنا ہوجائیں۔

اعلیٰ حضرت سے علامات قیامت کے بارے میں دریافت کیا گیا:

حضور قرب قیامت کی علامات احادیث صحیحہ سے ثابت ہیں؟ اس کے جواب میں آپ فرماتے ہیں: ''ان (علامات قیامت) کے بارے میں صحیح حدیثیں بھی آئیں ہیں اور حسن وضعیف وموضوع بھی، مگر دجال کا خروج، امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ظہور، حضرت عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کا نزول، آفتاب کا مغرب سے طلوع، یہ سب احادیث متواترہ سے ثابت

ہے۔[الملفوظ حصہ سوم:385،مطبع مکتبۃ المدینہ کراچی]

[ب] کنزالعمال اور مؤلف کا تعارف:

کنزالعمال کا پورا نام''کنزالعمال فی سنن الاقوال والافعال''ہے۔یہ مشہور زمانہ کتاب محدث شہیر علامہ علی بن حسام الدین عبدالملک بن قاضی خان متقی ہندی (متوفی ۹۷۵ھ) کی ہے۔آپ شیخ علی متقی الہندی کے نام سے مشہور و معروف ہیں۔آپ کی اس کتاب کی ضخامت کافی بڑی ہے اور 18 رجلدوں پر مشتمل ہے۔

ولادت: شیخ علی متقی الہندی علیہ الرحمہ کی ولادت ہندوستان کے مشہور شہر برہان پور میں ۸۸۵ھ میں ہوئی۔ان کے والد شیخ حسام الدین نے آٹھ سال کی عمر میں انہیں شیخ بہاؤالدین برہان پوری کی خدمت میں پیش کیا۔شیخ نے انہیں بیعت کیا اور جوان ہونے تک اپنے ساتھ ہی رکھا۔ان کے بعد ان کے صاحبزادے شیخ عبدالحکیم سے سلوک کے مراحل طے کیے اور سلسلۂ چشتیہ میں خرقۂ خلافت سے نوازے گئے۔اس کے بعد آپ شیخ حسام الدین متقی ملتانی کی بارگاہ میں پہنچے اور ان سے تفسیر بیضاوی،عین العلم جیسی کتابیں پڑھیں اور دو سال تک رہتے ہوئے اکتساب فیض کیا۔

سفر حرمین: شیخ حسام الدین ملتانی کے پاس رخصت ہو کر آپ حرمین شریفین کے لیے عازمِ سفر ہوئے اور مکہ مکرمہ پہنچ کر شیخ ابوالحسن شافعی بکری علیہ الرحمہ کی درس گاہ میں داخل ہو گئے۔ان سے آپ نے علم حدیث پڑھا اور انہیں سے طریقہ قادریہ شاذلیہ مدنیہ حاصل کیا۔ان کے علاوہ شیخ محمد بن محمد سخاوی مصری علیہ الرحمہ،شیخ شہاب الدین احمد بن حجر مکی علیہ الرحمہ سے بھی درس حدیث لیا اور بیت اللہ شریف میں ہی مقیم ہو گئے۔

ہندوستان واپسی: تعلیم سے فراغت کے بعد آپ نے ہندوستان کا پہلا سفر محمود شاہ گجراتی کے عہد میں کیا۔جو شیخ علی متقی کے مرید تھے۔جب آپ ہندوستان پہنچے تو محمود شاہ گجراتی نے آپ کا بہت اکرام کیا۔کچھ وقت گزارنے کے بعد آپ موسم حج میں واپس مکہ مکرمہ تشریف لے گئے۔

ہندوستان میں شیخ علی متقی کی مقبولیت: شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ (شاگرد شیخ علی متقی) کے مطابق اس زمانے میں شیخ کی مقبولیت اور شہرت کا یہ عالم تھا کہ جس جگہ تشریف لے جاتے خلق خدا کا ہجوم ان کے پیچھے ہوجاتا اوران کے اردگرد اس طرح پھرتے تھے جس طرح پروانے شمع کے چاروں اور منڈلاتے ہیں۔آپ اکثر اپنے حجرے کا دروازہ بندرکھتے اور یاد الٰہی میں مصروف رہتے نمازوں کے وقت ہی آپ کی زیارت ہوتی تھی۔

تصانیف: حضرت شیخ علی متقی کی اپنی تصانیف کا ایک بڑا ذخیرہ چھوڑا ہے، چند اہم کتابیں یہ ہیں:

★البرهان الجلی فی معرفة الولی۔★البرهان فی علامات مهدی آخر الزمان۔★الفصول شرح جامع الاصول۔★المواهب العلية فی جمع الحكم القرآنية والحديثية۔★ارشاد العرفان وعبارة الايمان۔★النهج الاتم فی ترتيب الحكم۔★الوسيلة الفاخرة فی سلطة الدنيا والآخرة۔★جوامع الكلم فی المواعظ والحكم۔★شمائل النبی صلى الله عليه وآله وسلم۔★مختصر النهايه۔★الرق المرقوم فی غاية العلوم۔★نعم المعيار والمقياس لمعرفة مراتب الناس۔★هداية ربی عند فقد المربی۔★كنزالعمال فی سنن الاقوال والافعال۔

زیارت رسول: حضرت شیخ علی متقی ایک عاشق رسول شخصیت تھے۔آقاے کریم علیہ السلام کوآپ سے بے حد وابستگی تھی۔چناں چہ ایک دن آپ کی قسمت نے یاوری کی اورانہیں خواب میں زیارت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دولت حاصل ہوئی اورساتھ ہی ساتھ زبان رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک بڑا انعام بھی حاصل ہوا۔

رمضان المبارک کی ۲۷/ویں تاریخ یعنی شب قدر میں آپ کو حضور پرنور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت سے شادکامی ہوئی۔مقدس مہینہ، مقدس رات اور پیارے آقا کی زیارت! ایک بندہ مومن کو بھلا اور کیا چاہیے لیکن آج حضرت شیخ کا نصیبہ بلندی پر تھا ،اس لیے آپ نے آقاے کریم سے ایک سوال کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم !اس زمانے میں سب سے افضل کون ہے؟

یہ سن کر پیارے آقا مسکرائے:

یوں مسکرائے جان سی کلیوں میں پڑ گئی۔

اور شیخ علی سے فرمایا: اس زمانے میں سب سے افضل تم ہو!

دلچسپ بات یہ ہے کہ اسی رات میں شیخ علی متقی کے شاگرد شیخ عبدالوہاب علیہ الرحمہ نے بھی یہی خواب دیکھا، یہی سوال کیا اور آقاے کریم علیہ السلام نے انہیں بھی یہی بتایا کہ اس زمانے میں سب سے افضل شیخ علی متقی ہیں۔ صبح کو شیخ عبدالوہاب اپنے استاذ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ خواب بیان کیا تو استاذ نے فرمایا کہ یہی خواب میں نے بھی رات کو دیکھا ہے۔

وصال پر ملال: علم وہدایت کا نور عام کرنے والی یہ عظیم ذات جس نے ساری زندگی عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اطاعت خدا میں بسر کرتے ہوئے علم دین کی گراں قدر خدمات انجام دیں۔ بیانوے (۹۲) سال کی عمر گزار کر داعی اجل کے بلاوے پر لبیک کہتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی مہمان ہوگئی اور علم کی محفلوں میں سناٹا چھا گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

آپ کا وصال مکہ مکرمہ کی مقدس سرزمین پر ہوا۔ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے شغف کا یہ عالم تھا کہ وفات سے چند لمحے قبل آپ نے فرمایا: اخیر سانس تک حدیث کی کتابیں ہمارے سامنے سے نہ ہٹانا۔ اخیر سانس کی نشانی یہ ہے کہ جب ہماری شہادت کی انگلی ذکر کے ساتھ حرکت کرتی رہے، اور جب انگلی حرکت کرنا چھوڑ دے سمجھ لینا روح قبض ہوگئی ہے۔

ایسا ہی ہوا، اخیر سانس تک شہادت کی انگلی مسلسل حرکت میں تھی، دوسرے کسی عضو میں حرکت نہیں تھی مگر یہی ایک انگلی تھی جو ذکر الٰہی کے ساتھ مسلسل رواں تھی۔

آپ کی تاریخ وفات "قضی نحبه" سے نکلتی ہے۔ اس کے علاوہ "شیخ مکہ، اور متابعت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" سے مادۂ تاریخ وفات نکلتا ہے۔

خدا رحمت کند ایں عاشق پاک طینت را

[ج] آثار قیامت کا تحقیقی جائزہ:

کنزالعمال کی جس حدیث پاک کو تاج الشریعہ نے اپنی اس کتاب "آثار قیامت" کا موضوع بنایا ہے، سب سے پہلے ہم اسے نقل کرتے ہیں:

حدیث نمبر: 39639 (مسند علی) عن زید بن واقد عن مکحول عن علی قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم: من اقتراب الساعة اذا رأیتم الناس اضاعوا الصلاة، واضاعوا الامانة، واستحلوا الکبائر، واکلوا الربا، واخذوا الرشی، وشیدوا البناء، واتبعوا الهوی، وباعوا الدین بالدنیا، واتخذوا القرآن مزامیر، واتخذوا جلود السباع صفافا، والمساجد طرقا والحریر لباسا، وکثر الجور، وفشا الزنا، وتهاونوا بالطلاق، وائتمن الخائن، وخون الامین، وصار المطر قیظا، والولد غیظا، وأمراء فجرة، ووزراء کذبة، وامناء خونة، وعرفاء ظلمة، وقلت العلماء، وکثرت القراء، وقلت الفقهاء، وحلیت المصاحف وزخرفت المساجد، وطولت المنابر، وفسدت القلوب، واتخذوا القینات، واستحلت المعازف، وشربت الخمور، وعطلت الحدود، ونقصت الشهور، ونقضت المواثیق، وشارکت المرأة زوجها فی التجارة، ورکب النساء البراذین، وتشبهت النساء بالرجال والرجال بالنساء، ویحلف بغیر اللّٰہ، ویشهد الرجل من غیر ان یستشهد، وکانت الزکاة مغرما، والامانة مغنما، واطاع الرجل امرأته وعق امه واقصی اباه، وصارت الامارات مواریث، وسب آخر هذه الامة اولها، واکرم الرجل اتقاء شره، وکثرت الشرط، وصعدت الجهال المنابر، ولبس الرجال التیجان، وضیقت الطرقات، وشید البناء واستغنی الرجال بالرجال والنساء بالنساء، وکثرت خطباء منابرکم، ورکن علماؤکم الی ولاتکم فاحلوا لهم الحرام وحرموا علیهم الحلال وافتوهم بما یشتهون، وتعلم علماؤکم العلم لیجلبوا به دنانیرکم ودراهمکم واتخذتم القرآن تجارة، وضیعتم حق اللّٰہ فی اموالکم، وصارت اموالکم عند شرارکم، وقطعتم ارحامکم، وشربتم الخمور فی نادیکم، ولعبتم بالمیسر، وضربتم بالکبر (بالکبر: الکبر - بفتحتین -: الطبل ذو الرأسین۔ وقیل: الطبل الذی له وجه واحد، النهایة 142/4 ب) والمعزفة والمزامیر، ومنعتم محاویجکم زکاتکم ورأیتموها مغرما، وقتل البریء لیغیظ العامة بقتله، واختلفت اهواؤکم، وصار العطاء فی العبید والسقاط، وطفف المکائیل والموازین، وولیت امورکم السفهاء۔ (ابو الشیخ فی الفتن وعویس فی جزئه والدیلمی)

چوں کہ یہ حدیث پاک خاصی طویل ہے اور مضمون اتنی طوالت کا متحمل نہیں، اس لیے ہم مکمل ترجمہ کی بجائے اہم امور کو ذکر کریں گے اور انہیں پر گفتگو بھی کریں گے۔

اس حدیث پاک میں 72 / علامات قیامت کا بیان کیا گیا ہے جس میں چند اہم یہ ہیں:

۱،نماز کو ضائع کرنا۔ ۲،امانت کو ضائع کرنا۔ ۳،کبیرہ گناہوں کو حلال ٹھہرانا۔ ۴،سود خوری کی کثرت۔ ۵،رشوت خوری کی کثرت۔ ۶،قرآن کو گانے کی طرز پر پڑھنا۔ ۷،اولاد باعث تکلیف ہونا۔ ۸،علما کا اہل دولت کے سامنے جھکنا۔ ۹،عورت و مرد کا باہم مشابہت اختیار کرنا۔ ۱۰،عورت و مرد کا ایک دوسرے سے بے نیاز ہونا۔ ۱۱،عہدوں کا میراث ہونا۔

اس حدیث میں ذکر کردہ ۷۲/علامات میں سے ہم نے گیارہ کا تذکرہ کیا ہے۔اور اس میں بھی کچھ تخفیف کرتے ہوئے ان علامات پر بات کرتے ہیں جو اس وقت بڑی تیزی کے ساتھ معاشرے میں پھیلتی جارہی ہیں۔ان میں سے کچھ یہ ہیں:

[الف]۔نمازوں کا ضائع کرنا۔[ب] علما کا اہل دولت کے لیے جھکنا۔[ج] عورت و مرد کا ایک دوسرے سے بے نیاز ہونا۔

درج بالا تین علامات وہ ہیں جو ہمارے معاشرے میں اپنے پنجے بڑی مضبوطی سے گاڑ چکی ہیں۔کیا چھوٹا کیا بڑا؟ عوام وخواص کی ایک بہت بڑی تعداد ان بلاؤں میں گرفتار ہے۔ان مصائب میں سب سے اہم ہے نمازوں سے غفلت ولا پرواہی برتنا۔سب سے پہلے ہم اسی پر حضور تاج الشریعہ کا عالمانہ وناصحانہ تبصرہ نقل کرتے ہیں:

نمازوں کے ضیاع پر تاج الشریعہ کا عالمانہ تبصرہ:

''نماز کو ضائع کرنا چند طور سے ہے، نجاست سے پرہیز نہ کرے، کپڑے میں اس قدر نجاست ہو جس سے نماز فاسد ہو جاتی ہے، یا ناپاک جگہ میں نماز پڑھے، یا وضو صحیح طور پر نہ ہو، یا نماز میں کوئی شرط یا رکن ادا نہ ہو، یا معاذ اللہ! دل طہارت باطنی ونور ایمانی سے خالی ہو بایں طور کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم سے خالی ہو اور ضروریات دین میں سے کسی امر ضروری دینی مثلاً: اللہ کی پاکی، نبی کے علم غیب یا خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختم نبوت وغیرہ کا منکر ہو اگرچہ زبان سے کلمہ پڑھتا ہو اور یہ آخری صورت بدترین حالت ہے''۔[آثار قیامت:۱۸]

اس تبصرہ میں حضور تاج الشریعہ نے نماز کے ضائع کرنے کو چند وجوہ پر محمول کیا ہے ۔چونکہ حدیث پاک میں مطلقاً یہ الفاظ آئے ہیں: اذا رأیتم الناس اضاعوا الصلاۃ۔جب تم دیکھو

لوگوں نے نماز ضائع کر دیا۔اب اس سے عام ذہن تو شاید یہ سمجھے گا کہ اس سے مراد نماز کا چھوڑنا ہوگا لیکن حضور تاج الشریعہ کی دقت نگاہ کا اندازہ لگائیں کہ آپ نے اس قول رسول کی تشریح میں درج ذیل معانی بیان فرمائے:

ا،نجاست سے پرہیز نہ کرنا:

چوں کہ نماز کی درستی کے لیے طہارت شرط ہے۔جب شرط ہی مفقود تو وجود مشروط بھی مفقود،تو اگر کسی نے بغیر خیال طہارت رکھے نماز ادا کی تو گویا اس نے اپنی نماز کو ضائع کر دیا۔آج کل یہ بات خوب مشاہدہ میں ہے کہ لوگ احکام طہارت سے مجرمانہ حد تک غفلت برت رہے ہیں جس کی وجہ لوگوں کی نمازیں تلاوت وغیرہ ضائع ہو رہی ہیں،جس پر توجہ کی بڑی سخت ضرورت ہے۔

۲،وضو صحیح طور پر نہ ہون:

۔صحت نماز کے لیے وضو کا درست ہونا ضروری ہے۔لیکن آج کل دیکھنے میں آتا ہے کہ لوگ اتنی تیزی کے ساتھ وضو کرتے ہیں کہ اعضاے وضو مکمل تر نہیں ہوتے، کچھ اعضا خشک رہ جاتے ہیں لیکن چوں کہ عجلت پسندی کی وجہ سے توجہ نہیں دے پاتے اور اسی حالت میں نماز ادا کر کے رخصت ہو جاتے ہیں۔اب ایسے آدھے ادھورے وضو سے پڑھی گئی نماز گویا پڑھی نہیں بلکہ ضائع کر دی گئی۔

۳،نماز میں کسی شرط یا رکن کا ادا نہ ہونا

ماز کی درستی کے لیے فرائض نماز اور شرائط نماز کا پایا جانا لازم ہے۔شرائط نماز اس طرح ہیں:

ا۔طہارت۔۲،ستر عورت۔۳،استقبال قبلہ۔۴،وقت۔۵،نیت۔۶،تکبیر تحریمہ۔

فرائض نماز:ا،تکبیر تحریمہ۔۲،قیام۔۳،قرائت۔۴،رکوع۔۵،سجدہ۔۶،قعدہ اخیرہ۔۷،خروج بصنعہ۔

موجودہ زمانے میں اسلامی احکام سے غفلت کا عالم یہ ہے کہ لوگوں کی عمریں 40,30 کو پار کر جاتی ہیں لیکن انہیں فرائض نماز کا اتا پتا بھی نہیں ہوتا بس جیسے تیسے وقت نکال کر مسجد پہنچ

جاتے ہیں اور نماز پڑھ کر واپسی کا راستہ لیتے ہیں۔اس انداز میں نماز پڑھنا اسے ضائع ہی کرنا ہے اور قیامت کی اس نشانی کا آج ہر جگہ مشاہدہ کیا جا سکتا ہے۔

۴۔دل کا طہارت باطنی ونور ایمانی سے خالی ہونا:

ظاہری احکام طہارت اور وجود شرائط وفرائض کے ساتھ دل کی طہارت اور دل کا محبت رسول کی نورانیت سے منور ہونا بھی بڑا ضروری ہے ورنہ یہ سجدے حشر میں کسی کے کام نہیں آئیں گے۔اس ضمن یہ حدیث پاک ملاحظہ فرمائیں:

قیامت کے دن ایک شخص حساب کے لیے بارگاہ رب العزت میں لایا جائے گا۔اس سے سوال ہوگا: کیا لایا؟ وہ کہے گا:''میں نے اتنی نمازیں پڑھیں علاوہ فرض کے، اتنے روزے رکھے علاوہ ماہ رمضان کے، اس قدر خیرات کی علاوہ زکوٰۃ کے اور اس قدر حج کیے علاوہ حج فرض کے وغیرہ ذالک۔ارشاد باری ہوگا:

ھل والیت لی ولیاً وعادیت لی عدوًا۔کبھی میرے محبوں سے محبت اور میرے دشمنوں سے عداوت بھی رکھی؟۔[تفسیر الدر المنثور۔الملفوظ:اول،165]

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ جو نمازیں اس حال میں پڑھی جائیں کہ اللہ کے محبوبوں کی محبت سے دل خالی ہو تو ایسی نمازیں کل قیامت میں برباد ہو جائیں گی۔غور کریں کہ اس حدیث میں مطلقاً محبوبانِ خدا کی محبت کا ذکر ہے جب کہ سید المحبوبین سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کس قدر ضروری ہے۔اب اگر نماز پڑھنے والے کا عقیدہ ملعونہ یہ ہو کہ نماز میں حضور کا خیال آنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے تو اس کی نماز تو سرے سے ہی ضائع ہوگئی اور آج ایسی نماز پڑھنے والے بھی خوب پائے جا رہے ہیں، جو علامات قیامت میں سے ایک بڑی نشانی ہے۔

۵۔کسی ضرورت دینی کا انکار کرنا:

نماز کی درستی کے لیے عقائد کی درستی بھی بہت ضروری ہے۔اگر کوئی کلمہ گو نمازیں خوب پڑھے لیکن کسی ضرورت دینی کا منکر ہو تو وہ بھی اپنی نماز کو ضائع کرنے والا ہے۔آج یہ بات بھی دیکھنے میں آرہی ہے کہ لوگ کھلے بندوں ضرورت دینی کا انکار بھی کرتے ہیں اور ظاہراً نمازیں بھی پڑھتے

ہیں، مثلاً: وہابیہ کہ اللہ رب العزت کی شان اقدس میں کذب جیسا عیب لگاتے ہیں، جسم وجسمانیت کا فاسد عقیدہ رکھتے ہیں۔

قادیانی، جو آقاے کریم علیہ السلام کی ختم نبوت کے منکر ہیں بظاہر کلمہ پڑھتے ہیں، نمازیں پڑھتے ہیں لیکن ضرورت دینی کے انکار کی وجہ سے ان کی پڑھی ہوئی نمازیں ضائع ہورہی ہیں جو قیامت کی نشانیوں میں ایک بڑی نشانی ہے۔

حضور تاج الشریعہ فرماتے ہیں: ''آج کل اس کے مصداق وہابیہ، دیابنہ، قادیانی، روافض اور تمام منکران ضروریات دین ہیں۔ انہیں کے لیے مخبر صادق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غیب کی سچی خبر دی ہے:

سیصلی قوم لا دین لھم۔ یعنی ایک ایسی قوم نماز پڑھے گی جس کا دین نہ ہوگا۔

[ب] **علما کا اہل دولت کے لئے جھکنا**۔ علامات قیامت میں ایک بڑی نشانی علما کا اہل ثروت سے مرعوب ہونا اور ان کی غیر شرعی تعظیم وتوقیر کرنا اور ان کے سینے پر ہاتھ باندھ کر جھکنا بھی ہے۔ تاج الشریعہ فرماتے ہیں:

اس سے مراد علما کے گروہ میں وہ فساق ہیں جو مال وجاہ کی لالچ میں اہل ثروت کے لیے جھکیں گے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ حلال کو حرام ٹھہرائیں گے اور دنیا داروں کو ان کی خواہش کے مطابق فتویٰ دیں گے جیسا کہ آگے حدیث میں بیان ہوا، اس سے مقصود علما اور عوام کی تحذیر وتنبیہ ہے''۔ [آثار قیامت: ۴۴]

آج یہ وبا بڑی تیزی کے ساتھ معاشرے میں پیر پسار چکی ہے۔ حالت یہ ہے کہ بڑے علما مشائخ سے ایک عام آدمی کا ملنا اس قدر دوبھر اور مشکل ہوگیا ہے کہ پوچھیں مت! جب کہ اہل ثروت ودولت کا عالم یہ ہے کہ بڑے علما اور مشائخ خود دولت مندوں کے گھروں پر جاکر مقیم ہوتے ہیں۔ یعنی ایک غریب مسلمان خود پیر صاحب سے ملنے جائے تو ملاقات تک نہ سکے لیکن پیر صاحب خود امیر مرید کو اپنا دیدار کرانے اس کے گھر پہنچ جاتے ہیں، وجہ؟ امیروں کی دولت کا لالچ!!

تاج الشریعہ اس کے بارے میں یہ روایت نقل فرماتے ہیں:

”قال رسول اللہ ﷺ ان الصفا الزلازل الذی لا یثبت علیہ اقدام العلماء الطمع واللہ اعلم۔[اللآلی المصنوعۃ، جلداول، ص ۲۱۰]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک وہ چکنی پھسلنی چٹان جس پر علما کے پیر نہیں جمتے ”طمع“(لالچ) ہے۔[آثار قیامت: ۴۴]

[ج] عورت و مرد کا ایک دوسرے سے بے نیاز ہونا:

واستغنی الرجال بالرجال والنساء بالنساء، یعنی علامات قیامت میں ایک بڑی نشانی یہ ہے کہ مرد، مرد سے ملوث ہوگا اور عورت عورت سے زنا کرے گی۔آج دنیا اس غلیظ ترین فعل کو دیکھنے پر مجبور ہے، جہاں مرد مردوں سے اپنی جنسی خواہشات پوری کر رہا ہے اور عورت اپنی خواہشات کی تکمیل مردوں کی بجائے عورتوں سے ہی کر رہی ہے اور آج کی بے غیرت دنیا نے اس کا نام (Homosexuality) رکھ کر اپنی زندگی اپنی شرطوں پر گزارنے کا نعرہ دیا ہے۔

بے غیرتی کی انتہا یہ ہے آج کی اس ”مہذب دنیا“ کے ۲۴ ملکوں میں ایسے ہم جنس پرستوں کو باقاعدہ شادی کرنے کی قانونی اجازت بھی دی گئی ہے۔

ان ممالک کی فہرست یہ ہے:

1، ہالینڈ۔ ۲، ناروے۔ ۳، بیلجیم۔ ۴، اسپین۔ ۵، ساؤتھ افریقہ۔ ۶، تائیوان۔ ۷، برازیل۔ ۸، ارجنٹائنا۔ ۹، کولمبیا۔ ۱۰، فرانس۔ ۱۱، آیرلینڈ۔

۱۲، آئس لینڈ۔ ۱۳، پرتگال۔ ۱۴، ڈینمارک۔ ۱۵، امریکہ۔ ۱۶، جرمنی۔

۱۷، مالٹا۔ ۱۸، نیوزی لینڈ۔ ۱۹، میکسیکو۔ ۲۰، سویڈن۔ ۲۱، لکسمبرگ۔

۲۲، اروگوے۔ ۲۳، فن لینڈ۔ ۲۴ کناڈا۔

ابھی تک یہ قبیح ترین رسم امریکہ ویورپ میں ہی پھیلی ہوئی تھی لیکن امریکہ ویوروپ کی نقالی میں اب یہ بری رسم وطن عزیز ہندوستان تک آپہنچی ہے۔چھتیس گڑھ میں 27 مارچ 2001ء کو

ضلع سرگجا اسپتال کی دو نرسوں تنوجا چوہان اور جیا ورما نے ایک دوسرے کے ساتھ شادی رچا کر ہندوستان میں اس بری رسم کو کھل کر عام کیا۔

ہم جنس مردوں کو 'گے' (Gay) اور ہم جنس عورتوں کو 'لیسبین' (Lesbian) کہا جاتا ہے۔

2009ء میں ہندوستانی کورٹ نے بھی اس بے غیرتی کی یہ کہتے ہوئے اجازت دی تھی:

دو بالغ افراد آپسی رضامندی سے اگر اکیلے میں جنسی تعلقات بناتے ہیں تو وہ آئی پی سی (IPC) کی دفعہ 377 کے تحت جرم نہیں مانا جائے گا۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قرب قیامت کی جو نشانیاں بیان فرمائیں ان میں سے اکثر نشانیاں ظاہر ہو چکی ہیں جس کا مشاہدہ آئے دن کیا جا رہا ہے اللہ تعالیٰ اہل اسلام کو ثابت قدم رکھے۔

یہ تھا حضور تاج الشریعہ کی اس کتاب کا ایک ہلکا سا تحقیقی جائزہ۔ جس سے قارئین کو بخوبی اندازہ ہوا ہوگا کہ تاج الشریعہ واقعی وارث علوم اعلیٰ حضرت ہیں۔

اگر بالتفصیل حضرت کی کتابوں کے تحقیقی گوشوں پر کلام کیا جائے تو خاصا وقت اور دفتروں کے دفتر درکار ہیں لیکن فقیر اس وقت بہت زیادہ مصروف ہونے کے باعث اتنے پر ہی اکتفا کرتا ہے ان شاء اللہ دیگر مواقع پر تاج الشریعہ کی علمی نگارشات پر خامہ فرسائی کی جائے گی۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے بزرگوں کی علمی خدمات کو عام کرنے کی توفیق اور اسباب عطا فرمائے۔

روٹھ کر ہم سے چلے اختر رضا خاں ازہری

نتیجۂ فکر: حضرت علامہ مفتی عبدالحلیم رضوی، ناگپور

داغ فرقت دے گئے اختر رضا خاں ازہری
سارے سنی رو پڑے اختر رضا خاں ازہری

روٹھ کر ہم سے چلے اختر رضا خاں ازہری
مسکرا کر دیکھیے اختر رضا خاں ازہری

تھا لقب تاج الشریعہ آپ کا کتنا حسیں
تاج والے چل دیے اختر رضا خاں ازہری

وقت ِرحلت لب پہ اللہ اکبر کی صدا
موت پائی آپ نے اختر رضا خاں ازہری

تیری قبر پاک پر رحمت کی بارش ہو مدام
سب یہی کہتے رہے اختر رضا خاں ازہری

اللہ اللہ حور و غلماں آئے استقبال کو
سوے جنت جب چلے اختر رضا خاں ازہری

آپ کے غم سے سسکتا رہ گیا عبد الحلیمؔ
سوے جنت جب چلے اختر رضا خاں ازہری

میرے مرشد مرے مہرباں چل دیے

نتیجۂ کاوش: مولانا محمد سلمان رضا فریدی صدیقی مصباحی، مسقط عمان

اہلِ سنت کے روحِ رواں چل دیے
آہ دنیا سے اختر میاں چل دیے

رہ گیا خالی خالی ہمارا وجود
لے کے وہ ساری تاب وتواں چل دیے

ان کا جانا، ہمیں کرگیا ہے نڈھال
ساتھ لے کر وہ، ہم سب کی جاں چل دیے

اِس خبر سے دل وجاں پہ بجلی گری
چھوڑکر وہ ہمیں ناگہاں چل دیے

بیس جولائی اور پانچ ذیقعدہ ہے
وہ شبِ شنبہ، سوے جناں چل دیے

جن کے جلوؤں سے تھا اہل ایماں کو چین
جان ودل کے وہ راحت رساں چل دیے

عالَمِ سُنیت آج سَکتے میں ہے
اہلِ سنت کے شاہِ شہاں چل دیے

کپکپاتے ہیں لب اور زباں گُنگ ہے

آہ کیسے کروں میں بیاں چل دیے

اے خدا صبر کی مجھ کو توفیق دے
میرے مرشد مرے مہرباں چل دیے
تازگی جن سے تھی باغ اسلام میں
آہ صد آہ ! وہ باغباں چل دیے

پَرتَوِ نوری ، عکسِ کمالِ رضا
رضویت کے وہ مَہرِ عیاں چل دیے

خوف کھاتے رہے جن سے اعدائے دیں
قوم و ملت کے وہ پاسباں چل دیے

رخ زمانے کا ان کی طرف ہو گیا
وہ جدھر چل دیے وہ جہاں چل دیے
کیسی ہستی تھی وہ کیسا کردار تھا

ہے جہاں بھر میں آہ و فُغاں ،چل دیے

محفلِ اہلِ حق سونی سونی ہوئی

کرکے وہ بزم آرائیاں ، چل دیے

رہ گئے ہم تڑپتے سِسکتے ہوئے
لے کے وہ سارا چین واماں چل دیے

کہہ رہے ہیں یہ تاج الشریعہ ہمیں

سب گئے ہیں جہاں، ہم وہاں چل دیے

آؤ جانے سے پہلے ہمیں دیکھ لو
پھر نہ کہنا کہ اختر میاں چل دیے

سَر نفی میں فریدیؔ ہلاتا رہا
سب یہ کہتے رہے ہاں وہ ہاں چل دیے

سب کو پلا کے جام شریعت چلے گئے

عرض نمودہ: مولانا پھول محمد نعمت رضوی مظفر پور، بہار

بے حد جو کر رہے تھے عنایت چلے گئے
اختر رضا ہمارے تو جنت چلے گئے

کر کے وہ سونا بزمِ ہدایت چلے گئے
افسوس ہے کہ تاج شریعت چلے گئے

آتی ہیں بس صدائیں یہی چاروں سمت سے
جان عطا و شانِ سخاوت چلے گئے

از ہر بھی فخر کرتا تھا جس شخصیت پہ خوب
کر کے وہ دینِ حق کی اشاعت چلے گئے

وہ جانشین مفتی اعظم ہیں بالیقیں
جو دے کے ہر مرید کو ہمت چلے گئے

موقف سے اپنے جو نہیں پیچھے کبھی ہٹے
سب کو پلا کے جام شریعت چلے گئے

عسجد میاں کو خوب دلا کر بلندیاں
دیتے ہوئے وہ داد شجاعت چلے گئے

جاری ہے متھراپور میں جو ایک جامعہ
دے کر اسے بلندیِ شہرت چلے گئے

نعمتؔ کہاں سے پائے گا نعمت وہ بےمثال
نعمت کے واسطے جو تھے نعمت چلے گئے

حشر تک باقی رہے گی آن بانِ ازہری

نتیجہ فکر: مولانا طفیل احمد مصباحی

اونچے اونچوں سے ہے اونچا آسمانِ ازہری
جاذبِ قلب و نظر ہے داستانِ ازہری

فخرِ ازہر، فخرِ ملّت، فخرِ پاک و ہند بھی
جس جہت سے دیکھیے اعلیٰ ہے شانِ ازہری

لب پہ ہر دم مرحبا صلِّ علیٰ کا ورد تھا
اور ذکرِ رب سے رہتی تر زبانِ ازہری

عظمتِ تاج الشریعہ کیا بیاں ہو پائے گی
دیکھیے کعبہ بنا ہے میزبانِ ازہری

علم و فتویٰ، زہد و تقویٰ میں نہیں جس کی مثال
وہ شرف رکھتے ہیں اعلیٰ خاندانِ ازہری

نام پر قرباں ہے ان کے بچّہ بچّہ آج بھی
ہوش میں رہنا ذرا اے باغیانِ ازہری

شہرت و مقبولیت ان کی کبھی ہوگی نہ کم
حشر تک باقی رہے گی آن بانِ ازہری

ابرِ رحمت ان کے مرقد پر گُہر باری کرے
کر رہے ہیں یہ دعا سب خادمانِ ازہری

ہے دعا احمدؔ کی تجھ سے اے خدائے ذو الجلال
حشر تک باقی رہے نام و نشانِ ازہری

فیض کا دریا بنے ہیں سیدی اختر رضا

کاوشِ فکر: مولانا محمد وسیم اختر رضوی نعیمی غفرلہ ولوالدیہ
بانی وسربراہِ اعلیٰ ادارہ کنزالایمان بائسی بازار پورنیہ بہار انڈیا

خیر سے ہم کو ملے ہیں سیدی اختر رضا
ہر دلوں میں بس گئے ہیں سیدی اختر رضا

جانشینِ مفتیِ اعظم مظہرِ احمد رضا
مصطفےٰ چن کر دیے ہیں سیدی اختر رضا

ہیں سراپا مصدرِ انوارِ برکاتِ رضا
فیض کا دریا بنے ہیں سیدی اختر رضا

زھد و تقویٰ میں یگانہ ہیں مرے اختر رضا
پیر ہم ایسا چنے ہیں سیدی اختر رضا

دینِ احمد کو بچانے ،حق بتانے کے لیے
باغیوں سے بھی لڑے ہیں سیدی اختر رضا

سر بلند جب سے ہوئی ہے سنیت اس دہر میں
تب رضا نے دے دیے ہیں سیدی اختر رضا

سنیت قائم تھی جس سے وہ سرآپا آپ ہیں
مقتدا بن کر رہے ہیں سیدی اختر رضا

سنیت نازاں رہی ہے اور رہے گی ہر گھڑی
کام ایسا کر چکے ہیں سیدی اختر رضا

اس جہاں میں ایسا مرشد نہ ملے گا اے وسیمؔ
جس کے آگے سب جھکے ہیں سیدی اختر رضا

اختر برج ہدیٰ اختر رضا خاں قادری
یاد آئیں گے سدا اختر رضا خاں قادری

سو رہے ہیں رحمت و انوار کی آغوش میں
تان کر نوری ردا اختر رضا خاں قادری

یوم جمعہ وقت مغرب بیس جولائی تھی وہ
جب ہوئے ہم سے جدا اختر رضا خاں قادری

بستی بستی قریہ قریہ میں تمہاری دھوم ہے
ہے یہی سب کی صدا اختر رضا خاں قادری

سنیوں کو یوں دکھائی آپ نے راہِ نبی
مل گئی راہِ خدا اختر رضا خاں قادری

ہم غریبوں کو بروزِ حشر لیکر جائیں گے
پیش محبوب خدا اختر رضا خاں قادری

سنت سرکار بطحا کے مطابق تھی ڈھلی
آپ کی ہر اک ادا اختر رضا خاں قادری

قادری جامہ پہن کر جائیں گے روز جزا
آپ کے سارے گدا اختر رضا خاں قادری

شانِ عالم کی بھلا تخصیص کیا ہے آپ پر
اک زمانہ ہے فدا اختر رضا خاں قادری